قیمت مجلد تین روپیہ آٹھ آنے

پرنٹر
سرفراز پریس لکھنؤ

ٹیلیفون نمبر
5725

ناشر
مکتبہ کلیاں
لکھنؤ

حرف اوّل

اس کتاب کو پڑھنے والوں سے :-

اس سے قبل کے میں کیپٹن کارٹر کے اس تحیر خیز مسودے کو آپ کے سامنے کتابی صورت میں پیش کروں، میں آپ کے سامنے اس کی دلچسپ شخصیت کو بھی پوری طرح واضح کر دینا چاہتا ہوں۔

میں نے کیپٹن کارٹر کو سیاسی جنگ شروع ہونے سے قبل پہلی بار اس وقت دیکھا تھا جب وہ چند ماہ کے لئے میرے والد کے مکان واقع ورجینیا میں آکر مقیم ہوئے تھے اس وقت میری عمر صرف پانچ سال کی تھی یعنی مجھے اب بھی لانبے قد کا وہ خوش پوش شخص یاد ہے جسے میں انکل جیک کہہ کر پکارا کرتا تھا۔

وہ ان اشخاص میں سے تھے جن کے چہرے پر ہمیشہ مسکراہٹ کھیلتی ہوئی نظر آتی ہے وہ بچوں کے کھیل میں اسی طرح شوق سے حصہ لیتے تھے جس طرح ان کے ہم عمر مرد اور عورتیں اپنی دلچسپیوں میں ہوجانے کے عادی ہوتے ہیں۔ یا پھر وہ میری بوڑھی دادی اماں کو خوش کرنے کیلئے گھنٹوں ایسی کہانیاں سنایا کرتے تھے جو دنیا کے مختلف حصوں میں بسنے والے وحشیوں سے تعلق رکھتی تھیں۔

وہ مردانہ خوبصورتی کا نمونہ تھے۔ ان کا قد چھ فٹ دو انچ، شانے چوڑے اور کمر پتلی تھی جس کی وجہ سے وہ کوئی ماہر جنگجو نظر آتے تھے۔ ان کے خدوخال موزوں، بال سیاہ، اور چھوٹے، اور آنکھیں لوہے جیسی رنگت لئے بھوری تھیں جو ان کے ثابت قدم اور وفادار

ہونے کی دلالت کرتی تھیں۔ ان کے عادات و اطوار عمدہ اور شائستگی جنوبی ممالک میں رہنے والے کسی اونچے طبقے سے تعلق رکھنے والے شخصیت کا نمونہ پیش کرتی تھی۔

وہ ایک بہترین شہسوار تھے اور اس شہسواروں کے دیس میں بھی انھیں کافی قدرو منزلت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ میں نے اکثر اپنے والد کو انھیں ان کی وحشیانہ شہسواری سے ہوشیار رہنے کے بارے میں کہتے سنا ہے لیکن وہ ہمیشہ ہنس کر ٹال جایا کرتے اور کہتے کہ ان کی موت گھوڑے کی پیٹھ پر سے گر کر ہی ہو نا طے ہو چکی ہے۔

جنگ کا آغاز ہوتے ہی وہ ہمیں چھوڑ کر چلے گئے اور میں انھیں پندرہ یا سولہ سال تک پھر نہ دیکھ سکا لیکن جب ایک دن وہ بغیر اطلاع کئے ہوئے واپس آ گئے تو ہم سب کو بہت ہی حیرت ہوئی۔ خاص طور سے میری حیرت اس وجہ سے تھی کہ ان کی عمر میں ایک دن کا بھی فرق نظر نہیں آرہا تھا۔ ان کی ظاہری حالت پہلے ہی جیسی تھی۔ وہ اب بھی پہلے ہی کی طرح ہم لوگوں کے ساتھ رہ کر خوش نظر آتے تھے۔ لیکن جب وہ اپنے کو تنہا محسوس کرتے۔۔۔ میں نے اکثر انھیں گھنٹوں بیٹھ کر خلاء میں گھورتے ہوئے دیکھا تھا انکے چہرے پر ناامیدی اور اذیت کے آثار چھائے ہوتے تھے۔ اکثر راتوں کو بھی میں نے انھیں آسمان کی سمت گھورتے ہوئے دیکھا وہ کس شے کو دیکھا کرتے تھے یہ مجھے اسوقت تک نہ معلوم ہو سکا جب تک کہ میں نے ان کا مسودہ نہیں پڑھ لیا۔

انھوں نے ہمیں بتایا کہ وہ جنگ شروع ہونے کے بعد سے ہی اریزونا میں سونے کی کان تلاش کرنے میں مصروف ہو گئے تھے اور انھیں اس میں شاندار کامیابی حاصل ہوئی تھی اس کا ثبوت ان کے پاس کی بے انتہا دولت تھی۔ جہاں تک اس درمیانی عرصہ کے تفصیلی واقعوں کا سوال ہے انھوں نے اس بارے میں کبھی کچھ نہیں کہا اور حقیقت میں دیکھا جائے تو وہ اس موضوع پر گفتگو کرنا ہی پسند نہیں کرتے تھے۔

وہ ایک سال تک ہمارے ساتھ رہنے کے بعد نیویارک چلے گئے اور ہڈسن میں

ایک مکان خرید کر رہنے لگے، جہاں میں سال میں ایک یا دو بار ان سے اسوقت ملاقات کرنے کے لئے جایا کرتا جب میں نیویارک کا سفر کرتا تھا۔ میرے والد نے ورجینیا سے نیویارک تک جنرل اسٹورس کا ایک لمبا سلسلہ قائم کر رکھا تھا۔ کیپٹن کارٹر ایک چھوٹے سے خوبصورت بنگلے میں رہتے تھے جو ایک اونچے مقام پر واقع تھا اور جس کے ایک سمت بہتا ہوا دریا نظر آتا تھا۔ آخری بار جب میں ۱۸۸۵ء میں سردیوں کے موسم میں ان سے ملا تھا تو وہ کچھ لکھنے میں مصروف تھے۔ میرا خیال ہے شاید وہ اسی مسودے کو لکھ رہے تھے اسی وقت انھوں نے مجھ سے کہا تھا کہ اگر انھیں کچھ ہو جائے تو میں ہی ان کی تمام جائداد کا وارث ہونگا۔ انھوں نے مجھے ایک تجوری کی چابی بھی دی کہ مجھے اس تجوری میں ان کا وصیت نامہ اور کچھ دوسرے احکامات کے کاغذات رکھے ہوئے مل جائیں گے جنھیں انکے بعد میں حتی الامکان پورا کرنے کی کوشش کرونگا۔

اسی رات، جب میں ان سے جدا ہو کر اپنے کمرے میں آرام کرنے کے لئے چلا گیا تھا میں نے کھڑکی کی راہ سے دیکھا کہ وہ باغ میں کھڑے ہوئے ہیں اور آسمان کی سمت گھور رہے ہیں انکے ہاتھ التجایانہ انداز میں سامنے اٹھے ہوئے تھے۔ میں نے سمجھا شاید وہ دعا میں مصروف ہیں۔ حالانکہ میں جانتا تھا کہ کیپٹن زیادہ مذہبی قسم کے واقع نہیں ہوئے ہیں۔

میں واپس اپنے مکان چلا آیا۔ کئی ماہ گزر گئے اور پھر ایک دن مارچ ۱۸۸۶ء میں مجھے ان کا ایک ٹیلیگرام ملا کہ میں فوراً ان کے پاس پہنچ جاؤں۔ چونکہ کارٹر خاندان کے نوجوانوں میں وہ مجھ ہی کو سب سے زیادہ پسند کرتے تھے اور مجھے بھی ان سے ایک خاص قسم کا لگاؤ تھا اس لئے میں فوراً ہی ان سے ملنے کے لئے روانہ ہو گیا۔

میں ۴ مارچ ۱۸۸۶ء کو اس اسٹیشن پر اترا جو ان کے مکان سے ایک میل کے فاصلے پر واقع تھا۔ جب میں نے ایک گاڑی بان سے کیپٹن کے مکان تک چلنے کے لئے کہا تو اس نے پوچھا کہ کیا میں ان کا دوست ہوں۔ اگر ایسا ہے تو پھر مجھے ایک بری خبر سننے کیلئے تیار

ہو جانا چاہیے۔ کیپٹن کو آج صبح ان کے باغ میں ایک دوسرے مکان کے چوکیدار نے مردہ پایا تھا۔

کسی خاص وجہ سے مجھے اس خبر کو سن کر حیرت نہیں ہوئی پھر بھی میں تیزی سے کیپٹن کے مکان کی سمت روانہ ہو گیا تاکہ انکے جسم کو اپنے قبضے میں لیکر اسکی تجہیز و تکفین کا انتظام کر سکوں میری ملاقات وہاں کی پولس کے ساتھ ہی اس چوکیدار سے بھی ہوئی جس نے کیپٹن کے جسم کو پایا تھا۔ وہ سب مطالعہ کے کمرے میں بیٹھے ہوئے تھے۔ چوکیدار نے تفصیل سے بتایا کہ اسنے کس طرح کیپٹن کے جسم کو پایا تھا یہ بھی بتایا کہ جس وقت اس نے انھیں باغ میں پڑا ہوا پایا تھا اس وقت ان کا جسم گرم تھا۔ اس نے کہا کہ وہ اوندھے منھ پڑے ہوئے تھے اور انکا ہاتھ آگے کی سمت پھیلا ہوا تھا۔ جب اس نے مجھے وہ مقام دکھایا جہاں کیپٹن کی لاش پائی گئی تھی تو یکایک مجھے یاد آیا کہ یہ وہی مقام ہے جہاں ایک بار میں نے انھیں ہاتھ اٹھائے ہوئے کھڑے دیکھا تھا۔

ان کے جسم پر کسی قسم کے تشدد کا نشان نہیں تھا ایک مقامی ڈاکٹر کی مدد سے کارونر جیوری جلدی ہی اس نتیجے پر پہنچ گئی کہ ان کی موت دل کی حرکت بند ہو جانے سے واقع ہوئی تھی۔ تمام لوگوں کے جانیکے بعد میں جب مطالعے کے کمرے میں تنہا رہ گیا تو میں نے تجوری کھول کر ان کاغذات کو نکالا جس میں ان کے احکامات درج تھے۔ حالانکہ ان کے احکامات بہت ہی عجیب تھے پھر بھی میں نے انھیں پورا کرنے کی ہر ممکن کوشش کی تھی۔

انھوں نے تحریر کیا تھا کہ ان کے جسم کو ایک کھلے ہوئے کفن میں رکھ کر اس مقبرے میں لے جاکر رکھا جائے جو انھوں نے اپنی زندگی میں درجینیا میں تعمیر کرایا ہے۔ اسے دیکھنے کے بعد مجھے معلوم ہوا کہ اس مقبرے میں اس بات کا خاص خیال رکھا گیا تھا کہ اس میں ہوا کا گذر کافی ہے انھوں نے یہ بھی تحریر کیا تھا کہ اس کام کو مجھے ہر حالت میں پورا کرنا ہے خواہ مجھے پوشیدہ طور پر ہی کیوں نہ اس کام کو کرنے پر مجبور ہونا پڑے۔

انھوں نے وصیت نامہ میں تحریر کیا تھا کہ پچیس سال تک میں ان کی جائداد سے حاصل ہونے والی آمدنی کا حقدار رہوں گا اس کے بعد تمام جائداد میری ہو جائے گی۔ دوسرے احکامات انھوں نے سودے کے بارے میں تحریر کئے تھے جو مجھے ایک مہر بند لفافے میں ملا تھا انھوں نے تحریر کیا تھا کہ گیارہ سال تک اسے کھولنے کا میں مجاز نہیں اور نہ ہی ان کے مرنے کے اکیس سال بعد تک مجھے اس راز کو فاش کرنے کی اجازت ہے۔

وہ مقبرہ — جس میں ان کا جسم آج بھی رکھا ہے، اپنے میں ایک خاص خصوصیت رکھتا ہے اس کے بھاری اور واحد دروازے میں سونے کی قلعی کیا ہوا ایک ایسا اسپرنگ دار قفل لگا ہوا ہے جو صرف اندر ہی سے کھل سکتا ہے۔

آپ کا مخلص

ایڈگر رائس بروس

پہلا باب

ریڈ انڈین

میں ایک عمر رسیدہ شخص ہوں۔ میری عمر کیا ہے اس سے میں واقف نہیں ہوں ممکن ہو سوسال ہو یا اس سے بھی زیادہ۔ میں اپنی صحیح عمر اس وجہ سے بھی نہیں بتا سکتا کہ میں دوسروں کی طرح بوڑھا نہیں ہوا ہوں اور نہ ہی مجھے اپنے بچپن کا زمانہ یاد ہے جہاں تک مجھے یاد ہے میں نے ہمیشہ اپنے کو جوان پایا ہے۔ میں آج بھی اسی طرح تیس برس کا نظر آتا ہوں جس طرح آج سے چالیس سال پیشتر نظر آیا کرتا تھا۔ پھر بھی میں محسوس کرتا ہوں کہ میں ایکدن حقیقی موت ضرور مرونگا کیونکہ اس سے کسی کو چھٹکارہ نہیں ہے مجھے کوئی وجہ نظر نہیں آتی کہ میں کیوں موت سے خوفزدہ رہوں جبکہ میں دوبار مر چکا ہوں اور پھر بھی آج زندہ ہوں۔ لیکن اسکے باوجود میں موت سے انھیں لوگوں کی طرح خائف ہوں جو ابھی تک ایک بار بھی نہیں مرے ہیں کیونکہ مجھے موت کی تکلیف کا پوری طرح احساس ہے۔ شائد اس موت کے خوف کی وجہ سے میں نے یقین کرلیا ہے کہ میں لافانی ہوں۔

اور اسی الیقین کی وجہ سے میں نے اس دلچسپ وقفے کی کہانی کو قلمبند کرنے کا فیصلہ کیا ہو جو میں نے موت اور زندگی کے درمیان گذارا تھا۔ میں اس تحیر خیز واقعے کی تشریح نہیں کر سکتا میں صرف الفاظ میں۔۔۔ جس طرح ایک معمولی سپاہی بیان کر سکتا ہے، یہاں ان حیرت انگیز واقعوں کو پیش کرنے کی کوشش کرونگا جو میرے ساتھ اس وقت ظہور میں آئے تھے جب میرا مردہ جسم دس سال تک اریزونا کے ایک غار میں غیر دریافت شدہ پڑا رہا تھا۔

میں نے یہ کہانی کسی کو نہیں سنائی ہے اور نہ ہی کوئی فانی شخص میرے اس مسودے کو دیکھ سکے گا جبتک کہ میں زندہ ہوں۔ میں جانتا ہوں زیادہ تر لوگ اس پر یقین نہیں کریں گے،

میری اس کہانی پر میرا مذاق اڑایا جائے گا، مجھے لوگ جھوٹا کہیں گے جبکہ میں ایک صحیح بات ان سے کہوں گا۔ اسی وجہ سے میں خاموش ہوں لیکن مجھے امید ہے ایک دن جب سائنس ترقی حاصل کرے گی میری اس کہانی کی تصدیق ضرور ہو جائے گی۔ ممکن ہے ان مشوروں کے ذریعہ جو میں نے مریخ پر حاصل کئے ہیں اور ان معلومات کے ذریعہ جو میں تحریر کرنے والا ہوں وہ مہروشکوہ سیارہ کے بارے میں کچھ ایسے راز سربستہ معلوم ہو جائیں جواب میرے لئے راز سربستہ نہیں رہے ہیں۔

میرا نام جان کارٹر ہے لیکن زیادہ تر لوگ مجھے کیپٹن جیک کارٹر کے نام سے جانتے ہیں۔ ملکی جنگ ختم ہونے کے بعد مجھے معلوم ہوا کہ میں نے تھوڑی بہت رقم جمع کر لی ہے اور میں فوج کے ایک ایسے دستے کا کیپٹن ہوں جواب ختم ہو چکا ہے چونکہ ایک جنگجو ہونے کی حیثیت سے میری روزی کا دارومدار جنگ پر ہی تھا، اس لئے اس کے ختم ہونے کے بعد میں نے فیصلہ کیا کہ مجھے اپنی قسمت آزمانے کے لئے شمال کی سمت جانا چاہئے۔ ممکن ہے میں وہاں کسی سونے کی کان کا پتہ لگانے میں کامیاب ہو جاؤں۔

میں نے ایک سال کا عرصہ اپنے ایک دوست افسر کیپٹن جمیس کے۔ پاول کے ساتھ رہتے ہوئے سونے کی کان کی تلاش میں گزارا۔ خوش قسمتی سے ۱۸۶۵ء کی سردیوں میں ہم نے ایک ایسی جگہ دریافت کر لی جو ہمارے خوابوں کی صحیح تعبیر تھی۔ کیپٹن پاول نے جو تعلیم کے لحاظ سے ایک انجینئر تھا، مجھے بتایا کہ ہم نے تین ماہ کے عرصے میں قریب دس لاکھ ڈالر کی مالیت کا سونا جمع کر لیا ہے۔

چونکہ ہمارے پاس کام کرنے کے لئے اچھے اوزار نہیں تھے اس لئے ہم نے فیصلہ کیا کہ ہم میں سے ایک شہر واپس جا کر ضرورت کے مطابق مشینری اور کچھ لوگوں کو کان میں کام کرنے کے لئے جمع کر لائے۔

چونکہ پاول وہاں کے راستوں اور کان میں لائی جانے والی مشینریوں سے اچھی طرح واقفیت رکھتا تھا اس لئے طے پایا کہ وہ شہر جائے اور میں اس کی غیر موجودگی میں اس جگہ

کی دیکھ بھال کرتا رہوں تاکہ کوئی دوسرا اس جگہ پہنچ کر اپنا قبضہ نہ جمائے۔

۳ مارچ ۱۸۶۸ء کو میں نے اور پاول نے مل کر سفر کا سامان درست کیا۔ پھر گھوڑے پر سوار ہونے کے بعد اس نے مجھے الوداع کہی اور آہستہ آہستہ پہاڑی کے پر پیچ راستوں سے نیچے اترنے لگا۔

پاول کی روانگی کی صبح عام صبحوں کی طرح صاف اور خوشگوار تھی۔ میں اپنی جگہ سے اسے اس کے سامان کے ساتھ پہاڑی کے نیچے جاتا ہوا آسانی سے دیکھ سکتا تھا۔ میں نے دن میں کئی بار اسے چٹانوں کی آڑ سے باہر نکلتے اور پھر چھپتے ہوئے دیکھا تھا۔ آخری بار میں نے اسے تین بجے دوپہر کو دیکھا۔ جب وہ دوسری سمت پہنچ کر غائب ہو رہا تھا۔

آدھ گھنٹے بعد میں نے پھر وادی کی سمت دیکھا اور یہ دیکھکر حیرت میں پڑ گیا کہ ٹھیک اسی جگہ پر تین نقطے موجود ہیں جہاں آدھ گھنٹے پیشتر میں نے پاول کو دیکھا تھا۔ میں ان میں سے نہیں ہوں جو ذرا ذرا سی بات پر گھبرا اٹھتے ہیں۔ میں نے اپنے کو سمجھانے کی کوشش کی کہ یہ میرا واہمہ ہے یا پھر میں نے انٹی لوپ کو چرتے ہوئے دیکھا ہے۔ لیکن جس قدر میں اپنے کو یقین دلانے کی کوشش کرتا تھا اسی قدر میرا یقین ڈگمگاتا جا رہا تھا۔

جس جگہ ہم تھے وہاں ہمیں ایک بھی خطرناک انڈین نہیں نظر آیا تھا اس لئے ہم لاپرواہ سے ہو گئے تھے اور ان کہانیوں کو فراموش کر بیٹھے تھے جو ان خطرناک انڈینوں کے بارے میں مشہور تھی کہ وہ کس طرح سفید فام لوگوں کو پکڑ کر انھیں اذیتیں پہنچاتے ہیں اور قتل کر دیتے ہیں۔

مجھے معلوم تھا کہ پاول مسلح ہے اور وہ انڈینوں سے جنگ کرنے کا طریقہ بھی جانتا ہے لیکن میں بھی ایک جنگجو تھا اور شمال میں رہنے والے سائی آکسوں سے مقابلہ کر چکا تھا۔ اس لئے جانتا تھا کہ اگر پاول انڈینوں کے ہاتھوں میں پھنس گیا تو پھر اس کے بچنے کی امید بہت کم ہے۔ آخر کافی پس و پیش کے بعد میں نے اپنے دونوں ریوالور تیار

کیئے، کارتوس کی پیٹی کمر سے باندھی، گھوڑے پر زین چڑھائی اور اس سمت روانہ ہوگیا جدھر بادل گیا تھا۔

نیچے ہموار زمین پر پہنچنے کے بعد میں نے اپنے گھوڑے کی رفتار تیز کردی اور جس وقت شام کا اندھیرا پھیل رہا تھا مجھے کچھ ایسے نشان دیکھنے کو مل گئے جو بادل کے گھوڑوں کے قدموں کے نشان کے ساتھ خلط ملط ہو گئے تھے۔

اب شبہے کی کوئی گنجائش ہی نہیں رہ گئی تھی۔ میں انھیں نشانوں کے سہارے تیزی سے آگے بڑھتا رہا۔ اندھیرا پھیل جانے پر مجھے مجبور ہوکر ٹھہر جانا پڑا۔ اس طرح مجھے اس معاملے پر غور کرنے کا موقع مل گیا یہ ممکنات میں سے تھا کہ میں نے خطرے کا اندازہ لگانے میں غلطی کی ہو، اور جب میں بادل کے پاس پہنچوں تو وہ میری ہنسی اڑانے پر مجبور ہو جائے۔ پھر بھی، چونکہ میں ان میں سے نہیں ہوں جو اپنے فرض کی انجام دہی میں کوتاہی کرتے ہیں ۔ اس کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ میرے پاس تین آزاد ملکوں کے امتیازی تمغے موجود ہیں کیونکہ میں نے ان کے لئے اپنی تلوار بلند کی تھی اور اسے ان کے دشمنوں کے خون سے سرخ کیا تھا۔ اس لئے میں نے یہی فیصلہ کیا کہ مجھے بادل تک پہنچ کر اطمینان کر لینا چاہیئے۔

چاند نکلا اور پھر قریب نو بجے تک اس کی روشنی اس قدر تیز ہو گئی کہ میں اپنا سفر جاری رکھنے کے قابل ہو گیا۔ میں تیزی سے نشانوں کے سہارے آگے بڑھتا رہا اور قریب آدھی رات کو اس چشمے کے پاس پہنچ گیا جہاں بادل رات کو قیام کرنے والا تھا اس جگہ بھی مجھے تعاقب کرنے والے گھوڑے سواروں کے قدموں کے نشان بادل کے گھوڑے کے قدموں کے نشان سے ملے ہوئے نظر آئے۔ مجھے یقین ہوگیا کہ بادل کا یہاں نہ ٹھہرنا اس بات کا پکا ثبوت ہے کہ اس نے خطرے کا احساس کر لیا تھا اور ٹھہرنے کے بجائے آگے بڑھتا چلا گیا تھا۔

مجھے اس بات کا بھی یقین ہو گیا کہ تعاقب کرنے والے اسے زندہ گرفتار کرنا چاہتے ہوں گے تاکہ اپنے وحشیانہ جذبات کو، اسے اذیت پہنچا کر تسکین دے سکیں میرے ایسا یقین کرنے کی ایک وجہ تھی۔ پانی کے چشمے کے پاس جو نشان مجھے دیکھنے کو ملے تھے ان سے میں نے بھی اندازہ لگایا تھا۔

میں نے اپنے گھوڑے کو تیزی سے آگے بڑھایا اور امید کے خلاف امید کرنے لگا کہ میں وقت پر پہنچ کر اس کی حفاظت کرنے میں کامیاب ہو جاؤں گا۔ میں اپنے خیالات سے اس وقت چونکا جب مجھے اپنے آگے کی سمت سے دو بار گولی چلنے کی آواز آتی سنائی دی۔ میں سمجھ گیا کہ اس وقت پاول کو میری سخت ضرورت تھی۔ میں نے ہر خطرے کو اپنے ذہن سے نکالتے ہوئے اپنے گھوڑے کی رفتار اور تیز کر دی۔

میں نے پہاڑی کے ناہموار اور پتلے راستے پر ایک میل کا سفر اور طے کیا۔ اس درمیان مجھے کوئی آواز نہیں سنائی دی۔ یکایک ایک درے کے درمیان سے گذرتے ہوئے میں پہاڑی پر واقع ایک بڑے میدان میں پہنچ گیا۔ وہاں جو کچھ میں نے دیکھا اس نے میرے دل کو وحشت و ناامیدی سے پُر کر دیا۔

میدان کا وہ چھوٹا حصہ انڈینوں کی ڈیریوں سے سفید نظر آ رہا تھا اور قریب پانچ سو سرخ جنگجو کسی شے کے گرد گھیرا ڈالے بیٹھے ہوئے تھے وہ اس دلچسپ شے کو اس طرح گہری توجہ سے دیکھنے میں مصروف تھے کہ انھیں میرے وہاں پہنچنے کا حال پھر معلوم نہ ہو سکا۔ میں بہت آسانی سے پیچھے ہٹ کر اندھیرے میں غائب ہو سکتا تھا اور فرار اختیار کر کے اپنی حفاظت کر سکتا تھا۔ لیکن میں نے ایسا نہیں کیا۔ میں اپنی بہادری پر داغ نہیں دینا چاہتا تھا۔ ممکن تھا کبھی کسی کو یہ بات معلوم ہو جاتی اور مجھے شرمندہ ہونے پر مجبور ہونا پڑتا۔

میں اس پہ یقین نہیں رکھتا کہ میری تعمیر اس شے سے ہوئی جو ہیروؤں کے لئے مخصوص ہے

کیونکہ، سینکڑوں دوسرے مواقعوں پر میں اپنی حرکات کی وجہ سے موت کے منہ تک پہنچ چکا تھا۔ میرا ذہن کچھ اس طرح کا ہے کہ لاشعوری طور پر میرے قدم خود بخود فرض کے راستے کی سمت اٹھ جایا کرتے تھے۔ پھر بھی، اتنا تو میں ضرور ہی کہوں گا کہ مجھ پر بزدلی کا الزام نہیں لگایا جاسکتا تھا۔

اس معاملے میں۔۔ مجھے یقین تھا کہ ان کی گہری توجہ کا باعث پاول بنا ہوگا میں نے پہلے سوچا تھا یا حرکت میں آیا تھا، اس بارے میں یقین سے کچھ نہیں کہہ سکتا۔ مجھے صرف اس قدر یاد ہے کہ جیسے ہی وہ منظر میری نظروں کے سامنے آیا تھا میں نے پستول نکال کر وحشیوں کی اس فوج پر بلے دریغ فائر کرنا شروع کر دیا تھا۔ چونکہ میں تنہا تھا اس لئے اس کے علاوہ کچھ اور کر ہی نہیں سکتا تھا۔ اسکا اثر بہتر ہی ہوا۔ وہ وحشی یکایک حملہ ہو جانے کی وجہ سے یہ سمجھے کہ ان پر پوری ایک فوج نے حملہ کر دیا ہے اس لئے وہ چاروں سمت اپنے تیر کمان، بھالے اور رائفلیں اٹھانے کے لئے بھاگ کھڑے ہوئے۔

اس افراتفری کے درمیان مجھے جو کچھ دیکھنے کو ملا اس نے مجھے غصے سے پاگل بنا دیا۔ میں نے چاندنی کی صاف روشنی میں دیکھا کہ پاول فرش زمین پڑا ہوا ہے اور اس کا تمام جسم ان وحشیوں کے تیروں سے چھدا ہوا ہے۔ مجھے یقین ہوگیا کہ وہ مر چکا ہے لیکن یہ سوچتے ہوئے میں آگے بڑھا کہ اس کی زندگی محفوظ نہیں کرسکا ہوں تو اس کے جسم کو ہی ان وحشیوں سے چھین لوں۔

اس کے قریب پہنچتے ہی میں زمین کا سہارا لے کر آگے کی سمت جھکا اور پھر اسکے کارتوس کی پیٹی کو پکڑتے ہوئے میں نے اسے اٹھا کر اپنے گھوڑے کی پیٹھ پر رکھ لیا۔ پیچھے گھوم کر ایک نظر دیکھنے کے بعد مجھے معلوم ہوا کہ اب میرا اس راستے سے واپس ہونا ناممکن ہے جس راستے سے میں آیا ہوں اس لئے میں نے گھوڑے کو ایڑ دیتے ہوئے آگے اس درے کی سمت بڑھایا جو میدان سے کچھ فاصلے پر چاندنی کی روشنی میں صاف دکھائی دے رہا تھا۔

انڈین اس وقت تک اس بات سے واقف ہو چکے تھے کہ میں تنہا ہوں اس لئے اب انھوں نے مجھ پر تیروں اور گولیوں کی بوچھار شروع کر دی تھی۔ لیکن چونکہ چاندکی روشنی میں اچھی طرح نشانہ نہیں لیا جا سکتا تھا، اور وہ لوگ شروع میں کچھ گھبرا بھی گئے تھے۔ اس لئے ان کے تیر اور گولیاں مجھے کسی قسم کا نقصان نہ پہنچا سکیں اور میں ایک اندھیرے مقام پر پہنچنے میں کامیاب ہو گیا۔

چونکہ میں وہاں کے راستوں سے اچھی طرح واقف نہیں تھا اس لئے میں نے گھوڑے کی راس چھوڑ دی تھی اور وہ اپنی مرضی کے مطابق رخ کا انتخاب کرتے ہوئے دوڑ رہا تھا۔ اپنی اس غلطی کا احساس مجھے اس وقت ہوا جب وہ ایک ایسی گھاٹی میں داخل ہو گیا جو پہاڑی کی ایک چوٹی کی سمت جاتی تھی۔ اس نے اس درے کی سمت جانا مناسب نہیں سمجھا تھا جس کے دوسری طرف کی وادی میں پہنچ کر ـــــ میرے خیال میں میں محفوظ ہو سکتا تھا۔

دھیرے دھیرے تعاقب میں آنے والے وحشیوں کی آواز مدھم پڑتی گئی اور پھر آخر میں سنائی دینا بند ہو گئی۔ لیکن میں جانتا تھا کہ وہ ان میں سے نہیں ہیں جو ہار مان کر بیٹھ جاتے ہیں۔ مجھے یقین تھا کہ انھیں جلد ہی یہ بات معلوم ہو جائے گی کہ انھوں نے میرا تعاقب کرنے میں غلط راستے کا انتخاب کر لیا ہے اور پھر وہ بائیں سمت سے پلٹ کر میری طرف آنے کی کوشش کریں گے۔

میں نے تھوڑا فاصلہ اور طے کیا تھا کہ ایک ایسے مقام پر پہنچ گیا۔ جہاں سے ایک کافی چوڑا راستہ ایک چوٹی کے اوپر جاتا تھا۔ پہاڑی کی یہ چوٹی میرے داہنے سمت تھی اور اس کی اونچائی کئی سو فٹ تھی۔ اس کے مقابلے میں دوسری سمت کئی سو فٹ گہری اور ڈھلواں کھائی موجود تھی۔

میں اس چوڑے راستے پر قریب سو گز ہی آگے بڑھا تھا کہ یکایک وہ داہنی سمت گھوم کر مجھے ایک ایسے غار کے دہانے پر لے گیا جس کا دہانہ چار فٹ اونچا اور تین سے

چار فٹ تک چوڑا رہا ہوگا۔ اسی مقام پر وہ راستہ ختم ہوگیا تھا۔

اب صبح ہو چکی تھی۔ میں نے گھوڑے سے اتر کر پاول کے جسم کو زمین پر لٹا دیا اور اس کے جسم کا معائنہ کرنے لگا۔ مجھے اس میں زندگی کے ذرہ برابر بھی آثار نہیں دکھائی دیئے۔ میں نے اپنی پانی کی بوتل سے اس کے مردہ ہونٹوں کے درمیان پانی ڈالنے کی کوشش کی، اس کے منہ پر چھینٹے دیئے اور اس کے ہاتھوں اور پیروں کی مالش کی۔ لیکن میری تمام کوششیں رائیگاں گئیں اور میں اس کے مردہ جسم میں پھر سے زندگی لانے میں ناکامیاب ہی رہا۔

میں پاول کو بہت پسند کرتا تھا۔ وہ میرا اچھا دوست تھا۔ اس کی موت سے مجھے اسقدر گہرا صدمہ پہنچا تھا کہ میں نے آخر میں اسے پھر سے زندہ کرنے کی اپنی تمام کوششیں ترک کر دی تھیں۔

پاول کے جسم کو باہر ہی زمین پر چھوڑ کر میں گھستا ہوا غار کے اندر تھوڑا آرام کرنے کے لئے پہنچ گیا۔ غار اندر سے کافی بڑا تھا۔ اس کی لمبائی چوڑائی قریب سو فٹ اور اونچائی قریب بیس فٹ رہی ہوگی۔ وہاں مجھے کچھ ایسے آثار بھی دکھائی دئے جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ کسی زمانے میں وہ غار کام میں لایا جاتا ہوگا اور اس میں انسان رہتے ہوں گے غار آخری حصے میں اس قدر پھیلا ہوا تھا کہ میں اس سے واقف نہ رہ سکا کہ اس طرف سے باہر جانے کا کوئی راستہ موجود ہے یا نہیں۔

غار کا معائنہ کرتے ہوئے مجھ پر ایک خوشگوار قسم کی غنودگی طاری ہونے لگی جو شائد میری بھاگ دوڑ کا نتیجہ تھی۔ میں اس غار میں اپنے کو پوری طرح محفوظ سمجھ رہا تھا کیوں کہ میرے خیال میں اس غار میں رہتے ہوئے میں پوری ایک فوج کا مقابلہ کر سکتا تھا۔

آخر میں میری غنودگی اس قدر بڑھ گئی کہ میں تھوڑی دیر فرش پر لیٹ کر آرام کرنے پر مجبور ہوگیا۔ لیکن میں جانتا تھا کہ میرے آرام کرنے کا مطلب ان وحشی انڈینوں کے ہاتھوں

موت ہوگا جو میری تلاش میں ہیں اور جو کسی بھی لمحے میرے پاس پہنچ سکتے تھے، میں نے بہتر یہی سمجھا کہ مجھے لیٹ کر آرام نہیں کرنا چاہیے اس لئے میں کسی شرابی کی سی حالت میں دیوار کا سہارا لے کر غار کے دہانے کی سمت گھسنے لگا۔

دوسرا باب

موت اور زندگی

ایک خوشگوار قسم کی غشی مجھ پر طاری ہوگئی اور میرے تمام اعصاب سست پڑ گئے۔ میں اپنی اس خواہش کے خلاف کہ مجھے لیٹنا نہیں چاہیئے لیٹنے جا ہی رہا تھا کہ مجھے گھوڑے کے قدموں کی آواز نزدیک آتی سنائی دی۔ میں نے اچھل کر کھڑے ہو جانے کی کوشش کی لیکن یہ محسوس کرکے خوفزدہ ہوگیا کہ میرے اعضاء میری مرضی کے مطابق کام کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں میں اب پوری طرح بیدار تھا لیکن حرکت نہیں کرسکتا تھا اور محسوس کر رہا تھا جیسے میرا تمام جسم پتھر میں تبدیل ہوگیا ہے اسی وقت، پہلی بار میں نے دیکھا کہ غار میں ہلکے دھوئیں کی ایک چادر پھیلی ہوئی ہے۔ یہ دھواں اس قدر ہلکا تھا کہ صرف غار کے دہانے پر ہی نظر آرہا تھا جہاں انکی روشنی پھیلی ہوئی تھی۔ اب میں اپنے نتھنوں میں ایک قسم کی بو بھی پہنچتے ہوئے محسوس کر رہا تھا اسکا صرف ایک ہی مطلب نکالا جاسکتا تھا کہ میں کسی زہریلی گیس کے درمیان پہنچ گیا تھا۔ لیکن پھر سوال یہ اٹھتا تھا کہ آخر میرا ذہن کیوں پوری طرح بیدار اور کام میں مصروف ہے جبکہ صرف میرے دوسرے اعضاء بھی بیکار ہوئے تھے۔ اس کا اندازہ میں نہ لگا سکا۔

میں غار کے اندر دہانے کے پاس ایک ایسی جگہ پر بیٹھا ہوا تھا جہاں سے وہ چوڑا راستہ صاف دکھائی دے رہا تھا جس کے ذریعہ میں اس غار تک پہنچنے میں کامیاب ہوا تھا۔ اب گھوڑوں کے قدموں کی آواز سنائی دینا بند ہوگئی ہے میں نے سمجھ لیا کہ اب انڈین پیدل ہی آہستہ آہستہ چاروں طرف پھیل کر اس غار کی طرف بڑھ رہے ہوں گے جو جلد ہی میرا مقبرہ بننے والا تھا۔ مجھے یاد ہے میں نے اس وقت خواہش کی تھی کہ خدا کرے وہ لوگ میرا جلد سے جلد خاتمہ کردیں تاکہ مجھے وہ اذیتیں نہ برداشت کرنی پڑیں جنھیں اپنے

قیدیوں کو پہنچا کر وہ خوش ہوا کرتے تھے۔

مجھے زیادہ دیر انتظار نہیں کرنا پڑا کیونکہ جلد ہی سامنے پھیلے ہوئے چوڑے راستے پر مجھے رنگین لائنوں سے پر ایک چہرہ ابھرتا دکھائی دیا جس کی آنکھوں میں ایک وحشیانہ چمک موجود تھی۔ چونکہ میں ایک ایسے مقام پر بیٹھا ہوا تھا جہاں دن کی روشنی نے اجالا پھیلا رکھا تھا اس لئے جلد ہی اس کی نظر مجھ پر پڑ گئی۔

مجھے دیکھتے ہی وہ آگے بڑھنے کے بجائے اپنی جگہ پر ٹھٹھک کر کھڑا ہو گیا اور منہ لٹکا کر مجھے حیرت سے دیکھنے لگا۔ تھوڑی دیر بعد دوسرے وحشی کا چہرہ ابھرا پھر تیسرے کا پھر چوتھے کا پھر پانچویں کا اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے وہاں سینکڑوں وحشیوں کے چہرے نظر آنے لگے۔ لیکن ان میں سے آگے بڑھنے کی جرأت کوئی بھی نہ کر سکا۔ ان سب کے چہرے پر خوف و ہراس کی کیفیت چھائی ہوئی تھی اور وہ آپس میں ایک دوسرے سے پھسپھسا کر باتیں کر رہے تھے۔

یکایک غار میں میرے عقب سے ایک سیٹی بجنے کی سی آواز پیدا ہوئی اور جیسے ہی یہ آواز ان وحشیوں کے کانوں تک ہوا کے دوش پر پہنچی وہ خوفزدہ ہو کر بھاگ کھڑے ہوئے ان کے خوف کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ اس بھاگ دوڑ میں ایک وحشی پھسل کر سر کے بل نیچے گرا تھا۔ ان کی وحشیانہ چیخیں اس سنسان مقام پر تھوڑی دیر تک گونجتی رہیں اور پھر چاروں طرف گہرا سناٹا چھا گیا۔

وہ آواز جس نے انھیں خوفزدہ کیا تھا پھر نہ سنائی دی لیکن میرے دل میں بھی ایک خوف جاں گزیں ہو گیا کہ خدا جانے وہ کون سی شئے ہے جو میرے عقب میں غار کے اندھیرے حصے میں چھپی ہوئی ہے اور میرے لئے نہ جانے کون سی مصیبت کا باعث بن سکتی ہے۔

میں مفلوج سا اپنی جگہ بیٹھا اس خطرے کے سامنے آنے کا انتظار کرتا رہا جس کی آواز

سن کر وہ وحشی اس طرح خوفزدہ ہو کر بھاگ کھڑے ہوئے تھے جس طرح بھیڑوں کا گلہ بھیڑئیے کی آواز سن کر راہ فرار اختیار کر لیتا ہے۔

کئی بار میں نے ایسا محسوس کیا جیسے میں نے غار کے اندر کسی کے حرکت کرنے کی ہلکی آواز سنی ہے اور پھر وہ آواز بھی سنائی دینا بند ہو گئی۔ میں اپنی جگہ بے حس و حرکت پڑا رہا۔ اب میرے بچنے کا صرف ایک ہی راستہ رہ گیا تھا کہ جس طرح یکایک میں مفلوج ہو گیا تھا اسی طرح یکایک اپنی صحیح حالت پر بھی آ جاؤں

دوپہر کے قریب میرا گھوڑا بھی ـــ جو ابھی تک غار کے پاس ہی کھڑا ہوا تھا، میری نظروں کے سامنے پہاڑی کے نیچے اترنے لگا اور میں سمجھ گیا کہ وہ دانہ پانی کی تلاش میں جا رہا ہے۔ اب میں اپنے دوست کے مردہ جسم کے ساتھ ـــ جو میری نظروں کے سامنے ہی کچھ فاصلے پر پڑا ہوا تھا، اس مقام پر تنہا رہ گیا تھا۔

اس وقت سے لیکر قریب آدھی رات تک چاروں سمت خاموشی چھائی رہی موت کی سی خاموشی، اور پھر یکایک غار کے عقبی حصے سے پیدا ہونے والی ایک سیٹی کی سی آواز نے جو کسی کی کراہ سے ملتی جلتی تھی فضا میں ارتعاش پیدا کر دیا۔ اس کے ساتھ ہی مجھے کسی کے حرکت کرنے اور درختوں کے خشک پتوں کے کھڑکھڑانے کی آواز سنائی دی۔ اس کا اثر میرے اعصاب پر اس قدر گہرا پڑا کہ میں نے اس بار اپنے کو اس پراسرار قید سے آزاد کرنے کے لئے اپنی پوری طاقت صرف کر دی۔ میری یہ کوشش اعصابی نہیں بلکہ ذہنی تھی کیونکہ میں اپنے میں اتنی طاقت بھی محسوس نہیں کر رہا تھا کہ اپنی ایک انگلی کو بھی جنبش دے سکوں۔ میری اس کوشش کا نتیجہ خاطر خواہ نکلا۔ سب سے پہلے میں نے محسوس کیا کہ مجھے متلی ہونے والی ہے، پھر ایک اس طرح کی آواز سنائی دی جیسے لوہے کے تار آپس میں ٹکراتے ہیں اور آخر میں غار کی دیوار کے سہارے اپنے نامعلوم دشمن کا مقابلہ کرنے کے لئے کھڑا ہوا تھا۔

یہ واقعہ اچانک اس طرح ظہور میں آیا اور پھر چاند کی روشنی غار کے اندر داخل ہوئی۔

میرے سامنے میرا جسم ٹھیک اسی حالت میں پڑا ہوا تھا جس طرح میں بیٹھا ہوا تھا، آنکھیں غار کے دہانے کی سمت راستہ پہ جمی ہوئی تھیں اور ہاتھ مفلوج سے فرش پر پڑے ہوئے تھے میں نے فرش پر پڑے ہوئے اپنے جسم کو دیکھا اور پھر اپنی طرف حیرت سے دیکھنے لگا۔ کیونکہ سامنے میں ہی فرش پر کپڑے پہنے ہوئے پڑا تھا اور میں ہی اپنے جسم کے سامنے اس طرح برہنہ کھڑا ہوا تھا جیسے میری پیدائش ابھی ابھی ہوئی ہے۔ کہ سب سے پہلا خیال جو میرے ذہن میں آیا وہ یہ تھا کہ میں زندگی کی قید و بند سے آزاد ہو گیا ہوں۔ کیا میں واقعی موت کی آغوش میں پہنچ چکا ہوں؟ اس پر مجھے یقین نہ آسکا کیونکہ میں اب بھی اپنے دل کو دھڑکتے ہوئے محسوس کر رہا تھا، میری سانس تیزی سے چل رہی تھی، میرا تمام جسم پسینے سے شرابور تھا اور میں اپنے جسم میں درد کی ٹیسیں بھی محسوس کر رہا تھا جو صرف ایک زندہ شخص ہی محسوس کرنے کے قابل ہوتا ہے۔

ایک بار پھر غار میں کراہ کی سی آواز نے پیدا ہو کر میری توجہ اپنی سمت مبذول کرلی۔ حالانکہ اس بار میں نے کسی قسم کے خوف کا احساس نہیں کیا پھر بھی برہنہ اور غیر مسلح ہوتے ہوئے میرے دل میں اس نامعلوم ہستی سے مقابلہ کرنے کی خواہش نہیں پیدا ہوئی۔ میرے ریوالور میرے مردہ جسم سے بندھے ہوئے تھے لیکن کسی نامعلوم وجہ سے میں انھیں ہاتھ لگانے کی جرأت نہ کر سکا۔ میری تلوار زین سے بندھی ہوئی تھی جسے گھوڑا اپنے ساتھ لیکر چلا گیا تھا۔ اس لئے میرے پاس کوئی ایسی شے موجود نہیں تھی جسے میں اپنی حفاظت کے کام میں لا سکتا۔ میرے سامنے اب صرف ایک ہی راستہ تھا کہ میں راہ فرار اختیار کرلوں میرے اس خیال کو اس کراہ کی آواز نے پیدا ہو کر اور تقویت بخشی جسے میں پہلے کئی بار سن چکا تھا۔ اس کے علاوہ میں نے یہ بھی محسوس کیا غار میں حرکت کرنے والی شے اب آہستہ آہستہ بڑھتی ہوئی میری سمت آرہی ہے۔

اس مقام سے راہ فرار اختیار کرنے کی اپنی خواہش پر میں قابو حاصل نہ کر سکا اسلئے

تیزی سے حرکت کرتا ہوا میں غار سے نکل کر باہر کھلے مقام پر پہنچ گیا۔ باہر کی صاف ہوا نے مجھ پر ٹانک کا سا اثر کیا اور میں اپنے میں ایک نئی زندگی ایک نئی جرأت سی پیدا ہوتے ہوئے محسوس کرنے لگا۔ میرا ذہن اب بھی پوری طرح بیدار تھا۔ میں ایک پتھر کے ٹکڑے پر بیٹھ کر اپنی نئی حیثیت کے بارے میں سوچنے لگا۔ میں نے سوچا کہ میں غار کے اندر کئی گھنٹے تک بے یارو مددگار پڑا رہا تھا پھر بھی میرے ساتھ کوئی واقعہ پیش آیا تھا۔ کافی غور خوض کے بعد میں اس نتیجے پر پہنچا کہ غار کے اندر جو آواز مجھے سنائی دیتی رہی تھی وہ ضرور ہی ہوا کی رہی ہوگی جو کسی دراز سے غار کے اندر داخل ہوتی رہی ہوگی۔ یا پھر غار کی بناوٹ ایسی رہی ہوگی کہ ہلکی سے ہلکی ہوا بھی ویسی آواز پیدا کر دیتی تھی جو میں نے سنی تھی۔

میں نے طے کیا کہ مجھے اس کی تفتیش کرنی چاہیئے۔ لیکن ایسا کرنے سے پیشتر میں نے اپنا سر اٹھایا تاکہ پہاڑی پر پھیلی ہوئی تازہ ہوا سے اپنے پھیپھڑوں کو پُر کر سکوں۔ ایسا کرتے ہوئے میں نے دیکھا کہ میرے سامنے ـــ نیچے چٹانوں اور چھوٹے چھوٹے میدانوں کا ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ پھیلا ہوا ہے جو چاند کی روشنی میں ایک عجیب سحر زدہ سا ماحول پیش کرتا تھا۔

میں نے اپنی نظریں زمین سے ہٹا کر آسمان کی سمت اٹھائیں جہاں بے شمار تارے چمک کر زمین سے زیادہ خوبصورت منظر پیش کرنے کی کوشش کر رہے تھے آسمان کی سمت دیکھتے ہوئے یکایک میری توجہ جلد ہی ایک بڑے سرخ ستارے کی سمت مبذول ہو گئی۔ اس کی سمت دیکھتے ہوئے میں نے محسوس کیا کہ اس کے سحر میں گرفتار ہوتا جا رہا ہوں وہ مریخ ـ جنگ کا دیوتا تھا۔ اور چونکہ میں ایک جنگجو شخص ہوں اس لئے میرا اس سے لگاؤ ایک قدرتی بات تھی۔ میں اس کی سمت دیکھتا رہا اور محسوس کرتا رہا جیسے وہ مجھے اپنی سمت کھینچنے کی کوشش کر رہا ہے۔ اسی طرح جس طرح مقناطیس لوہے کے ٹکڑے کو

اپنی سمت کھینچنے کی کوشش کرتا ہے۔

میں زیادہ دیر تک اس خوف سے مقابلہ نہ کر سکا۔ آخر میں میں نے اپنی آنکھیں بند کر لیں اور اپنے ہاتھوں کو اس طرح آگے پھیلا دیا جیسے کسی کی آغوش میں جانا چاہتا ہوں۔ یکایک میں نے محسوس کیا کہ میں خیال کی سی تیز رفتاری کے ساتھ خلا میں پرواز کرتا ہوا نامعلوم منزل کی سمت چلا جا رہا ہوں۔

تیسرا باب

مریخ پر

میں نے اپنی آنکھ ایک عجیب و بنجر زمین پر کھولی۔ میں نے محسوس کیا کہ میں مریخ میں ہوں۔ اس بارے میں میرے دل میں کسی طرح کا شبہ پیدا نہیں ہوا۔ میرا ضمیر مجھے بتا رہا تھا کہ میں مریخ پر ہوں، جس طرح آپ کا ضمیر آپ کے زمین پر ہونے کی دلالت کرتا ہے۔ آپ کے دل میں کبھی اس پر شبہ پیدا نہیں ہوتا ٹھیک اسی طرح کی حالت میری بھی تھی۔

میں ایک ایسے مقام پر پڑا ہوا تھا جہاں زرد رنگ کی گھاس چاروں سمت ـــ میلوں تک پھیلی ہوئی تھی اور دور پہاڑوں کی چوٹیاں ابھری ہوئی دکھائی دے رہی تھی یہ دوپہر کا وقت تھا۔ سورج اپنی پوری آب و تاب سے چمک رہا تھا اور اس کی شعاعیں میرے برہنہ جسم میں تیر سے چبھوتی معلوم ہو رہی تھیں۔ ادھر ادھر پڑی ہوئی چٹانیں سورج کی روشنی میں چمک رہی تھیں اور میرے بائیں سمت ـــ قریب سو گز کے فاصلے پر ایک پہار دیواری کھڑی ہوئی تھی جس کی اونچائی قریب چار فٹ رہی ہوگی۔ مجھے وہاں نہ تو کہیں پانی ہی نظر آیا اور نہ ہی اس زرد گھاس کے علاوہ اور کوئی درخت یا پودے نظر آئے۔ چونکہ میں تشنگی محسوس کر رہا تھا اس لئے پانی تلاش کرنے کیلئے اٹھ کھڑا ہوا۔

اس وقت پہلی بار میں مریخ کے ایک حیرت انگیز تجربے سے دو چار ہوا۔ میری وہ کوشش جو مجھے زمین پر صرف اٹھ کر کھڑے ہونے میں مدد دے سکتی تھی مریخ کی فضا میں مجھے تین فیٹ اوپر لے گئی۔ میں پھر آہستہ سے زرد گھاس کے اوپر گرا لیکن اس گرنے سے

مجھے کسی قسم کا صدمہ یا جھٹکا وغیرہ محسوس نہیں ہوا۔ میرے لئے ایک نئی مصیبت تھی
میں نے محسوس کیا کہ مجھے پھر سے بچے کی طرح چلنے کی عادت ڈالنی پڑے گی کیونکہ میرے
اعصاب جو زمین پر اچھی طرح کام کرتے تھے ان میں مریخ پر پہنچ کر حیرت انگیز تبدیلی
پیدا ہو گئی تھی۔

بہت ہوشیاری سے قدم اٹھا کر چلنے کی کوشش کے باوجود بھی میری چال ایسی
تھی جیسے میں پھدک کر چل رہا ہوں۔ میرا ہر اٹھا ہوا قدم مجھے اچھال کر کچھ فیٹ آگے
لے جا کر گرا دیتا تھا اور ہر دوسرے تیسرے قدم کے بعد میں اپنے کو منہ یا پیٹھ کے بل
فرش پر پڑا ہوا پاتا تھا۔ میرے اعصاب جو زمین کی کشش کے ساتھ اچھی طرح کام کرنے
تھے مریخ پر پہنچنے کے بعد۔۔ جہاں کی قوت کشش زمین کے مقابلے میں بہت کم تھی
۔۔ میرے قابو میں آنے سے انحراف کر رہے تھے۔

چونکہ میں نے اس اونچی چہار دیواری کے پاس پہنچنا طے کر لیا تھا جو مجھے وہاں نظر
آئی تھی اور جہاں میرے خیال میں آبادی کے آثار پائے جاتے تھے۔ اس لئے میں
حرکت کرنے کی پہلی کوشش پر عمل کرتے ہوئے گھٹنوں اور پنجوں کے بل ادھر کھسکنے لگا
وہاں پہنچنے پر مجھے اس میں۔۔ جہاں تک میری نظر جاتی تھی۔۔ نہ تو دروازے
نظر آئے اور نہ ہی کھڑکیاں۔ لیکن چونکہ وہ دیوار صرف چار فیٹ ہی اونچی تھی اسلئے
میں اپنے کو سنبھالتے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا۔ اور پھر جو کچھ مجھے دیکھنے کو ملا وہ میرے
لئے انتہائی حیرت انگیز ثابت ہوا۔

اس چہار دیواری کی چھت ٹھوس شیشے کی تھی جس کی موٹائی قریب قریب پانچ
یا چھ انچ رہی ہوگی۔ اس کے نیچے کئی سو سفید اور گول انڈے پڑے ہوئے تھے اور ان
انڈوں کا قطر قریب قریب ڈھائی فٹ کا تھا۔

ان میں سے پانچ یا چھ انڈے ٹوٹ چکے تھے اور ان میں سے نکلی ہوئی حیرت انگیز

مخلوق سورج کی روشنی میں بیٹھی اپنی پلکیں جھپکا رہی تھیں۔ ان کے جسموں کے مقابلہ میں ان کے سر بہت ہی بڑے تھے اور ان کے چھ بازو تھے یا پھر جیسا کہ مجھے بعد میں معلوم ہوا تھا کہ دو پیر دو ہاتھ اور دو ایسے درمیانی بازو تھے جو ہاتھ اور پیر دونوں کا کام دے سکتے تھے۔ ان کی آنکھیں ان کے سروں کے دونوں طرف اس طرح جمی ہوئی تھیں کہ وہ انھیں آزادانہ طور پر علیحدہ علیحدہ آگے پیچھے گھما سکتے تھے۔ اس طرح یہ مخلوق بغیر سر گھمائے ہوئے ہی ایک وقت میں دو سمت بہت ہی آسانی سے دیکھ سکتی تھی

ان کے کان جو آنکھ سے تھوڑے ہی اوپر تھے بہت ہی چھوٹے تھے اور ناک کی جگہ پر ایک لمبی لائن سی کان اور منھ کے درمیان میں پڑی ہوئی تھی۔

ان کے جسم پر بال نہیں تھے، لیکن ان کے روئیں کے رنگ ہرے رنگ کی آمیزش بہت ہی ہلکے زرد تھے۔ بڑوں میں ــــ جیسا کہ مجھے بعد میں معلوم ہوا تھا یہ رنگ زیتونی ہرا ہو جاتا تھا اور عورتوں کے مقابلے میں مرد کا زیادہ گہرا ہوا کرتا تھا۔ اس کے علاوہ مردوں کا سر جسم کے لحاظ سے اس قدر بڑا بھی نہیں ہوتا جس قدر ان انڈے سے نکلے ہوئے چھوٹوں کا نظر آ رہا تھا۔

ان کی آنکھ کی پتلیاں خون کی طرح سرخ تھیں جبکہ آنکھ کے ڈھیلے ان کے دانت کی طرح سفید تھے۔ ان کے یہ دانت انھیں اور بھی بہت ہیبت ناک بنا کر پیش کرتے تھے کیونکہ نچلے دو دانت ہونٹوں کے پیچھے سے نکل کر اس جگہ پر جا کر ختم ہوئے تھے جہاں ہم انسانوں کی آنکھ موجود ہوتی ہے۔ ان دانتوں کی سفیدی کو ہاتھی دانت کی سفیدی سے تو تشبیہ نہیں دی جا سکتی تھی لیکن یہ ضرور کہا جا سکتا ہے کہ وہ برف کی مانند سفید تھے ان کے گندے اور ہری رنگت لئے جسم پر ان کے دانت ظاہر کر رہے تھے کہ وہ انکے لئے ہتھیار کا کام دیتے ہیں۔

ان میں سے زیادہ تر تفصیلیں میں نے بعد میں معلوم کی تھیں کیونکہ مجھے انھیں اپنے

اس حیرت انگیز انکشاف کو دیکھنے کا بہت ہی کم وقت ملا تھا میں نے دیکھا کہ انڈے برابر ٹوٹ رہے ہیں اس لئے میں کھڑا ان میں سے نکلتی ہوئی خوفناک مخلوق کو دیکھتا رہا۔ میں انھیں دیکھنے میں اس قدر محو ہو گیا تھا کہ اس سے بھی واقف نہ ہو سکا کہ تقریباً بیس مریخی مخلوق آہستہ آہستہ چلتی ہوئی میرے قریب پہنچ رہی تھیں۔

مجھے ان کے قدموں کی آواز اس لئے نہیں سنائی دی کہ وہ اس گھاس پر چلتے ہوئے آہستہ آہستہ میری سمت بڑھ رہے تھے جو وہاں حدنگاہ تک پھیلی ہوئی نظر آتی تھی ممکن ہے ان لوگوں نے ہوشیاری سے کام لیا ہوتا تو مجھے گرفتار کر لیتے۔ لیکن ان کے ارادے کچھ اور تھے۔ میں ان ہتھیاروں کی کھڑکھڑاہٹ سے چونک اٹھا تھا جو ان لوگوں کے جسم پر سجا رکھے تھے۔

میری زندگی کا انحصار کسی قدر معمولی وقفے پر تھا۔ اس کا احساس جب کبھی بھی مجھے ہوتا ہے تو مجھے حیرت ہوتی ہے کہ میں کس طرح بچ گیا تھا۔ اگر اس پارٹی کے لیڈر کی رائفل کھسک کر اس کے ایک دوسرے ہتھیار سے نہ ٹکرائی ہوتی تو ممکن ہے میں آج محفوظ نہ ہوتا۔ لیکن اسی آواز نے مجھے ہوشیار کر دیا۔ میں نے پلٹ کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ قریب دس فٹ کے فاصلے پر ایک ایسی ہی بڑی مخلوق — جس کے بچے میں نے انڈوں میں سے نکلتے ہوئے دیکھے تھے — اپنا چالیس فٹ لمبا بھالا میرے سینے کی سمت اٹھائے ہوئے تھے۔

وہ شخص میرے اندازے کے مطابق تقریب پندرہ فٹ لمبا اور وزن میں چار سو پونڈ کا رہا ہوگا۔ وہ اپنی سواری پر اس طرح بیٹھا ہوا تھا جس طرح ہم گھوڑوں پر سوار ہوتے ہیں اس نے اپنے پیروں کو اس کے گرد لپیٹ رکھا تھا جبکہ داہنی سمت کے دو ہاتھ بھالا پکڑے ہوئے تھے اور بائیں سمت کے دونوں ہاتھ اس طرح آگے پھیلے ہوئے تھے جیسے وہ اپنا توازن قائم رکھنا چاہتا ہے۔ اس شئے پر جس پر وہ سوار تھا

نہ ہی زین تھی اور نہ ہی لگام جیسی کوئی چیز تھی جو اسے روکنے یا موڑنے کے کام لائی جاتی رہی ہو۔

اور اس کی سواری ـــــ میں اس کی تفصیل کس طرح بیان کروں۔ وہ شانے کے پاس سے قریب دس فٹ اونچا تھا اور اس کے دونوں پہلوؤں میں چار چار پیر تھے دم کافی چوڑی تھی گردن لمبی، سر بڑا اور منہ کا دہانہ بھی کھولنے پر کسی غار سے کم نہیں معلوم ہوتا تھا۔

اپنے مالک کی طرح اس کے جسم پر بال نہیں تھے۔ اس کی جلد سیاہ اور شیشے کی مانند چمکتی تھی۔ اس کے پیٹ کا رنگ سفید اور پیر شانے اور کولھے تک ہلکے زرد رنگ کے تھے۔ اس کے پیر بھی کافی چوڑے تھے لیکن ان میں ناخن نہیں تھے۔ اسی وجہ سے ان کے چلنے سے آواز بھی نہیں پیدا ہوتی تھی۔ مریخ پر پائے جانے والے جانوروں کی یہ ایک سب سے بڑی خصوصیت ہے اس جانور کے علاوہ صرف ایک جانور اور بھی مریخ پر پایا جاتا ہے جس کے ناخن ہوتے ہیں۔ ان دو جانوروں کے علاوہ وہاں کسی تیسرے جانور کا وجود نہیں ہے۔

اس پہلے خطرناک دیو کے عقب میں اسی طرح کے انیس 19 اشخاص اور تھے وہ سب مجھے ایک ہی طرح کے نظر آئے لیکن یہ مجھے بعد میں معلوم ہوا کہ جس طرح ہم انسان ایک طرح کے ہوتے ہوئے بھی ایک دوسرے سے مختلف ہوتے ہیں اسی طرح ان میں بھی علیحدہ علیحدہ شناختی نشان ہوتے ہیں

چونکہ میں برہنہ اور غیر مسلح تھا اس لئے سب سے پہلا خیال جو میرے ذہن میں آیا وہ یہ تھا کہ مجھے اس کے بھالے کے نشانے سے فوراً ہٹ جانا چاہئے ہیں جس طرح زمین پڑا ہوا تھا اسی طرح یہ سوچتے ہوئے اچھلا کہ مریخیوں کی بنائی ہوئی اس نیچی پہاڑ دیواری کے اوپر پہنچ جاؤں۔

میری یہ کوشش کس قدر کامیاب رہی اس کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ جس قدر مجھے تعجب نہیں ہوا اس سے کہیں زیادہ مریخی حیرت میں پڑ گئے کیونکہ میری یہ کوشش مجھے قریب بتیس فٹ اوپر ہوا میں لے گئی تھی اور پھر میں اپنے دشمنوں سے سو فٹ کی دوری پر، چہار دیواری کے دوسری سمت جا گرا تھا۔

فرش پر گرنے سے مجھے کوئی چوٹ نہیں آئی کیونکہ گرتے وقت میں نے اپنے کو سنبھال لیا تھا میں نے گھوم کر دیکھا تو چہار دیواری کے دوسری سمت کھڑے ہوئے ان میں سے کچھ لوگ مجھے حیرت زدہ ہو کر دیکھ رہے تھے اور کچھ اس چہار دیواری کا معائنہ کر رہا تھا کہ میں نے ان کے بچوں کو تو کوئی نقصان نہیں پہنچایا ہے۔

پھر ان لوگوں نے دھیمی آواز میں گفتگو شروع کی اور اپنی انگلیوں سے میری طرف اشارہ کرنے لگے۔ میرا خیال ہے یہ دیکھ کر کہ میں نے ان کے بچوں کو نقصان نہیں پہنچایا ہے اور ساتھ ہی میں برہنہ اور غیر مسلح ہوں ان کا خوف میری طرف سے کم ہو گیا تھا یہ بات مجھے بعد میں معلوم ہوئی تھی کہ جس شے نے مجھے ان کے ہاتھوں سے بچایا تھا وہ میرے کودنے کی نمائش تھی۔

چونکہ مریخ کی قوت کشش بہت کم ہے اس لئے زمین کے مقابلے میں وہاں کے رہنے والے کافی بھاری بھرکم اور لمبے تڑنگے ہوتے ہیں۔ اس طرح ان کا توازن تو قائم رہتا ہے لیکن دوسری طرف وزنی ہونے کی وجہ سے ان میں زمین پر رہنے والوں کی سی پھرتی اور طاقت نہیں پیدا ہو جاتی مجھے یقین ہے کہ اگر ان میں سے کسی ایک کو زمین پر پہنچا دیا جائے تو ان کے لئے قدم اٹھانا مشکل ہو جائے گا یا پھر وہ قدم اٹھا ہی نہ سکیں گے۔

میری اچھی پھرتی نے مجھے میرے مستقبل کے پلان بنانے میں بہت مدد دی۔ میں نے طے کر لیا کہ میں ان مریخیوں سے دور ہی دور رہوں گا جو مجھے ان رہڈ انڈینوں سے کم

خطرناک نہیں دکھائی دے رہے تھے جو اریزونا کی پہاڑی پر میرے تعاقب میں لگے ہوئے تھے۔

میں نے دیکھا کہ وہ لوگ اس لمبے بھالے کے علاوہ اور بھی دوسرے ہتھیار اپنے اپنے ہاتھوں میں لئے ہوئے ہیں۔ وہ آواز جس نے مجھے ہوشیار کیا تھا ان کے رائفل کی تھی اور وہ لوگ اسے اس طرح پکڑے ہوئے تھے جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ اسے چلانے میں کافی ماہر ہیں۔

ان کی رائفلیں کسی سفید دھات کی بنی ہوئی تھیں جن میں لکڑی کے کندے لگے ہوئے تھے۔ وہ ایک ایسی قسم کی لکڑی تھی جسے مریخ پر بہت ہی قیمتی سمجھا جاتا ہے اور جس کے بارے میں زمین پر رہنے والے کچھ بھی نہیں جانتے۔ رائفل کے نال کی دھات المونیم اور لوہے کو ملا کر بنائی گئی تھی۔ ان دونوں کو ملا کر سخت قسم کا فولاد بنانے میں وہ لوگ قریب قریب وہی طریقہ عمل میں لاتے تھے جو ہمارے یہاں رائج ہے۔ وہ رائفلیں کافی ہلکی ہوتی ہیں اور وہ ان کی گولیوں میں بارود کی جگہ پر ریڈیم استعمال میں لاتے ہیں ان کی رائفلیں کس قدر خطرناک ہوتی ہیں اسکا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ تین سو میل تک دور کی چیزیں اس سے ماری جاسکتی تھیں۔ لیکن وہ رائفلیں خاص طور سے اس وقت زیادہ استعمال میں لائی جاتی ہیں جب دو سو میل کی دوری پر ان کا کوئی وائرلس مین موجود رہ کر انھیں اطلاع کرتا رہتا ہے۔

وہ مریخی آپس میں کچھ دیر تک گفتگو کرنے کے بعد پھر اسی طرف واپس روانہ ہوگئے جدھر سے آئے تھے۔ لیکن ان میں سے ایک چہار دیواری کے پاس اپنی جگہ پر ہی کھڑا رہا۔ جب وہ قریب دو سو گز کے فاصلے پر پہنچ گئے تو گھوم کر اپنی جگہ پر کھڑے ہوگئے اور چہاری دیواری کے پاس کھڑے ہوئے شخص کو خاموشی سے دیکھنے لگے۔

وہ شخص جو چہار دیواری کے پاس کھڑا تھا وہی تھا جس کے بھالے کی نوک شروع میں

میری سمت اٹھی ہوئی تھی۔ میں نے اندازہ لگایا کہ وہ باقی دوسرے لوگوں کا سردار بھی ہے کیونکہ دوسرے اسی کے حکم پر دور جا کر کھڑے ہوئے تھے۔ جب اس کے ساتھی دور پہنچ کر کھڑے ہو گئے تو وہ اپنی سواری سے نیچے اترا۔ سب سے پہلے اس نے اپنے تمام ہتھیار زمین پر رکھے اور پھر میری طرح برہنہ وغیر مسلح ہو کر چہار دیواری کا چکر لگاتے ہوئے میری طرف بڑھنے لگا۔ اب صرف اس کے بازو، سینے اور سر پر کچھ زیورات کے قسم کی چیزیں تھیں۔

جب وہ مجھ سے قریب پچاس فٹ کی دوری پر رہ گیا تو اس نے اپنے بازو پر سے ایک زیور کو کھولا اور اسے اپنی ہتھیلی پر رکھ کر میری طرف بڑھاتے ہوئے صاف لہجے میں بولا یہ کہنا تو بیکار ہی ہے کہ میں اس کی زبان سمجھنے سے قاصر رہا تھا۔ وہ اپنی جگہ پر کھڑا ہو کر اس بات کا انتظار کرنے لگا کہ میں اسے جواب دونگا۔ اس کی بڑی بڑی آنکھیں میرے چہرے پر جمی ہوئی تھیں۔

خاموشی کے وقفے کو کافی لمبا ہوتے دیکھکر میں نے طے کیا کہ مجھے بھی کچھ کرنا چاہئے چونکہ میں نے اس کی حرکتوں سے اندازہ لگا لیا تھا وہ میرے قریب دوستی کا پیغام لے کر آیا ہے ـــــ اس کا ہتھیار وغیرہ علیٰحدہ کر دینا، اپنے آدمیوں کو دور بھیج دینا اس بات کا پکا ثبوت تھا۔

میں اپنے سینے پر ہاتھ رکھتے ہوئے آگے کی سمت جھکا اور اسے اپنے ہاتھ کی حرکت سے یہ بتانے کی کوشش کرنے لگا کہ میں اس کی دوستی کے پیغام کو منظور کرتا ہوں میرا خیال تھا کہ وہ میری حرکتوں سے کوئی نتیجہ اخذ نہ کر سکے گا لیکن جب اس نے مجھے اپنی سمت آنے کا اشارہ کیا تو میں سمجھ گیا کہ اس نے میری باتیں سمجھ لی ہیں

میں اپنے ہاتھ آگے پھیلا کر اس کی طرف بڑھا اور پھر اس کے ہاتھ سے بازو پر باندھنے والا زیور لے کر اپنی کہنیوں کے اوپر باندھ کر اس کی طرف دیکھ کر مسکرانے اور انتظار کرنے لگا

جواب میں وہ بھی اپنا چوڑا دہانہ کھول کر مسکرایا اور پھر اپنے درمیانی بازو سے میرا ایک ہاتھ پکڑ کر اپنی سواری کی طرف بڑھنے لگا۔ اسی وقت اس نے اپنے ساتھیوں کو بھی آگے آنے کا اشارہ کیا۔ وہ لوگ تیزی سے چیختے ہوئے ہماری سمت بڑھے لیکن جلد ہی میرے ساتھی نے انھیں اشارہ کر کے روک دیا۔ شاید اسے اس بات کا خدشہ تھا کہ میں خوف زدہ ہو کر پھر پرواز کرتا ہوا بھاگ نکلوں گا۔

اس نے اپنے آدمیوں سے کچھ گفتگو کی اور پھر مجھے ایک شخص کے عقب میں سوار ہونے کا اشارہ کر کے خود بھی اپنی سواری پر سوار ہو گیا۔ جس شخص کے عقب میں مجھے سوار ہونے کا اشارہ کیا گیا تھا اس شخص نے جھک کر مجھے اٹھا لیا اور مجھے اپنے پیچھے بٹھا لیا۔ میں اس سے لپٹ کر بیٹھ گیا تاکہ پھسل کر نیچے نہ گر پڑوں۔

اب ہم ان پہاڑیوں کی سمت چل رہے تھے جو دور کھڑی دکھائی دے رہی تھیں۔

M. Yaqub Shopiany.

چوتھا باب

قیدی

ہم نے قریب دس میل کا سفر طے کیا ہوگا کہ یکایک زمین کی سطح تیزی سے بلند ہونے لگی دراصل ـــ جیسا کہ مجھے بعد ہی معلوم ہوا، اسوقت ہم لوگ مریخ کے ایک خشک سمندر کے کنارے پہنچ رہے تھے اور وہ چہاردیواری جہاں مریخیوں سے میری ملاقات ہوئی تھی سمندر کی تہہ میں بنی ہوئی تھی۔

تھوڑی دیر بعد ہم لوگ پہاڑی کے اوپر پہنچ گئے اور پھر ایک درے سے گذر کر ایک ایسی وادی میں پہنچ گئے جہاں سے کچھ فاصلے پر ایک عظیم شہر کھڑا دکھائی دے رہا تھا۔ ہم اسی سمت بڑھے۔

شہر کے نزدیک پہنچنے اور عمارتوں کا معائنہ کرنے کے بعد مجھے پتہ چلا کہ وہ سب خالی ہیں اور ان کی ظاہری حالت ظاہر کر رہی ہے کہ وہ عرصے سے ـــ شائد سیکڑوں ہزاروں سال سے غیر آباد ہیں۔ شہر کے درمیان ایک بہت بڑا میدان واقع تھا اور اسی میدان کے گرد شہر کی عمارتوں سے علیحدہ ہٹ کر ان مریخیوں نے اپنے رہنے کے لئے مکان بنا رکھے تھے۔ مجھے اس میدان میں قریب نو دس ہزار اسی قسم کی مخلوق جمع نظر آئی جیسی کہ میرے ساتھ تھی۔

وہ سب ہی برہنہ تھے لیکن ان کے جسم پر زیورات ضرور موجود تھے۔ ان کی عورتیں بھی ظاہری شکل صورت میں اپنے مردوں کی ہی طرح تھیں لیکن مردوں کے مقابلے میں ان کے باہری دانت زیادہ بڑے تھے اور قد بھی کچھ چھوٹا تھا۔ ان کے جسم کی رنگت بھی مردوں کے مقابلے میں ہلکی تھی اور ان کے ہاتھ پیر کی انگلیوں میں ناخن کے بھی

نشان موجود تھے جبکہ مردوں میں یہ بات نہیں پائی جاتی تھی۔

ان کے بچوں کا رنگ عورتوں سے بھی ہلکا تھا۔ وہ سب مجھے ایک ہی طرح سے نظر آئے اگر کوئی فرق مجھے نظر آیا تو وہ ان کے قد کے چھوٹائی بڑائی کا تھا جو میرے خیال میں عمر کے فرق کا نتیجہ تھا۔

مجھے ان میں کوئی بوڑھا نظر نہیں آیا وہ سب ایک جیسے تھے دراصل وہ چالیس سال کے بعد — جب وہ جوان ہو جاتے تھے تو ایک ہزار سال تک ایک جیسی حالت میں رہتے تھے۔ ان میں عمر کی زیادتی کی وجہ سے کوئی تبدیلی پیدا نہیں ہوتی تھی۔ اور پھر ایک ہزار سال بعد انھیں زبردستی — دریائے آئس تک کا متبرک خیال کیا جانے والا سفر کرنے پر مجبور ہونا پڑتا تھا۔ مریخ پر رہنے والی کوئی بھی ایسی جاندار شے موجود نہیں ہے جو دریائے آئس سے واپس لوٹ کر آئی ہو کیونکہ دریائے آئس سے کوئی بھی زندہ لوٹ کر واپس نہیں آتا تھا اور اگر واپس آ بھی جاتا ہے تو اسے زندہ رہنے نہیں دیا جاتا۔

ایک ہزار مریخیوں میں سے صرف ایک بیماری سے مرتا ہے اور تقریباً بیس زبردستی متبرک سفر کرنے کی وجہ سے۔ باقی نو سو اناسی آپس میں لڑ لڑ کر مرتے ہیں کہیں زیادہ تر انھیں اس وقت کافی جانی نقصان برداشت کرنا پڑتا ہے جب ان کے چھوٹے بچے مریخ پر رہنے والے سفید بڑے ایپ بندر کے ہاتھوں میں پڑ جاتے ہیں۔

مریخیوں کی اوسطاً عمر جوان ہونے کے بعد قریب تین سو سال مانی جاتی ہے لیکن ان میں سے زیادہ تر ہزار ہزار سال تک زندہ رہتے ہیں اور پھر انھیں آخر میں دریائے آئس میں زبردستی ڈبو کر مار دیا جاتا ہے۔ چونکہ اس سیارے پر وہ شے افراط سے نہیں پائی جاتی جس سے انسان کی زندگی قائم رہتی ہے اس لئے وہاں انسانی زندگی کی کوئی وقعت نہیں سمجھی جاتی۔ اس کا اندازہ ان جنگوں اور مقابلوں سے کیا جا سکتا ہے جو وہاں برابر جاری رہتے ہیں۔

اس جگہ آبادی کے کم ہونے کے اور بھی کئی اسباب ہیں لیکن مریخی مردوں اور عورتوں کی سب سے زیادہ موتیں ان خطرناک ہتھیاروں کے ذریعے واقع ہوتی ہیں جیسے وہ لوگ جنگ اور آپس کے مقابلے میں استعمال کرتے ہیں۔

جیسے ہی ہم میدان کے قریب پہونچے اور انھیں میری موجودگی کا علم ہوا ان میں سے ہزاروں نے اٹھ کر میرے گرد گھیرا ڈال دیا۔ ان کے چہروں سے ایسا ظاہر ہو رہا تھا جیسے کہ وہ مجھے میری سواری سے نیچے کھینچ لینا چاہتے ہیں لیکن میرے ساتھ کی پارٹی کے سردار کے ایک لفظ نے انھیں ایسا کرنے دیا اور ہم میدان کو طے کرتے ہوئے ایک ایسی عمارت کے پاس پہنچ گئے جیسی انسانی آنکھوں نے آج تک نہ دیکھی ہوگی۔

وہ عمارت سنگ مرمر کی تھی، اس کی بلندی زیادہ نہ تھی لیکن وسعت بہت تھی اس پر سونے اور چمکدار ہیروں سے نقاشی کا کام بنایا گیا تھا، جو سورج کی روشنی میں جگمگا رہا تھا اس کا داخلی دروازہ قریب سو فٹ چوڑا رہا ہوگا۔ اس سے تھوڑے فاصلے پر ایک دروازہ اور بھی تھا جو عمارت کے ہال میں کھلتا تھا۔

اس ہال کے فرش پر ـــ جہاں قیمتی لکڑیوں سے بنی ہوئی بے شمار کرسیاں اور میزیں رکھی ہوئی تھیں۔ تقریباً چالیس یا پچاس مریخی مرد ایک پلیٹ فارم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ اس پلیٹ فارم پر ایک ایک کافی لمبا تڑنگا اور بھاری بھرکم مریخی بیٹھا ہوا تھا۔ جس کے جسم پر مختلف قسم کی دھاتوں کے بے شمار زیورات موجود تھے اس کے شانے سے بلکے ذرکی ایک چھوٹی ٹوپی نیچے لٹک رہی تھی جس پر سرخ سلک کی دھاریاں پڑی تھیں مجھے وہاں سب سے حیرت انگیز جو شے دیکھنے کو ملی وہ یہ تھی کہ وہاں موجود لوگوں کی جسامت کے مقابلے میں وہاں رکھی ہوئی میزیں اور کرسیاں کافی چھوٹی تھیں وہ میزیں اور کرسیاں اتنی ہی بڑی تھیں جتنی کہ ہم زمین پر رہنے والے استعمال میں لاتے ہیں۔ چونکہ وہ لوگ کرسی پر بیٹھ کر اپنے پیر میز کے نیچے نہیں پھیلا سکتے تھے اس لئے فرش پر بیٹھے ہوئے

تھے ۔ مجھے وہاں اور بھی کئی ایسے بہترین قسم کے قیمتی نمونے دیکھنے کو ملے جس میں نے اندازہ لگایا کہ ان مریخیوں سے پہلے اس جگہ کوئی ایسے لوگ آباد رہے ہوں گے جو ہر قسم کے کام میں ماہر ہوں گے لیکن اب فنا ہو چکے تھے ۔

ہماری پارٹی عمارت کے داخلی دروازے کے پاس ٹھہر گئی تھی اور پارٹی کے سردار کے اشارے پر مجھے سواری سے نیچے زمین پر اتار دیا گیا تھا ایک بار پھر سردار نے میرا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا اور اس ہال میں پہنچ گیا جہاں کچھ دوسرے لوگ پہلے ہی سے موجود تھے میرا ساتھی مجھے لیکر پلیٹ فارم کی طرف بڑھا تو دوسرے آگے جانے کے لئے راستہ دیتے ہوئے ادھر ادھر ہٹ گئے جس وقت ہم پلیٹ فارم کے نزدیک پہنچے اس پر بیٹھا ہوا سردار اٹھ کھڑا ہوا اور اس نے میرے ساتھی کا نام لیا۔ اس کے جواب میں میرے ساتھی نے اپنے حکمران کا نام اس کے تمام خطابات کے ساتھ لیا۔

اس وقت تو ان کی اس حرکت کا مطلب میری سمجھ میں کچھ بھی نہیں آیا تھا لیکن یہ بات مجھے بعد میں معلوم ہوئی تھی کہ مریخی اسی طرح رسم ملاقات ادا کرتے ہیں اگر وہ آپس میں اجنبی ہوتے ہیں اور ایک دوسرے کی زبان نہیں سمجھ سکتے تو خاموشی سے اپنے جسم کا کوئی زیور بدل لیتے ہیں۔ یہ امن پسند طریقہ سمجھا جاتا ہے یا پھر وہ آپس میں گولیاں چلاتے ہیں یا اپنے اور دوسرے ہتھیاروں سے مقابلہ کرتے ہیں۔

مجھے گرفتار کرنے والے داب مجھے یہ بات معلوم ہوگئی تھی انھوں نے مجھے دوست نہیں سمجھا تھا بلکہ امن پسند طریقے سے گرفتار کیا گیا تھا) کا نام تار ترکاس تھا اور عہدے کے لحاظ سے وہ اس گروہ کا دوسرے نمبر کا سردار تھا اور اپنے آدمیوں کے درمیان ایک اچھا سیاست داں سمجھا جاتا تھا۔ اس نے شروع سے لے کر آخر تک تمام باتیں وہاں موجود لوگوں کو سنائیں۔ آخر میں جب وہ خاموش ہوا تو حکمراں نے مجھے مخاطب کیا۔

میں نے اس کا جواب اپنی بہترین انگریزی میں الموجہ سے دیا تاکہ اسے یہ معلوم ہو جائے

ہم میں سے کوئی بھی ایک دوسرے کی زبان نہیں سمجھ سکتا۔ لیکن میں نے یہ ضرور دیکھا کہ جب میں مسکراتا تھا تو وہ بھی میری ہی طرح مسکرا دیتا تھا۔ سردار اور تارتہ کاس کے بروقت ملاقات مسکرانے سے میں نے اندازہ لگایا کہ کم سے کم مسکراہٹ کے معنی ہم دونوں کے لئے ہی ایک ہیں۔ لیکن یہ بات مجھے بعد میں معلوم ہوئی کہ مریخ پر مسکراہٹ کا کوئی مطلب نہیں البتہ ان کے قہقہے سن کر بہادر سے بہادر شخص کا بھی دل دہل اٹھتا ہے کیونکہ وہاں قہقہے کا مطلب سخت سے سخت اذیت پہنچا کر کسی کی جان لینا ہوتا ہے۔

وہاں موجود سرداروں اور حکمرانوں نے میرے جسم کے ایک ایک انچ کا معائنہ کیا۔ پھر سب سے بڑے سردار نے یہ خواہش ظاہر کی کہ وہ مجھے ہوا میں پرواز کرتے ہوئے دیکھنا چاہتا ہے۔ آخر میں اس نے مجھے اپنے عقب میں آنے کا اشارہ کیا اور تارترکاس کے ساتھ عمارت کے سامنے پھیلے ہوئے میدان کی سمت چلنے لگا۔

اس وقت میں نے محسوس کیا کہ میں پھر چلنے کے ناقابل ہوں کیونکہ پہلے جب تارترکاس نے مجھے پکڑ رکھا تھا میں اس کی طاقت کی وجہ سے آسانی سے چلنے لگا تھا لیکن اب پھر میں ہر قید و بند سے آزاد تھا۔ میں وہاں رکھی ہوئی میزوں اور کرسیوں کے درمیان اس طرح اچھلنے لگا جیسے میں کوئی پھدک کر چلنے والا جانور ہوں۔ آخر کئی جگہ سے زخمی ہونے کے بعد میں نے یہی بہتر سمجھا کہ مجھے ابھی گھسٹ کر ہی چلنا چاہئے۔ لیکن مجھے ایسا نہیں کرنے دیا گیا کیونکہ جیسے ہی میں نے فرش پر گھسٹ کر چلنے کی کوشش کی میرے پاس کھڑے ہوئے مریخی نے —— جو میرے اچھلنے کودنے میں سب سے زیادہ مزے لے رہا تھا، مجھے جھٹکا دے کر پھر کھڑا کر دیا۔

جیسے ہی اس نے مجھے فرش پر کھڑا کیا اس کا چہرہ بھی میرے بہت قریب آ گیا ایسے موقعے پر ایک شریف آدمی جو کچھ کر سکتا ہے وہی میں نے بھی کیا۔ میں نے اپنا بھرپور گھونسہ اس کے جبڑے پر جما دیا اور وہ کسی بیل کی طرح غراتا ہوا پیچھے کی سمت

گر پڑا۔ اس شخص کے گرتے ہی میں اچھل کر ایک میز کے پاس پہنچ گیا تاکہ اگر انتقام کے جوش میں وہ لوگ مجھ پر حملہ کریں تو میں اس کا آسانی سے مقابلہ کر سکوں۔ اس اجنبی مقام پر بھی، بغیر ہاتھ پیر ہلائے مجھے اپنی جان دینا پسند نہ تھا۔

میرا خوف بے بنیاد تھا کیونکہ دوسرے مریخی پہلے تو حیرت میں آکر خاموش کھڑے رہے اور پھر قہقہہ مار کر ہنسنے لگے۔

وہ شخص جسے میں نے چوٹ پہنچائی تھی اپنی جگہ پر پڑا رہا۔ اس کے کسی بھی ساتھی نے اسے اٹھانے کی زحمت گوارا نہیں کی۔ تارترکاس نے آگے بڑھ کر میرا بازو پکڑ لیا اور اس طرح ہم بغیر کسی اور رکاوٹ کے میدان میں پہنچ گئے۔ مجھے یہ نہیں معلوم تھا کہ مجھے اس میدان میں کیوں لایا گیا ہے لیکن جلد ہی ان کا مقصد مجھ پر واضح ہو گیا پہلے انھوں نے ایک لفظ "سک" کئی بار دہرایا۔ پھر تارترکاس اچھلنے لگا اور اپنے ہر اچھلنے کی کوشش کے ساتھ وہی لفظ دہرانے لگا۔ پھر میری طرف گھوم کر اس نے "سک" کہا اس بار میں اس کا مطلب سمجھتے ہوئے اپنی پوری طاقت سے اچھلا اور بغیر اپنا توازن کھوئے ہوئے قریب ڈیڑھ سو فٹ کی دوری پر جا کر کھڑا ہوا۔ پھر واپسی پر پچیس اور تیس فٹ کا فاصلہ ایک جست میں طے کرتا ہوا ان کے پاس پہنچ گیا۔

میری اس نمائش کو کئی سو مریخی بچوں نے دیکھا اور چلانے لگے کہ وہ پھر دیکھنا چاہتے ہیں۔ انھیں خوش کرنے کے لئے میں ایک بار پھر اچھلا۔ انھوں نے پھر نمائش کی۔ سردار نے مجھے اشارہ کیا لیکن میں نے اس کے اشارے پر اس بار کوئی توجہ نہیں دی کیونکہ اب میں بھوک اور پیاس تیزی سے محسوس کر رہا تھا۔ میں نے انھیں یہ سمجھانے کے لئے کہ میں بھوکا اور پیاسا ہوں اپنے منہ کی طرف اشارہ کیا اور اپنے پیٹ کو ملنے لگا۔

تارترکاس اور سردار نے آپس میں کچھ گفتگو کی۔ پھر تارترکاس نے وہاں موجود عورتوں میں سے ایک نوجوان عورت کو بلا کر کچھ حکم دیا اور مجھے اسکے ساتھ

جانے کا اشارہ کیا۔ میں نے اس کے آگے بڑھے ہوئے ہاتھ کو پکڑ لیا اور اس بڑی عمارت کی سمت چلنے لگا جو میدان سے کافی فاصلے پر بنی ہوئی تھی۔

یہ عورت تقریباً آٹھ فٹ لمبی تھی۔ حالانکہ وہ بالغ ہو چکی تھی لیکن اس کا قد ابھی اور بڑھنے والا تھا۔ اس کے جسم کی رنگت ہلکی ہری تھی اس کا نام ــــ جیسا کہ مجھے بعد میں معلوم ہو سولا تھا اور وہ تارترکاس کی خادماؤں میں سے ایک تھی۔ وہ مجھے ایک بڑی عمارت کے اندر لے گئی جس کا داخلی دروازہ میدان کی سمت تھا اندر پہنچ کر میں نے اندازہ لگایا کہ اس جگہ کو کئی مقامی لوگ سونے کے کام میں لاتے ہیں۔

اس کمرے میں کافی روشنی پھیلی ہوئی تھی کیونکہ اس میں کئی کھڑکیاں موجود تھیں میں نے وہاں مصوری کے بہترین نمونے دیواروں پر دیکھے۔ فرش پہ ہنر انگ کا کام کیا ہوا تھا۔ اس کے علاوہ وہاں اور بھی کئی ایسی قیمتی اشیاء موجود تھیں جن سے میں نے اندازہ لگایا کہ ان حیرت خیز کاموں کے انجام دینے والے ان وحشیوں سے کہیں بہتر رہے ہوں گے جو اب اس مقام پر رہ رہے ہیں

سولا نے مجھے کمرے کے درمیان ایک جگہ بیٹھنے کا اشارہ کیا اور پھر گھوم کر اس طرح دھیرے دھیرے کچھ کہنے لگی جیسے دوسرے کمرے میں موجود کسی شے کو کوئی اشارہ کر رہی ہے۔ اس کی اس آواز کے جواب میں پہلی بار میں نے مریخ کے ایک اور عجوبے کو دیکھا وہ دس چھوٹے پیروں والا ایک جانور تھا جو دوسرے کمرے سے نکل کر سولا کے گرد کسی کتے کی مانند چکر لگانے لگا تھا۔ اس کا جسم درمیانی قد کے گھوڑے کے برابر تھا لیکن سر کی بناوٹ مینڈھک جیسی تھی اور جبڑے میں دانتوں کی تین قطاریں صاف دیکھی جا سکتی تھی۔

پانچواں باب

سفید مخلوق

سولا نے اسکی خطرناک آنکھوں میں جھانکتے ہوئے کچھ کہا اور پھر میری طرف اشارہ کرتے ہوئے کمرے سے باہر چلی گئی۔ میں حیرت زدہ و خوفزدہ سا اپنی جگہ پر بیٹھا رہا کہ دیکھوں اب یہ خطرناک جانور میرے ساتھ کس طرح پیش آتا ہے لیکن میرا تمام خوف بے بنیاد ثابت ہوا کیونکہ وہ چند لمحے تک مجھے دیکھتا رہا اور پھر کمرے کے اس تنہا دروازہ کے پاس پہنچ کر بیٹھ گیا جو سڑک کی سمت کھلتا تھا۔

مریخ پر رکھوالی کرنے والے جانور کے ساتھ یہ میرا پہلا سابقہ تھا۔ یہی جانور اس وقت تک رکھوالی کرتا رہا تھا جب تک میں ہرے آدمیوں کا قیدی رہا تھا اور اس نے دو بار اپنی جان کو خطرے میں ڈال کر میری جان بچائی تھی۔

سولا کی غیر حاضری میں میں نے اس کمرے کا اور اچھی طرح معائنہ کیا جس میں میں قید کیا گیا تھا۔ مجھے مصوری کے ان نمونوں میں خوبصورت مناظر، پہاڑ، دریا، جھیلیں، سمندر، درخت، پھول، بل کھاتی ہوئی سڑکیں، سورج کی روشنی میں چمکتے ہوئے باغ اور ایسے مناظر دیکھنے کو ملے جن کا موازنہ اپنی زمین کے مناظر سے کیا جا سکتا تھا لیکن ان میں پودوں اور پتیوں وغیرہ کو دوسرے رنگ سے اجاگر کیا گیا تھا۔ مصوری کے یہ نمونے تکنیک کے لحاظ سے اس قدر کامل تھے کہ ان میں کسی قسم کی کمی کے بارے میں خیال کرنا ہی بے وقوفی کے مترادف تھا۔

میں ابھی ان تصویروں کو دیکھنے میں محو ہی تھا کہ سولا کھانے اور پینے کا سامان لے کر واپس آگئی۔ اس نے اسے میرے سامنے فرش پر رکھ دیا اور پھر مجھ سے کچھ فاصلے پر

بیٹھ کر میری طرف دلچسپی سے دیکھنے لگی۔ مجھے کھانے کے لئے جو شے دی گئی وہ ایک پاؤنڈ وزن کی کوئی ٹھوس شے تھی جس میں کسی قسم کا مزہ نہیں تھا جبکہ پینے کی شے کسی جانور کا دودھ تھا جس کا مزہ کھاری ہوتے ہوئے بھی ناخوشگوار نہیں تھا۔ یہ مجھے بعد میں معلوم ہوا کہ وہ دودھ جو مجھے پینے کو ملا تھا کسی جانور کا نہیں تھا۔ کیونکہ مریخ پر دودھ دینے والا صرف ایک ہی جانور ہوتا ہے جو بہت ہی کم تعداد میں پایا جاتا ہے دراصل یہ کہ ایک ایسے پودے کا رس تھا جو بغیر پانی کے بڑھتا تھا اور سورج کی شعاعوں اور بھیگی ہوئی ہواؤں سے اس قدر خوراک حاصل کر لیتا تھا کہ ایک دن میں دو سے ڈھائی گیلن تک دودھ دے سکتا تھا۔

کھانے اور پینے کے بعد اب مجھے آرام کی ضرورت تھی اس لئے میں لیٹ گیا اور جلد ہی مجھے نیند آ گئی۔ میں کئی گھنٹے تک سوتا رہا کیونکہ جب میری آنکھ کھلی تو اندھیرا پھیل چکا تھا اور میں سردی محسوس کر رہا تھا میں نے محسوس کیا کہ کسی نے مجھ پر سمور ڈال دیا تھا لیکن وہ کھسک کر میرے بدن سے نیچے گر پڑا تھا۔ چونکہ اندھیرے میں میں اسے ڈھونڈھ کر پھر سے اپنے بدن پر نہیں ڈال سکتا تھا اس لئے بے چینی سے ادھر ادھر کروٹیں بدلنے لگا۔ جلد ہی اندھیرے میں ایک ہاتھ نے آگے بڑھ کر میرے بدن پر سمور ڈال دیا۔

میں نے اندازہ لگایا کہ وہ سولا ہو گی اور میں واقعی غلطی پر بھی نہ تھا۔ صرف وہی ایک ایسی لڑکی تھی جس میں میں نے ہمدردی کے جذبات دیکھے تھے۔ اس نے میری تمام ضروریات کا اس طرح خیال رکھا تھا کہ میں نے کبھی کسی شے کی کمی یا تکلیف محسوس نہیں کی تھی۔

جیسا کہ مجھے بعد میں معلوم ہوا کہ مریخ کی راتیں بہت ہی سرد ہوتی ہیں اور چونکہ وہاں صبح یا شام نہیں ہوتی اس لئے موسم میں بھی بہت جلد تغیر پیدا ہو جاتا تھا۔ بس

مریخ کی شہزادی

یکایک دن ہو جاتا تھا یا پھر روشنی غائب ہو کر اندھیرا پھیل جاتا تھا۔ راتیں یا تو کافی روشن ہوتی تھیں یا پھر اس وقت بہت ہی اندھیری جب مریخ کے گرد چکر لگانے والے دو چاندوں میں سے ایک بھی ظاہر نہ ہوتا تھا لیکن اگر دونوں چاند چمکتے ہوئے نظر آتے تھے تو وہاں پوری طرح اجالا پھیل جاتا تھا۔

مریخ کے دونوں چاند ہماری زمین کے چاند کے مقابلے میں بہت نزدیک ہیں ایک چاند تقریباً پانچ ہزار میل کی دوری پر اور دوسرا چودہ ہزار میل کی دوری پر واقع ہے۔ نزدیکی چاند مریخ کے گرد قریب ساڑھے سات گھنٹے میں اپنا چکر پورا کر لیتا ہے اسلئے رات کے وقت دو یا تین بار روشنی پھیلا کر گذرتے ہوئے دیکھا جا سکتا تھا۔

دوری پر واقع ہونے والا چاند مریخ کے گرد قریب تیس گھنٹے پندرہ منٹ میں اپنا چکر پورا کرتا ہے۔ قدرت کا مریخ پر رہنے والے وحشیوں پر یہ ایک احسان تھا کہ وہ دو دو چاند کی روشنی سے فیضیاب ہوتے تھے۔ کیونکہ وہ وحشی، بیچارے اتنے احمق تھے کہ مصنوعی روشنی پیدا کرنے کے علم سے اچھی طرح واقف نہ تھے وہ یا تو مشعلیں یا پھر ایک ایسے تیل کا لیمپ جلا کر روشنی پیدا کرتے تھے جو گیس پیدا کرتا تھا اور جس میں بتی نہیں لگائی جاتی تھی۔

اس لیمپ کی روشنی کافی تیز اور سفید ہوتی تھی لیکن چونکہ اس میں جلایا جانے والا تیل ایک خاص علاقے سے زمین کھود کر نکالا جاتا تھا اس لئے اس کا استعمال بہت کم ہوتا تھا۔ کیونکہ ان وحشیوں کو کام کرنے سے نفرت تھی اور وہ جنگ کے علاوہ اور کچھ کرنا پسند نہیں کرتے تھے۔

جب سولا نے میرے جسم پہ دوبارہ سمور ڈال دیا تو مجھے پھر نیند آ گئی اور اس بار میں اس وقت تک سوتا رہا جب تک کہ دن بھی نکل آیا۔ میرے علاوہ کمرے میں پانچ اور سونے والے تھے۔ وہ سب کی سب عورتیں تھیں اور ابھی تک سمور کے نیچے دبی ہوئی

سو رہی تھیں۔ دروازے کے پاس اب بھی وہ خطرناک جانور — جسے میری نگرانی پر مقرر کیا گیا تھا، اسی طرح بیدار بیٹھا ہوا تھا جس طرح اسے میں نے سوتے وقت دیکھا تھا اس کی آنکھیں مجھ پر جمی ہوئی تھیں جس نے مجھے یہ سب سوچنے پر مجبور کر دیا کہ اگر میں فرار ہونے کی کوشش کروں تو ایسی صورت میں وہ کیا کرے گا۔

میری عادت ہے کہ میں اس شے کے بارے میں ضرور تفتیش کرتا ہوں جس کی سمت سے عقلمند اپنی آنکھ پھیر لینا مناسب سمجھتے ہیں۔ اس لئے میں نے سوچا کہ اس جانور کو آزمانے کا ایک طریقہ یہی ہے کہ میں کمرے سے باہر نکلنے کی کوشش کر کے دیکھوں مجھے اس بات کا یقین تھا کہ کمرے کے باہر نکلنے کے بعد میری لمبی اچھال کی وجہ سے وہ مجھے پکڑنے میں کسی طرح کامیاب نہ ہو سکے گا۔ اس کے علاوہ میں یہ بھی دیکھ رہا تھا کہ اسکے پیر چھوٹے چھوٹے ہیں۔ اسی لئے میں نے اندازہ لگایا کہ وہ جانور تیزی سے دوڑ بھی نہیں سکے گا۔

دھیرے دھیرے ہوشیاری کے ساتھ اٹھ کر میں اپنے پیروں پر کھڑا ہو گیا میرے ساتھ ہی میری نگرانی کرنے والا بھی اٹھ کھڑا ہوا۔ میں اپنے کو سنبھالتا ہوا جب دروازے کے پاس پہنچا تو وہ پیچھے ہٹا اور پھر اس طرح ایک طرف ہو گیا جیسے مجھے باہر نکلنے کا راستہ دینا چاہتا ہے۔ میرے کمرے سے باہر نکلنے کے بعد وہ میرے عقب میں تقریباً دس فٹ کے فاصلہ پر چلنے لگا۔

میں سوچنے لگا کہ شائد اس کا کام صرف میری حفاظت کرنا ہے۔ لیکن جیسے ہی میں شہر کی حد کے پاس پہنچا وہ ایک عجیب قسم کی غراہٹ کے ساتھ اچھل کر میرے سامنے آگیا اور پھر میری طرف اس طرح بڑھا جیسے مجھے پیچھے ہٹانا چاہتا ہے تھوڑی تفریح حاصل کرنے کے خیال سے میں بھی اس کی طرف بڑھا اور جیسے ہی ہم ایک دوسرے کے نزدیک پہنچے میں اچھل کر اسے پار کرتا ہوا شہر کی حد سے باہر نکل گیا

وہ بھی پھرتی سے گھوما اور اس قدر تیزی سے مجھ پر حملہ آور ہوا کہ اس کی تیزی دیکھکر میں دنگ رہ گیا۔ اس کے چھوٹے پیروں کی وجہ سے میں نے خیال کیا تھا کہ وہ تیزی سے دوڑ نہ سکتا ہوگا لیکن اب اس کی تیزی دیکھ کر میں نے اندازہ لگایا کہ اگر اسکے مقابلے پر گرے ہاونڈ کو کھڑا کیا جائے تو وہ بھی نہ جیت سکے گا۔ یہ مجھے بعد میں معلوم ہوا کہ مریخ کا یہ جانور اپنی عقلمندی، وفاداری اور دوربینی کی وجہ سے شکار، جنگ اور مریخی آدمیوں کی حفاظت کے کام میں لایا جاتا ہے۔

میں جلد ہی اس نتیجے پر پہنچ گیا کہ اس درندے کے پنجوں سے بچنا میرے لئے محال ہے اس لئے جیسے ہی وہ میرے پاس پہنچا میں پھر اُچھل کر اچھلا اور شہر کی حد میں داخل ہو گیا وہ بھی غراتا ہوا میرے پیچھے آیا۔ اس بار میں اچھل کر نزدیکی عمارت کی ایک ایسی کھڑکی تک پہنچ گیا جو فرش زمین سے تقریباً تیس فٹ اونچی رہی ہوگی۔

کھڑکی کے چوکھٹے کو پکڑ کر میں نے اپنے کو اوپر اٹھایا اور پھر اس پر بیٹھ کر نیچے پریشانی کی حالت میں کھڑے ہوئے جانور کو دیکھنے لگا۔ لیکن ابھی میں پوری طرح اسے دیکھ بھی نہیں پایا تھا۔ کہ ایک بہت بڑے ہاتھ نے پیچھے سے میری گردن پکڑ لی اور مجھے اندر کھینچ کر فرش پر پھینک دیا۔ اسوقت میں نے دیکھا کہ میرے سامنے ایک بندر جیسی شکل والی ایک سفید اور دیو جیسی مخلوق کھڑی ہوئی ہے جس کے جسم پر ایک بھی بال نہ تھا لیکن سر پر ضرور بالوں کے گچھے موجود تھے۔

چھٹا باب

مقابلہ

اس مخلوق نے ـــ جو مریخ پر بسنے والے وحشیوں کے مقابلے میں ہم زمین پر رہنے والے انسانوں سے زیادہ ملتی جلتی تھی، میرے سینے پر اپنا پیر سختی سے رکھدیا اور کسی ایسی آواز کا جواب دینے لگا جو میرے عقب سے آتی تھی۔ وہ آواز اسکے ساتھی کی تھی کیونکہ جواب پاکر وہ بھی دوسرے کمرے سے میرے سامنے آگیا اس نے پتھر کی بنی ہوئی کلہاڑی ہاتھ میں لے رکھی تھی اور اس کے بشرے سے ایسا ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ ابھی سے میرا خاتمہ کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔

وہ مخلوق قد میں دس پندرہ فٹ کی تھی اور ان کے بھی دوسرے مریخیوں کی طرح دو ورسیانی بازو اور تھے۔ ان کی آنکھیں ایک دوسرے سے قریب قریب تھیں جب کہ کان کافی اوپر واقع ہوئے تھے اور دانت افریقی گوریلا جیسے تھے یہ مخلوق مریخ کی سبز مخلوق کے مقابلے میں زیادہ بدصورت نہیں تھی۔

اس سفید مخلوق نے اپنا کلہاڑا اٹھایا اور پھر جیسے ہی نصف دائرہ بناتے ہوئے وہ کلہاڑا میرے سینے کی طرف بڑھا اچانک ایک دروازہ جھٹکے کے ساتھ کھلا اور کوئی شئے کود کر اس سے جا ٹکرائی جو مجھ پر وار کرنے جارہا تھا۔ وہ گوریلا جو میرے سینے پر پیر رکھے ہوئے تھا خوفزدہ ہوتے ہوئے چیخ کر کھڑکی کی سمت بھاگا جبکہ اس کا ساتھی اس شئے سے موت کی لڑائی لڑنے لگا جس نے میری جان بچائی تھی وہ شئے وہی جانور تھا جسے میری نگرانی کے لئے مقرر کیا گیا تھا۔

جس قدر جلد ہو سکا میں نے اپنے کو سنبھال کر کھڑا کیا اور پھر پیچھے ہٹ کر ایک ایسی

جنگ کو دیکھنے میں مصروف ہو گیا جسے انسانی آنکھوں نے کبھی نہ دیکھی ہوگی۔ ان کی طاقت اور ان کی پھرتی کا کسی ایسی شئے سے موازنہ نہیں کیا جا سکتا جس کے بارے میں انسان واقفیت رکھتے ہوں میری حفاظت کرنے والے جانور نے چونکہ یکایک حملہ کیا تھا اس لیئے اس کا پہلا وار کارگر رہا تھا لیکن جلدی گوریلا بھی سنبھل گیا تھا اور اب اسنے اپنے درمیانی ہاتھوں میں اس کا گلا پکڑ لیا تھا اور اپنی پوری طاقت سے دبا رہا تھا۔ جلد ہی یہ بات مجھ پر واضح ہو گئی کہ تھوڑی دیر میں ہی میرا نگران ابھی جان سے ہاتھ دھو کر مجھے مردہ نظر آنے لگے گا۔

اس کے علاوہ وہ گوریلا اپنے دوسرے بازؤں سے اس کے سینے کو بھی نوچ رہا تھا۔ دونوں فرش پر ادھر ادھر لڑھکتے رہے لیکن ان میں سے کسی کے منہ سے خوف یا تکلیف کی کوئی آواز نہیں نکلی۔ چند منٹ اور گذرنے کے بعد میں نے دیکھا کہ میرے نگران کی آنکھیں باہر نکلی پڑ رہی ہیں اور اس کے نتھنوں سے خون جاری ہو گیا ہے اس سے صاف ظاہر تھا کہ اس کی قوت کم ہوتی جا رہی تھی لیکن دوسری طرف گوریلے کا بھی یہی حال تھا کیونکہ اب اس میں بھی پہلی سی تیزی باقی نہیں رہ گئی تھی۔

یکایک جیسے مجھے ہوش آ گیا۔ اور اپنے فرض کا خیال آتے ہی میں نے اس کلہاڑی کو اٹھا لیا جو ان کے آپس میں کشتی لڑنے کی وجہ سے فرش پر گر پڑا تھا۔ میں نے اسے اپنی پوری طاقت سے اٹھا کر گوریلے کے سر پر وار کر دیا اور اس کا سر اس طرح ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا جیسے میں نے کسی انڈے پر وار کیا تھا۔

ابھی میں اپنے اس کام سے فارغ ہو کر سنبھلا بھی نہ تھا کہ مجھے دوسرے خطرے کا احساس ہوا۔ اس گوریلے کا ساتھی جو خوفزدہ ہو کر بھاگ گیا تھا اب اپنے خوف پر قابو پانے کے بعد پھر واپس آ گیا تھا اور دروازے کے پاس کھڑا اپنے ساتھی کے مردہ جسم کو دیکھ کر غصے میں چیخ رہا تھا۔

اس وقت میں کھڑکی کے پاس کھڑا تھا اور اچھی طرح جانتا تھا کہ سڑک پر پہنچ جانے کے بعد وہ مخلوق میری گرد کو بھی نہ پا سکے گی یا کچھ کم سے کم میں اس طرح اپنی حفاظت کی کوشش کر سکتا تھا۔

اس وقت میں نے فرار ہونے میں ہی اپنی بہتری سمجھی لیکن جیسے ہی میں کھڑکی کی طرف بڑھا میری نظریں اپنے نگران جانور کی سمت اٹھ گئیں میں نے دیکھا وہ فرش پر پڑا ہوا آہستہ آہستہ مشکل سے سانس لے رہا تھا اور اس کی آنکھیں میری سمت اس طرح اٹھی ہوئی ہیں جیسے وہ مجھ سے کہہ رہا ہو میں اس طرح اس کی حفاظت نہیں کروں گا جس طرح اس نے میری طرح جان بچائی تھی۔ کیا میں اسے تنہا و بے بس مرنے کیلئے چھوڑ کر جاؤں گا۔

اس کی ان نگاہوں نے میرے پیر پکڑ لئے۔ میں اپنا ارادہ تبدیل کرتے ہوئے تیزی سے پیچھے کی سمت گھوما۔ اس وقت تک وہ گوریلا میرے بہت ہی قریب پہنچ چکا تھا اس لئے میں نے اپنے کلہاڑے سے اس کے سر پر وار کر دیا۔ وہ چوٹ کی تکلیف سے چنگھاڑا اور پھر لڑکھڑاتے ہوئے آگے سمت جھک کر مجھے اپنے بازوؤں میں لپیٹ لینے کی کوشش کرنے لگا۔

پہلے دن کی طرح ایک بار پھر میں نے اپنے زمینی علم سے کام لیا۔ میرا بھرپور گھونسہ اس کے جبڑے پر پڑا۔ اس کے ساتھ ہی دوسرے ہاتھ سے میں نے ایک گھونسہ اسکے پیٹ پر بھی جما دیا۔ وہ لڑکھڑا کر چیختا ہوا فرش پر گر پڑا اور پھر اس سے پیشتر کہ وہ سنبھلکر اٹھتا میں نے کلہاڑا اٹھا کر اس کا بھی خاتمہ کر دیا۔

جیسے ہی میں نے وار کیا مجھے اپنے عقب سے قہقہے کی ہلکی آواز آتی سنائی پڑی۔ میں نے پلٹ کر دیکھا کہ کمرے کے دروازے پر تارس تارکاس سولا ، تین مریخیوں کے ساتھ کھڑا ہوا ہے۔

میری غیر موجودگی کی خبر سولا کو اس وقت ہوئی تھی جب وہ بیدار ہوئی تھی اور اس نے اس کی اطلاع فوراً تارترکاس کو دے دی تھی۔ جو فوراً ہی اپنے کچھ آدمیوں کو لے کر میری تلاش میں نکل کھڑا ہوا تھا۔ جس وقت وہ لوگ شہر کی حد کے پاس پہنچے تھے انھوں نے عمارت کے اندر پیدا ہونے والی گوریلا کے چنگھاڑنے کی آواز سن لی تھی اس آواز کو سنتے ہی وہ لوگ اس خیال سے عمارت میں داخل ہوئے تھے کہ شاید انھیں میرے بارے میں کچھ معلوم ہو جائے اور اس طرح ان لوگوں نے میرے مقابلے کا وہ آخری منظر دیکھ لیا تھا جب میں نے دوسرے گوریلے کا خاتمہ کیا تھا۔ میری اس فتحیابی اور پہلے دن کے اچھلنے کی نمائش نے مریخیوں کے دل میں میری عزت پیدا کر دی کیونکہ وہ لوگ جسمانی طاقت اور بہادری کی ہی قدر کرتے تھے ان کے لئے دوستی اور محبت جیسے احساس کوئی قدر نہیں رکھتے تھے۔

سولا ہی ان سب میں ایک ایسی تھی جس نے اس وقت قہقہہ نہیں لگایا تھا جب میں موت و زندگی کی جنگ میں مصروف تھا۔ وہ سنجیدگی سے سب کچھ کھڑی دیکھتی رہی تھی اور پھر جیسے ہی میں نے اس سفید مخلوق کو ختم کیا تھا وہ دوڑ کر میرے پاس آئی تھی اور میرے جسم کا معائنہ کرنے لگی تھی کہ مجھے کہاں کہاں زخم آئے ہیں۔ اس سے واقف ہو کر کہ میرے جسم پر ایک خراش بھی نہیں آئی ہے وہ سنجیدگی سے مسکرائی اور میرا ہاتھ پکڑ کر دروازے کی سمت بڑھنے لگی۔

تارترکاس اور اس کے ساتھی اب کمرے میں داخل ہو کر اس جانور کو دیکھ رہے تھے جس نے میری جان بچائی تھی وہ آپس میں کسی بات پر بحث کر رہے تھے آخر میں ان میں سے ایک نے مجھے مخاطب کیا اور اس کا خیال آتے ہی کہ میں کچھ نہ سمجھ سکوں گا اس نے تارترکاس سے کچھ کہا اسکے جواب میں تارترکاس نے کچھ کہا اور پھر گھوم کر میری طرف بڑھنے لگا۔

مجھے ان کے چہروں کو دیکھ کر ایسا معلوم ہوا جیسے وہ میرے نگراں جانور کے ساتھ کوئی برا سلوک کرنے والے ہیں۔ میں ٹھہر گیا کہ دیکھوں وہ اس کے ساتھ کیا سلوک کرتے ہیں میرا ٹھہرنا ہی بہتر ثابت ہوا کیونکہ ان میں سے ایک نے اپنے ہولسٹر سے ایک بدصورت پستول نکال لیا اور اس جانور کا خاتمہ کرنے ہی جا رہا تھا کہ میں نے اچھل کر اس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ مار دیا۔ گولی ایک کھڑکی کی چوکھٹ سے جا کر ٹکرائی اور اس میں ایک سوراخ کرتے ہوئے پھٹ گئی۔

پھر میں نے جھک کر اس خوفزدہ جانور کو سہارا دیکر کھڑا کیا اور اشارے سے اپنے پیچھے آنے کے لئے کہا۔ میری اس حرکت نے ان مریخیوں کو حیرت میں ڈال دیا تھا اسلئے وہ خاموش کھڑے رہے۔ اس شخص نے جس کے پستول پر میں نے ہاتھ مارا تھا، سوالیہ نگاہوں سے تارتر کاس کی سمت دیکھا۔ اس نے اسے اشارہ کرتے ہوئے بتایا کہ مجھے میری مرضی کے مطابق ہی کام کرنے دیا جائے۔ اس طرح میں حیرت سے بڑے میدان میں پہنچ گیا میرے پیچھے پیچھے میرا نگراں جانور تھا اور سولا نے میرے بازو کو مضبوطی سے پکڑ رکھا تھا۔

اب مریخ پر میرے دو دوست ہو گئے تھے۔ ایک نوجوان عورت ــــ جس کے دل میں میرے لئے مادرانہ جذبات تھے اور دوسرا ایک گونگا جانور تھا جس نے بعد میں ثابت کر دیا تھا کہ وہ ان پانچ لاکھ ہرے مریخیوں سے کہیں زیادہ محبت کرنے والا اور وفادار ہے جو مریخ کے اجاڑ شہروں اور خشک سمندر کی تہ میں بستے ہیں۔

ساتواں باب

بچوں کی پیدائش

ناشتے میں مجھے کھانے اور پینے کے لئے وہی شے ملی جو گذشتہ دن ملی تھی اور یہی اس وقت تک ہر کھانے کے وقت ملتی رہی تھی جب تک میں ہرے مریخیوں کے درمیان رہا تھا۔ ناشتے سے فارغ ہونے کے فوراً ہی بعد سولا مجھے بڑے میدان میں لے گئی جہاں میں نے دیکھا کہ پوری آبادی اپنی سواری والے جانوروں کو ایک تین پہیوں والی گاڑیوں میں جوتنے میں مصروف ہیں۔ ان گاڑیوں کی تعداد قریب دو ڈھائی سو تھی اور ان میں جوتے جانے والے جانوروں کی جسامت دیکھ کر خیال کیا جا سکتا تھا کہ وہ ایک پوری مال ٹرین کو آسانی سے کھینچ سکتے ہیں۔

وہ گاڑیاں بھی کافی بڑی تھیں اور انھیں خوبصورتی سے سجایا گیا تھا۔ ہر گاڑی میں ایک مریخی عورت اپنے مختلف قسم کے زیورات سے لدی بیٹھی تھی اور گاڑی کھینچنے والے جانور کی پشت پر ایک گاڑی بان بیٹھا ہوا تھا۔ ان جانوروں کی طرح ـــ جس پر دوسرے لوگ سوار تھے گاڑی میں جتے ہوئے جانوروں کے منہ میں لگام نہیں تھی ۔ یہ بات مجھے بعد میں معلوم ہوئی تھی کہ انھیں ٹیلیپیتھی کے ذریعہ چلایا جاتا تھا مریخیوں میں یہ طاقت حیرت انگیز طریقے پر پائی جاتی ہے اسی وجہ سے وہ لمبی سے لمبی گفتگو میں صرف ایک دو لفظ کہہ کر اپنا پورا مطلب ادا کر دیتے ہیں ٹیلیپیتھی مریخ کی عالمی زبان ہے اور اسی کے ذریعہ ہر شخص اپنی استعداد کے مطابق ـــــ یہاں تک کہ جانور بھی اپنے خیالات ایک دوسرے تک آسانی سے پہنچا سکتے تھے جیسے ہی یہ قافلہ روانہ ہونے کے لئے قطار کی شکل اختیار کرنے لگا سولا مجھے اپنے

ساتھ لے کر ایک خالی گاڑی پر سوار ہو گئی اور ہم اس طرف بڑھنے لگے جدھر سے گذشتہ دن میں اس اجڑے شہر میں داخل ہوا تھا۔ اس قافلے کے آگے قریب دو سو فوجی چل رہے تھے اور ان سے بھی کچھ آگے پانچ اور مریخی چل رہے تھے اسی طرح کا انتظام پیچھے بھی کیا گیا تھا جبکہ باقی لوگ ہمارے دائیں بائیں چل رہے تھے۔

میرے علاوہ اس قافلے کا ہر مرد، عورت اور بچہ پوری طرح مسلح تھا اور ہر گاڑی کے پیچھے پیچھے نگرانی کرنے والا جانور چل رہا تھا۔ میری گاڑی کے پیچھے میرا جانور بھی چل رہا تھا اور حقیقت میں اس وفادار جانور نے اپنی مرضی سے ان دس برسوں میں میرا ساتھ کبھی نہیں چھوڑا تھا جو میں نے مریخ پر رہ کر گذارے تھے۔ ہم شہر کے باہر پھیلی ہوئی وادی اور پھر پہاڑوں کے درمیان سے گذرتے ہوئے خشک سمندر کی تہہ میں اس جگہ پہنچ گئے جہاں گذشتہ دن مریخیوں سے میری مڈبھیڑ ہوئی تھی اور جہاں سے میں نے شہر تک سفر کیا تھا۔ دراصل ہم لوگوں کی منزل وہی چہار دیواری تھی جہاں میں نے گذشتہ دن انڈے میں سے بچوں کو نکلتے دیکھا تھا۔

اس چہاری دیواری کے پاس پہنچتے ہی تمام گاڑیاں اس کے گرد گھیرا ڈال کر کھڑی ہو گئیں، ان لوگوں کا حکمران تار ترکاس اور قریب بیس دوسرے سرداروں کو اپنے ساتھ لے کر اس کی طرف بڑھا۔ میں نے دیکھا کہ تار ترکاس اپنے حکمران کو کچھ سمجھا رہا تھا — جس کا نام جہاں تک میں انگریزی میں ترجمہ کر سکا ہوں لار کواس پٹومل جدّ تھا۔ جدّ اس کا خطاب تھا۔

مجھے جلد ہی معلوم ہو گیا کہ تار ترکاس اپنے سردار سے کیا کہہ رہا تھا کیونکہ تھوڑی دیر بعد اس نے سولا کو اشارہ کیا کہ وہ مجھے اس کے پاس بھیج دے۔ میں اس کا مطلب سمجھتے ہی اپنی گاڑی سے اتر کر اس جگہ پہنچ گیا جہاں دوسرے سردار کھڑے ہوئے تھے اب میں نے مریخ کی قوت کشش کے مطابق چلنے کا ڈھنگ معلوم کر لیا تھا اس لئے

بہت آسانی سے چل سکتا تھا۔

چہار دیواری کے پاس پہنچتے ہی میں نے دیکھا کہ کچھ کو چھوڑ کر قریب قریب تمام انڈے ٹوٹ چکے تھے اور وہ جگہ چھوٹے جانداروں سے بھری ہوئی ہے، جو قد میں تین سے چار فٹ کے رہے ہونگے اور اس طرح چہار دیواری کے اندر بے چینی سے چکر لگا رہے تھے جیسے کھانے کی چیزوں کی تلاش میں ہوں۔

میں ان کے پاس پہنچ کر کھڑا ہی ہوا تھا کہ تارز کاس نے چہار دیواری کی سمت اشارہ کرتے ہوئے "سک" کہا۔ میں سمجھ گیا وہ اپنے سردار لارکواس پٹومل کو دکھانا چاہتا ہے کہ میں ایک اچھال میں پوری چہار دیواری پار کر جانے کی قدرت رکھتا ہوں۔ میں ابھی پوری طاقت سے اچھلا اور چہار دیوار کے دوسری سمت کھڑی ہوئی گاڑیوں کو بھی پار کرتا ہوا آگے نکل گیا۔ میری واپسی پر لارکواس پٹومل نے غراتے ہوئے مجھسے کچھ کہا اور پھر اپنے آدمیوں کی طرف گھوم کر چہار دیواری کے بارے میں کچھ حکم دینے لگا۔ اس کے بعد ان لوگوں نے میری طرف کوئی توجہ نہیں دی اس لئے میں ان کے پاس ہی موجود رہ کر سب کچھ دیکھتا رہا۔

سب سے پہلے ان لوگوں نے دیوار میں ایک بہت بڑا سوراخ بنایا اور اس کے سامنے جوان مرد اور عورتیں قطار باندھ کر کھڑی ہو گئیں۔ دیوار کے کھلے ہوئے حصے سے مریخی بچے وحشی ہرنوں کی طرح باہر نکلنا شروع ہوئے۔ انھیں اسوقت تک دوڑنے دیا گیا جب تک کہ وہ قطار میں کھڑے ہوئے آخری فرد کے پاس نہ پہنچ گئے۔ اس کے بعد قطار میں کھڑے ہوئے آخری شخص نے ایک کو پکڑا۔ اس کے سامنے والے نے دوسرے کو، اسکے پہلے والے نے تیسرے کو اور پھر اس کے سامنے والے نے چوتھے کو۔ اسطرح چہار دیواری کے اندر سے تمام بچے نکل کر کسی نہ کسی جوان مرد یا عورت کے بازو میں پہنچ گئے۔ عورتیں بچوں کو پکڑنے کے بعد لائن سے نکل کر اپنی گاڑی پر سوار ہو جاتی تھیں جبکہ مرد اپنے پکڑے ہوئے

بچے کو کسی عورت کے حوالے کر دیا تھا۔

میں اس کارروائی کو دیکھ کر جب اپنی گاڑی کے پاس پہنچا تو مجھے سولا کے بازو میں بھی ایک بچہ دبا ہوا نظر آیا۔

ان عورتوں کا خاص کام ان ہرے مریخی بچوں کو بولنا اور ان ہتھیاروں کا استعمال سکھانا ہوتا تھا جس سے وہ اپنی عمر کے پہلے سال میں ہی مسلح کر دیئے جاتے تھے انڈے سے نکلنے کے بعد —— جس میں وہ پانچ سال کا طویل عرصہ گذارتے تھے، وہ کافی قدآور اور تندرست ہوتے تھے اس لیئے ان کی پرورش میں انھیں زیادہ دقتوں کا سامنا نہیں کرنا پڑتا تھا۔ یہ بچے آبادی میں سب کے بچے سمجھے جاتے تھے کیونکہ انڈے سے نکلنے کے بعد انھیں اپنی ماں کا پتہ نہیں چلتا تھا جبکہ ماں کو بھی یہ نہیں معلوم ہوتا تھا کہ اس کا باپ کون ہے۔ ان بچوں کی پرورش وہی عورتیں کرتی تھیں جن کے ہاتھ وہ لگ جایا کرتے تھے۔

یہ بھی ہو سکتا تھا کہ ان کی پرورش کرنے والی ماں کے انڈے چہار دیواری میں موجود ہی نہ رہے ہوں —— جیسا کہ سولا کا کیس تھا۔ لیکن ہر جوان عورت کو ایک بچے کی پرورش کا ذمہ لینا پڑتا تھا۔ میرا خیال ہے انڈے سے جھنڈ کی تعداد میں نکلنے کی وجہ سے ہی ان بچوں میں محبت وہمدردی کے جذبات پیدا نہیں ہو پاتے تھے۔ وہ اپنے ماں باپ سے ناواقف ہوتے تھے اور ان کے لیئے گھر کا کوئی مطلب نہیں ہوتا تھا۔ وہ اسوقت تک زندہ رہتے تھے جبتک ان کی جسمانی طاقت برقرار رہتی تھی کیونکہ اگر ان میں کسی طرح کی کمزوری دیکھی جاتی تھی تو انھیں گولی ماردی جاتی تھی۔ انھیں بچپن میں پیش آنے والی مشکلات پر آنسو بہانے تک کی اجازت نہ ہوتی تھی۔

میرا یہ مطلب نہیں ہے کہ جوان مریخی غیر ضروری طور پر بچوں کے ساتھ سختی کا برتاؤ

کرتے تھے۔ لیکن چونکہ انھیں اپنی زندگی محفوظ رکھنے کے لئے سخت مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔ کیونکہ اس سیارے پر ہماری زمین جیسی زندہ رہنے کی آسانیاں موجود نہیں ہیں۔ اس لئے بچوں کی تعداد بڑھنے کا مطلب ہوتا تھا کہ انھوں نے خود اپنے رزق کے راستے میں رکاوٹ پیدا کر لی ہے۔

اور بچوں کی پیدائش میں اس بات کا خاص خیال رکھا جاتا تھا کہ اتنے ہی بچے پیدا کئے جائیں جتنی کی ضرورت ہو چکی ہو۔ ایسا کرنے کے لئے وہ انھیں انڈے کو بچے نکلنے کے لئے رکھتے ہیں جو ہر لحاظ سے اچھے سمجھے جاتے ہیں اور باقی توڑ کر پھینک دئے جاتے ہیں ہر مریخی جوان عورت سال میں قریب تیرہ انڈے دیتی ہے ان انڈوں میں سے وہی انڈے ایک خاص چہار دیواری کے اندر رکھے جاتے ہیں جو وزن کے لحاظ سے اچھے سمجھے جاتے ہیں اس چہار دیواری کی چھت ٹھوس شیشے کی ہوتی ہے تاکہ سورج کی روشنی انڈوں تک پہنچتی رہے انڈوں کا انتخاب بیس سردار مل کر کرتے ہیں ہر انڈا انھیں کے پاس بھیجا جاتا ہے وہ انکا انتخاب کرتے ہوئے انھیں پانچ سال تک اپنے پاس جمع کرتے ہیں پانچ سال بعد ان کی پھر تحقیق ہوتی ہے۔ اس کے بعد پانچ سال تک انھیں چہار دیواری میں پھوٹنے کے لئے رکھدیا جاتا ہے آج میں نے جو کچھ دیکھا تھا اس میں قریب ایک فیصدی انڈے ٹوٹے تھے انھیں وہیں چھوڑ دیا گیا تھا انہیں سے نکلنے والے بچوں کا کیا حال ہوگا ان پر کسی نے توجہ نہ دی مریخیوں کا خیال تھا کہ اگر انہیں سے نکلنے والے بچوں کی پرورش کی گئی تو ممکن ہے کہ اسے پیدا ہونے والے بچے بھی انڈے میں سے نکلنے میں دیر کریں اس طرح انھیں دوبارہ اس جگہ کا چکر لگانا پڑیگا جبکہ صرف ایکبار ہی وہاں جانا انھوں نے اپنا اصول بنا رکھا تھا

انڈے رکھنے کی یہ چہار دیواریاں ایسی جگہ پر بنائی جاتی تھیں جہاں انکے دیکھے جانے کا خطرہ نہ ہو۔ کیونکہ ہر دوسرے قبیلے کا شخص ایسی جگہوں کو تباہ کرنے کے لئے فوراً تیار ہو جاتا تھا۔ اس طرح انھیں پانچ سال تک پھر نئے بچوں کے لئے انتظار کرنے پر مجبور ہو جانا پڑتا تھا۔ میں نے ایک بار ایک دوسرے قبیلے کے

چہار دیواری کے اندر رکھے ہوئے انڈوں کو برباد کیے جاتے ہوئے بھی دیکھا تھا۔
ہرے مریخیوں کا وہ گروہ جس کے ساتھ میں رہ رہا تھا قریب تیس ہزار افراد پر مشتمل تھا۔ ان کے زیر اثر مریخ کا ایک بہت بڑا حصہ تھا اور ان کا ہیڈ کوارٹر اس علاقے کے جنوبی مغربی حصے کے ایک ایسے دوراہے کے پاس واقع تھا جسے مریخی ہبرو کہتے تھے۔

چونکہ ان کی چہار دیواری شمال کی سمت ایک ایسے مقام پر بنی ہوئی تھی جہاں کے بارے میں خیال کیا جاتا تھا کہ ادھر کوئی آبادی نہیں ہے اس لیئے وہ جگہ محفوظ سمجھی جاتی تھی۔

شہر واپس پہنچ کر میں کئی دن تک بیکار سا ادھر ادھر گھومتا رہا۔ جس دن ہم چہار دیواری کے پاس سے واپس آئے تھے اس کے دوسرے دن تمام مرد صبح ہی صبح کہیں چلے گئے تھے اور پھر رات کا اندھیرا پھیل جانے کے بعد واپس آئے تھے پر مجھے بعد میں معلوم ہوا کہ وہ لوگ جمع کئے ہوئے انڈوں کو اپنی چہار دیواری کے اندر رکھنے گئے تھے جس میں سے وہ بچوں کو نکال کر لائے تھے۔

یہ میرے لئے ایک راز ہے اور ہمیشہ راز ہی رہے گا کہ وہ اپنے انڈوں کو اپنی آبادی میں چہار دیواری بنا کر کیوں نہیں رکھتے تھے اور کیوں ایسے دور لے جا کر رکھتے تھے
اب سولا کے فرائض دوہرے ہو گئے تھے کیونکہ میرا خیال رکھنے کے ساتھ ساتھ اسے مریخی بچے کی بھی دیکھ بھال کا خیال رکھنا پڑتا تھا۔ لیکن اسمیں اسے کسی طرح دقت پیش نہیں آتی۔ چونکہ اس مریخی بچے کی طرح میں بھی ہر بات سے ناواقف ایک بچے ہی کی طرح تھا اس لئے وہ ہم دونوں کو ایک ساتھ ہی تعلیم دے رہی تھی۔
مریخی زبان میرے لئے بہت ہی آسان ثابت ہوئی اس لئے ایک ہفتے کے اندر ہی میں اتنی جان گیا کہ اپنا مطلب واضح کر سکتا تھا اور دوسروں کے کہنے کا مطلب

آسانی سے سمجھ سکتا تھا۔ اس کے علاوہ میں نے سولا کی مدد سے اپنی ٹیلیپیتھک قوت کو بھی کافی بڑھا لیا تھا اور جلد ہی اس قابل ہو گیا تھا کہ معلوم کر سکوں کہ میرے گرد و پیش کیا ہو رہا ہے۔

سولا کو جس بات نے حیرت میں ڈال دیا تھا وہ یہ تھی کہ میں دوسروں کی ٹیلیپیتھک خبریں بآسانی حاصل کر لیتا تھا — ان کے ذہن کی بات مجھ پر اس وقت بھی واضح ہو جاتی تھی جب وہ مجھے کچھ بتانا نہ چاہتے تھے، لیکن دوسرے میرے ذہن کی ایک بات بھی پکڑ نہ پاتے تھے۔ شروع شروع میں اس کی وجہ سے کافی پریشان ہوا لیکن بعد میں خوشی ہوئی کہ ایسا ہونا اچھا ہی ہے۔ اس کی وجہ سے مجھے بلا شبہ ان مریخیوں پر فوقیت حاصل ہو گئی تھی۔

آٹھواں باب

حسین قیدی

تیسرے دن ــــ بچوں کو چہار دیواری سے نکال لینے کے بعد ہم ہیڈ کوارٹر کی سمت روانہ ہوئے۔ لیکن ابھی ہم مشکل سے شہر کے باہر نکلے ہی تھے کہ فوراً واپسی کا حکم جاری ہوا۔ ایک تجربہ کار فوج کی طرح مریخی سپاہی فوراً آس پاس کے مکانوں میں گھس کر پوشیدہ ہو گئے۔ تین منٹ کے اندر ہی ایک پورے قافلے کی جگہ اب خالی کھڑی ہوئی گاڑیاں ہی گاڑیاں نظر آ رہی تھیں۔

سولا کے ساتھ میں بھی ایک مکان میں گھس گیا۔ یہ وہی مکان تھا جس میں کچھ دن پیشتر سفید مریخیوں سے میں نے مقابلہ کیا تھا۔ اس راز کو جاننے کے لئے آخر یہ لوگ یکایک تتر بتر ہو کر چھپ کیوں گئے ہیں، میں مکان کا زینہ طے کرتا ہوا اوپری منزل کی ایک ایسی کھڑکی کے پاس پہنچ گیا جہاں سے میں سامنے پھیلی ہوئی وادی اور دور پر ابھری ہوئی پہاڑیوں کی چوٹیاں آسانی سے دیکھ سکتا تھا۔ تھوڑی دیر تک تو میری سمجھ میں کچھ نہ آیا پھر جلد ہی مجھے معلوم ہو گیا کہ ان کے یکایک پوشیدہ ہونے کی کیا وجہ تھی۔ دور، اس جگہ، جہاں پہاڑی کی چوٹیاں ابھری تھیں مجھے ایک جہاز ہوا میں پرواز کرتا ہوا اپنی طرف بڑھتا دکھائی دیا۔ پھر دوسرا، پھر تیسرا ــــ ان کی کل تعداد بیس تھی اور وہ بہت ہی آہستگی سے پرواز کر رہے تھے۔ زمین سے ان کی اونچائی بھی بہت کم تھی۔

ہر پلین پر ایک جھنڈا لہرا رہا تھا اور ان پر کچھ عجیب طرح کے نشان کسی ایسی شے سے بنے ہوئے تھے جو دھوپ میں جگمگا رہے تھے اور اسی وجہ سے دور

ہونے کے باوجود انھیں دیکھ لیا گیا تھا۔ اب مجھے اس پر سوار لوگوں کی ایک بھیڑ بھی کھڑی دکھائی دے رہی تھی۔ جو اگلے ڈک پر کھڑی تھی۔ انھوں نے ہمیں دیکھ لیا تھا یا صرف اجڑے ہوئے شہر کو دیکھ رہے تھے اس بارے میں کوئی اندازہ نہ لگا سکا۔

ان کے اور نزدیک آتے ہی یکایک ہرے مریخیوں نے مکانوں کی کھڑکیوں سے نشانہ سیکر گولی چلادی۔

یکایک منظر اس طرح تبدیل ہو گیا جیسے کسی نے جادو کی لکڑی گھما دی ہو سب سے اگلے جہاز نے اس طرح چکر کھایا کہ اس کی بندوقوں کا دہانہ ہماری سمت ہو گیا پھر ادھر سے بھی گولیاں چلیں۔ اور وہ اس طرح آگے بڑھ کر ایک دائرہ بنا تے ہوئے گھوما جیسے کہ پھر ہماری سمت گولیاں چلانے کی پوزیشن لینا چاہتا ہے ہماری طرف سے گولیاں چلتی ایک سکنڈ کے لئے بھی نہیں بند ہوئی۔ میرا خیال ہے کہ ہماری طرف کا نشانہ مشکل سے ہی پچیس فیصدی خالی جارہا تھا۔ اس قدر سچے نشانے کی جنگ میں نے آج تک نہیں دیکھی تھی۔ گولیوں کی بوچھار سے جو جا کر ٹکراتی تھیں اور پھر پھٹ کر آگ لگانے کا بھی کام کرتی تھی ــــ ایک جہاز چکر کھاتا ہوا نیچے کی سمت گرا جبکہ دوسروں کے جھنڈے اور دوسری جگہوں سے سرخ سرخ شعلے ابھرنے لگے۔

جہاز پر سے کی جانے والی فائرنگ ہمیں زیادہ نقصان نہ پہنچا سکی کیونکہ ہم مکانوں کے اندر تھے اور دوسری سب سے بڑی وجہ یہ تھی کہ ہمارا حملہ اچانک ہوا تھا اور وہ سنبھل کر یہ سوچنے کے قابل نہ ہو سکے تھے کہ کیا ہو رہا ہے۔ ان کی گھبراہٹ ہی ان کی تباہی کا باعث بن گئی تھی۔

اس کے علاوہ میں نے اندازہ لگایا کہ ہرے مریخیوں کا علیحدہ علیحدہ گروہ علیحدہ علیحدہ چیز کا نشانہ لے رہا ہے۔ مثال کے طور پر وہ لوگ ــــ جو نشانے بازی میں بہت اچھے تھے وائرلیس اور دوسرے نظر آنے والے سائنسی آلات کا نشانہ

لے رہے تھے جبکہ دوسرا گروہ صرف بندوقچیوں کا نشانہ لے رہا تھا ایک تیسرا گروہ افسروں پر گولیاں چلا رہا تھا جبکہ چوتھا ان لوگوں کی طرف متوجہ تھا جو اوپری ڈک پر موجود تھے۔

گولیوں کی پہلی باڑھ چلنے کے بیس منٹ بعد ہی جہاز یکایک گھوم کر پھر اسی طرف روانہ ہو گئے جدھر سے آئے تھے۔ کئی بین پرواز کرتے ہوئے ڈگمگا رہے تھے لیکن پھر بھی انھیں قابو میں رکھتے ہوئے وہ لوگ اسے اڑائے لئے جا رہے تھے وہ پوری توجہ اب اپنے فرار کے اوپر دے رہے۔ چونکہ اب ان کی طرف سے گولیاں چلنا بند ہو گئی تھیں اس لئے ہرے مریخی سکانوں سے نکل کر ان کے عقب میں دوڑ رہے تھے اور ساتھ ہی اپنی خطرناک قسم کی گولیاں بھی چلاتے جا رہے تھے۔

ایک ایک کر کے تمام جہاز پہاڑی کو پار کر گئے تھے اور پھر نیچے ہو کر دوسری طرف ہماری نظروں سے اوجھل ہو گئے۔ لیکن ایک جہاز اب بھی ہماری نظروں کے سامنے تھا۔ اس پر بھی کوئی نظر نہیں آ رہا تھا اور ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے اسے قابو میں رکھنے کے لئے بھی اس پر کوئی موجود نہیں ہے۔ یکایک وہ جہاز دائرے کی شکل بناتا ہوا گھوما اور ڈگمگاتا ہوا آہستہ آہستہ ہماری سمت بڑھنے لگا۔

جیسے ہی وہ جہاز شہر کے نزدیک پہنچا لوگ اسے پکڑنے کے لئے آگے کی طرف دوڑے۔ لیکن وہ اب زمین سے بہت اوپر اور ان کی گرفت سے باہر تھا کیونکہ وہ اس تک اپنی کا نٹے لگی ہوئی رسیاں نہیں پھینک سکتے تھے۔ میں نے اپنی کھڑکی سے اسکے ڈک پر پڑے ہوئے مردہ انسانوں کو دیکھا لیکن اس قدر صاف نہیں دیکھ سکا کہ اندازہ لگا سکتا وہ کس قسم کے لوگ ہیں اس پہ مجھے کوئی بھی جاندار شے نظر نہیں آئی۔ وہ آہستہ آہستہ آگے بڑھتا رہا۔

وہ زمین سے قریب پچاس فٹ اوپر پرواز کر رہا تھا اور تقریباً ایک سو مریخی

نیچے اس کے ساتھ ساتھ دوڑ رہے تھے کیونکہ کافی انتظار کرنے کے بعد انھوں نے
انداز لگایا تھا کہ اب اس پر سے گولیاں چلنے کا خطرہ نہیں ہے۔ جلدی اس بات کا
اندازہ لگالیا گیا کہ وہ اپنے ساتھ نظر آنے والی بلڈنگ سے ۔۔۔ جو جنوب میں
تقریباً ایک میل کے فاصلے پر کھڑی ہوتی تھی ۔۔ جا ٹکرائے گا۔ میں نے کئی مریخیوں کو
آگے دوڑ کر اس عمارت میں داخل ہوتے ہوئے دیکھا جس سے اس جہاز کے ٹکرانے کا
خدشہ تھا۔

جیسے ہی وہ جہاز اس عمارت کے پاس پہنچ کر ٹکرانے والا تھا کہ کئی مریخی اس
اس عمارت کی کھڑکیوں سے کود کر اس پر پہنچ گئے اور پھر اس پر پہنچتے ہی انھوں نے
اپنے بھالے کی نوک عمارت کی دیوار سے لگادی۔ اس طرح جہاز اس صدمے سے
بچ گیا جو عمارت کے ساتھ ٹکرانے سے اسے پہنچنے والا تھا۔ جلد ہی اوپر سے رسیاں
نیچے لٹکادی گئیں اور پھر انھیں ادھر ادھر باندھ دیا گیا۔

بلین پر قابو حاصل کرنے کے بعد انھوں نے اس کی تلاشی لینا شروع کی۔
میں اپنی جگہ سے دیکھ رہا تھا کہ وہ ان مردوں کو الٹ پلٹ کر دیکھ رہے ہیں جو
ڈک پر پڑے ہوئے تھے۔ پھر کچھ دیر بعد ایک پارٹی اندرونی حصے سے کسی ایسے
شخص کو پکڑ کر باہر لائی جس کا قد ان کے قد کا نصف رہا ہوگا۔ میں نے اپنی جگہ
سے، اسے سیدھا ہو کر دو پیروں پر چلتے ہوئے دیکھا۔ اس سے میں نے اندازہ
لگالیا کہ وہ میرے لئے مریخ کی کوئی نئی عجیب مخلوق ثابت ہوگی جس سے ابھی تک
میرا سابقہ نہیں پڑا ہے۔

انھوں نے اپنے قیدی کو بلین پر سے نیچے اتارا اور پھر اس میں رکھے ہوئے
سامان کو اتار کر اپنی گاڑیوں میں بھرنے لگے۔ ان سامانوں میں بندوقیں، گولیاں،
سمور، سلک، عجیب طرح بنے ہوئے پتھر کے برتن، جواہرات، کھانے کی چیزیں

Hazrat Hussain

اور کئی ڈرم پانی تھا۔ یہ چیزیں میں نے مریخ پر پہنچنے کے بعد پہلی بار دیکھی تھیں۔
تمام سامان اتارنے کے فوراً بعد ہی ان لوگوں نے اس جہاز کو میدان کی سمت گھسیٹنا شروع کیا۔ کچھ لوگ اب بھی جہاز پر موجود تھے اور دور سے دیکھنے میں معلوم ہو رہا تھا کہ وہ لوگ مردوں کے جسم پر کی چیزیں اتار رہے ہیں۔ اپنا کام ختم کرنے کے بعد وہ بھی جہاز کے کنارے پر پہنچے اور پھر اس میں بندھی ہوئی رسیوں کے ذریعے لٹک کر زمین پر پہنچ گئے۔ آخری شخص نے رسی کے درمیان میں ٹھہر کر کوئی شے جہاز پر پھینکی تھی۔ جس کے نتیجے میں یکایک اس پلین پر سے دھواں اٹھا تھا اور پھر اس میں آگ لگ گئی تھی۔ اس کے نیچے اترتے ہی رسیاں کاٹ دی گئیں۔
آہستہ آہستہ وہ پلین جنوب مشرق کی سمت اوپر اٹھنا شروع ہوا اور جیسے جیسے اس میں لکڑیاں جلتی گئیں اس کا بوجھ ہلکا ہوتا گیا وہ اوپر اٹھتا گیا اور پھر آخر میں نظروں سے اوجھل ہو گیا۔ اس اڑتے ہوئے قبرستان کو دیکھ کر میرے دل کو چوٹ پہنچی اور پھر سوچنے لگا کہ اب موت کے بعد بھی ان کے جسم نہ جانے کس تباہی سے دوچار ہوں گے۔
میں کبیدہ خاطر ہو کر آہستہ آہستہ زینے کو طے کرتا ہوا نیچے سڑک پر پہنچ گیا۔ جو منظر میں نے دیکھا تھا اس سے صاف ظاہر ہو گیا تھا ہرے آدمیوں نے ان پر فتح حاصل کر لی تھی جو جہاز پر آئے تھے۔ لیکن نہ جانے کیوں حیرت انگیز طریقے پر میری روح ان اجنبی دشمنوں کے ہارنے کا غم منا رہی تھی اور میں اپنے دل میں ان کے لئے ہمدردی کا جذبہ محسوس کر رہا تھا اس کے ساتھ ہی کوئی شے جیسے مجھے بار بار یقین دلا رہی تھی کہ فرار ہونے والے پلین پھر واپس آئیں گے اور ان ہرے آدمیوں پر حملہ آور ہوں گے جنہوں نے اچانک چھپ کر ان پر حملہ کیا تھا
لارکواس ہوٹل ایک بہترین جنرل تھا اسے بھی اس بات کا خطرہ تھا کہ جہاز

پھر واپس آ کر حملہ کریں گے اس لئے اس نے اسوقت تک آگے بڑھنے کی اجازت نہیں دی جبتک کہ خطرے کا احساس تک دور نہ ہوگیا۔ اس انتظار کے دوران ہم اسی اجڑے شہر میں ٹھہرے رہے۔

جیسے ہی میں سولا کے ساتھ باہر میدان میں پہنچا مجھے ایک ایسی شے دیکھنے کو ملی جس سے میرے دل میں امید، خوف، خوشی و اطمینان کی ایک تیز لہر سی دوڑ گئی کیونکہ ان کے نزدیک پہنچتے ہی میں نے بھیڑ میں اس قیدی کو دیکھ لیا تھا جسے جہاز پر سے گرفتار کیا گیا تھا اور اب دو مریخی عورتیں گھسیٹتی پاس والے مکان کے اندر لے جا رہی تھیں۔

وہ شے جو میں نے دیکھی ایک نازنین کا جسم تھا جو ہر لحاظ سے ہماری زمین پر رہنے والی عورتوں سے ملتی جلتی تھی۔ شروع میں اس کی نظریں مجھ پر نہیں پڑی لیکن جب وہ اس دروازے کے پاس پہنچ کر پیچھے کی سمت گھومی جو اس کا قیدخانہ بننے والا تھا تو اس کی نگاہیں میری نگاہوں سے چار ہوگئی۔ اس کا چہرہ گلابی اور خوبصورت تھا اسکے اعضا سڈول اور موزوں تھے۔ اس کی آنکھیں نیلی اور سر پر کوئلے جیسے کالے اور گھونگھریلے بال تھے اس کے جسم کا رنگ ہلکا سرخ تانبے جیسا تھا جبکہ چہرہ سرخی مائل گلابی تھا۔

وہ بھی ہرے مریخیوں کی طرح بالکل برہنہ تھی اور اس کے جسم پر بھی ہرے مریخیوں کی طرح بے شمار زیورات موجود تھے۔

جیسے ہی اس کی نظر مجھ سے ملی اس کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں اس نے اپنے آزاد ہاتھ سے مجھے ایک طرح کا اشارہ کیا جسے میں سمجھنے سے قاصر رہا چند ثانیے تک ایک دوسرے کو دیکھتے رہے پھر اس کی آنکھوں میں مجھے دیکھکر پیدا ہونے والی امید کی چمک یکایک غائب ہوگئی اور وہ رنجیدہ نظر آنے لگی۔ شاید میں نے

اس کے اشارے کا جواب نہیں دیا تھا ۔۔۔ کیونکہ میں مریخی رسم ورواج سے
پوری طرح واقف نہیں تھا ۔۔۔ اس لئے وہ رنجیدہ ہوگئی۔ میں نے محسوس کیا کہ
کرشانہ اس لے ہاتھ کا اشارہ کرکے مجھ سے مدد کی اور حفاظت کرنے کی درخواست
کی تھی۔ لیکن چونکہ میں اس کا مطلب نہ سمجھ سکا تھا، اس لئے جواب کیا دیتا۔ اسکے بعد
یہ مریخی عورتیں اسے گھسیٹ کر اندر لے گئیں اور وہ میری نظروں سے اوجھل ہوگئی۔

Interesting novel
when you want
to read this novel
you must at least
have a cold
cup of water

نواں باب

فیصلہ

اپنے ہوش میں آتے ہی میں نے سولا کی سمت دیکھا جس نے میری اور حسین قیدی کی آنکھیں چار ہوتے ہوئے دیکھا تھا۔ یہ دیکھ کر میں حیرت زدہ رہ گیا کہ وہ میری طرف عجیب نظروں سے دیکھ رہی تھی۔ وہ کیا سوچ رہی تھی اس کا اندازہ نہ لگا سکا کیونکہ اس نے اپنے خیالات کا اظہار جن چند الفاظ میں ظاہر کیا میں انھیں سمجھنے سے قاصر رہا تھا۔ ابھی میں ان کی زبان صرف اسی حد تک سیکھ پایا تھا کہ کسی نہ کسی طرح اپنا مطلب انھیں سمجھا دیتا اور انکا سمجھ لیتا۔

جس وقت میں سولا کے ساتھ اپنے ٹھہرنے کی عمارت میں واپس پہنچا تو ایک اور حیرت سے دوچار ہونا پڑا۔ وہاں ایک شخص ہر قسم کے ہتھیار اور زیورات اور اسی طرح کی دوسری چیزیں لئے میرا انتظار کر رہا تھا۔ ان سامانوں کو اس نے مجھے سونپتے ہوئے کچھ اس طرح کے الفاظ ادا کئے جن سے ظاہر ہوتا تھا کہ اس کی نظر میں، میں ایک قابل تعظیم شخص ہوں۔

اس کے بعد سولا اور دوسری عورتوں نے ان تمام اشیاء کو چھوٹا کر کے میرے جسم کے لحاظ سے بنایا اور اس طرح میرے پاس بھی وہ تمام چیزیں ہو گئیں جو ہر ایک ہرے مریخی کے پاس دیکھی جا سکتی تھیں۔

اسی وقت سے سولا نے مجھے ان ہتھیاروں کو استعمال کرنے کی تعلیم دینی شروع کی اور میں ہر دن اس مریخی بچے کے ساتھ ــــ جو سولا کے حصے میں آیا تھا کئی گھنٹے ہتھیاروں کی تعلیم حاصل کرنے میں صرف کرنے لگا۔ میں ان کے بڑے بڑے ہتھیاروں کو

تو آسانی سے استعمال میں نہیں لا سکتا تھا لیکن ان ہتھیاروں کو میں نے آسانی سے چلانا سیکھ لیا تھا جو ہماری دنیا کے ہتھیاروں سے ملتے جلتے تھے۔

میری اور مریخی بچوں کی ٹریننگ کا بار پوری طرح عورتوں پر ہی تھا جو صرف بچوں کو بولنے، جنگ کرنے اور اپنی حفاظت کرنے کا طریقہ ہی نہیں بتاتی تھیں بلکہ ایک ماہر کاریگر کی حیثیت سے ان ہتھیاروں اور زیوروں کو بھی تیار کرتی تھیں جنہیں ہرے مریخی استعمال میں لاتے اور پہنتے تھے۔ وہی بارود، گولیاں بندوقیں یہاں تک کہ وہاں کی ہر قیمتی شے تیار کرتی تھیں۔ جنگ کے دنوں میں انھیں آزاد و فوجی سمجھا جاتا تھا اور جب ضرورت پڑتی تھی تو وہ مردوں سے کہیں زیادہ خونخوار ہو کر لڑتی تھیں مرد صرف جنگ کرنے کے طریقوں سے واقف ہوتے تھے اور اپنی ضرورت کے مطابق قانون بنایا کرتے تھے ان کے رسم و رواج ایک زمانے سے ایک ہی طرح پر چلے آ رہے تھے اس لئے وہ ان کے پوری طرح پابند تھے اور اگر کوئی اپنے کسی رسم و رواج سے ہٹ کر چلتا تھا تو اس کے لئے کچھ آدمیوں کی ایک جیوری سزا تجویز کرتی تھی اور یہ سزا مشکل سے ہی موت کے علاوہ اور کچھ ہو سکتی تھی۔ مریخی صرف ایک ہی معاملے میں خوش قسمت واقع ہوئے ہیں ان کے یہاں کوئی وکیل نہیں ہے۔

میں اس قیدی کو ۔۔۔ اس کے گرفتار ہونے کے بعد بھی کئی دن تک نہ دیکھ سکا۔ آخر ایک دن مجھے اس کی جھلک پھر اس وقت نظر آ گئی جب اسے اس عمارت میں لے جایا جا رہا تھا جہاں پہلی بار میں لا کر اس ٹومل سے ملا تھا۔ اس کی محافظ عورتیں ۔۔۔ سولا کا میرے ساتھ ہمدردی کا برتاؤ دیکھتے ہوئے اس کے ساتھ بہت ہی رنگ دلی سے پیش آ رہی تھی اور قریب اسے گھسیٹتی ہوئی اپنے ساتھ لیکر چل رہی تھیں۔

میں نے دیکھا کہ راستے میں دو بار اس نے اپنی محافظ عورتوں سے ٹھہر کر کہا

جس کا جواب بھی اسے ملا۔ اس سے میں نے اندازہ لگایا کہ کم سے کم وہ ایسی زبان میں گفتگو کرسکتی ہے جیسے ایک دوسرے آسانی سے سمجھ سکتے ہیں اس نے مجھے مجبور کیا کہ اور بھی تیزی سے مریخی زبان کو سمجھنے کی کوشش کروں۔ میں نے اب سولا کے ساتھ اپنی تعلیم میں اور زیادہ وقت صرف کرنا شروع کیا اور آخر کچھ دن گذرنے کے بعد میں مریخی زبان سمجھنے اور بولنے کا اس طرح ماہر ہوگیا کہ میں ہر بات کو اچھی طرح سمجھنے کے ساتھ اپنے خیال کو پوری طرح واضح کرنے کے قابل بھی ہوگیا۔

جس دن میں نے قیدی کو لارکواس ٹومل کے دربار میں جاتے دیکھا تھا اس دن کے بعد دوسری رات کو گفتگو کا موضوع وہ قیدی بن گئی اور میں ہمہ تن گوش بن کر سب کچھ سننے لگا۔ میں نے ابھی تک ایک خوف کی وجہ سے سولا سے اس حسین قیدی کے بارے میں کچھ بھی نہ پوچھا تھا۔ میں نے اسوقت اس کے چہرے کے تغیرات کو دیکھا تھا جب پہلی بار میری آنکھ اس حسین قیدی سے چار ہوئی تھیں۔ میں اسے حسد تو نہیں کہہ سکتا لیکن پھر بھی کچھ کہنے سے بیشتر میں اس بات کو اچھی طرح سمجھ لینا چاہتا تھا کہ سولا کے خیالات اس کے متعلق کیسے ہیں جس کی طرف میری توجہ ہے۔

اس وقت ہمارے سونے کے کمرے میں میرے، سولا، اس کے بچے، میرے جانور وولا کے علاوہ اور بھی تین عورتیں تھیں مریخیوں کا قاعدہ ہے کہ جب وہ آرام کرنے کیلئے لیٹتے ہیں تو سونے سے پہلے کچھ وقت گفتگو کرنے میں ضرور گذارتے ہیں میں بھی اکثر بیدار رہ کر ان کی گفتگو سنتا رہا ہوں لیکن میں نے کبھی ان کی گفتگو میں حصہ لینے کی کوشش نہیں کی۔

ایک زیادہ عمر والی عورت سارکوجا سے، جو ہمارے ساتھ ہی رہتی تھی اور جو قیدی کے محافظوں میں سے ایک تھی یہ سوال کیا گیا

"کیا ہمیں اس سرخ عورت کی موت پر خوشی منانے کا موقع ملے گا" ایک عورت نے

پوچھا۔ بالا رکو اس بٹوملی جڈ اس کے عوض میں کچھ حاصل کرنے کی تمنا میں اسے قید رکھنا چاہتا ہے۔

"انھوں نے فیصلہ کیا ہے کہ وہ اسے اپنے ساتھ تھارک لے جائیں گے اور وہاں اس کے مرنے کی تکلیفوں کا منظر تال حاجس کو دکھائیں گے۔ سار کو نے جواب دیا۔ "لیکن اسے وہاں لے کس طرح جایا جائے گا۔ سولا نے پوچھا" وہ بہت ہی چھوٹی اور خوبصورت ہے۔ میں نے تو سوچا تھا کہ اسکے عوض کچھ حاصل کرنے کی خواہش رکھتے ہوئے اسے قیدی رکھا جائے گا۔

سار کوجا اور دوسری عورتیں سولا کی اس کمزوری پر غصے میں کچھ بڑبڑائیں۔

"بہت افسوس کی بات ہے سولا کہ تم آج سے ہزاروں سال پیشتر کیوں پیدا نہیں ہوئیں" سار کوجا نے کہا "جب یہاں کی زمین کا ہر گڑھا پانی سے بھرا ہوا تھا اور لوگ اس طرح کمزور تھے جس طرح آج کے یہ پرواز کرنے والے لوگ ہیں۔ اب ہم نے اس قدر ترقی حاصل کر لی ہے کہ اس طرح کے خیالات کو کمزوری خیال کیا جاتا ہے۔ میں تمھیں آگاہ کرتی ہوں کہ اپنے اس طرح کے کسی خیال کو تار ترکاس پر ظاہر کرنے کی کوشش نہ کرنا کیونکہ تمہارے فرائض میں ایک بچے کی پرورش بھی شامل ہے۔

"میں اس سرخ عورت کے بارے میں، اپنے اس اظہار خیال پر اپنے کو کمزور خیال نہیں کرتی" سولا نے جواب دیا" اس نے ہمیں کوئی نقصان نہیں پہنچایا اور نہ اس قابل ہی ہے کہ ہمیں کوئی نقصان پہنچا سکے۔ یہ تو صرف اس طرح کے آدمی ہیں جو ہم سے جنگ کرتے ہیں اور وہ بھی اس وقت جب ہماری طرف سے زیادتیاں عمل میں آتی ہیں وہ اس وقت تک امن سے رہتے ہیں جبتک کہ فرض انھیں جنگ کرنے پر مجبور نہیں کرنے دیتا جبکہ ہم کبھی امن سے نہیں رہتے۔ اگر کسی دوسرے سے جنگ نہیں ہوتی تو آپس میں ہی لڑنے لگتے ہیں۔ اوہ، میں جانتی ہوں یہ خون بہانے کی عادت کبھی ختم نہ ہوگی۔ میرے خیال میں تو وہ

اچھے رہتے ہیں جو بچپن میں ہی مر جاتے ہیں۔ تمھیں میری طرف سے اجازت ہے تم جو چاہو تارس تارکاس سے میرے بارے میں کہہ سکتی ہو وہ مجھے اس قدر تکلیفیں نہیں پہنچا سکتا جس قدر میں اس وقت اٹھا رہی ہوں ہزاروں سال زندہ رہ کر مرنے سے تو یہ بہتر ہے کہ جلد مر جایا جائے۔"

سولا کی ان باتوں نے ان عورتوں کو اس قدر حیرت میں ڈال دیا کہ وہ تھوڑی دیر کچھ بڑبڑانے کے بعد بالکل ہی خاموش ہوگئیں اور پھر جلد ہی سوگئیں۔ اس گفتگو سے مجھے ایک بات کا اندازہ تو ہو ہی گیا کہ سولا کے دل میں حسین قیدی کے لئے ہمدردی کے جذبات پوری طرح موجود ہیں۔ اس کے ساتھ ہی مجھے اس بات پر بھی خوشی حاصل ہوئی کہ یہ میری خوش قسمتی تھی جو مجھے اس کی حفاظت میں دیا گیا تھا۔ مجھے یقین ہو گیا کہ وہ اس قیدی لڑکی کو آزاد کرانے میں میری ضرور مدد کرے گی۔

مجھے یہ تو معلوم نہیں تھا کہ میں اس لڑکی کو آزاد کرنے میں کس طرح کامیاب ہونگا اور اگر ہو بھی گیا تو اس اجنبی سیارے پر اسے کہاں لے جاؤں گا۔ میں خود ان ہرے آدمیوں کے درمیان رہتے ہوئے پریشان ہو چکا تھا اس لئے میں نے طے کیا کہ مجھے ایک کوشش اسے آزاد کرانے کی ضرور کرنی چاہئے۔ پھر اس کے بعد جو کچھ ہوگا دیکھا جائے گا میں نے طے کیا کہ صبح ہوتے ہی میں موقع حاصل کر کے سولا سے تنہائی میں اپنے ارادے کا اظہار کرونگا اور اسی سے مدد کی درخواست کرونگا۔ اس فیصلے پر پہنچنے کے بعد میں سو گیا۔

دسواں باب

ملاقات

دوسری صبح میں ہر طرح سے چاق وچوبند بیدار ہوا۔ مجھے ایک طرح سے آزادی مل گئی تھی۔ جیسا کہ سولا نے مجھے بتایا کہ جب تک میں شہر کی حد سے باہر نکلنے کی کوشش نہ کروں گا اس وقت تک مجھے ہر طرح کی آزادی نصیب رہے گی اور میں ہر جگہ اپنی مرضی کے مطابق گھوم سکوں گا۔ اس نے مجھے اس سے بھی آگاہ کیا کہ میں شہر کے سنسان مقاموں کی طرف جانے کی کوشش نہ کروں گا کیونکہ ادھر ان سفید لوگوں سے خطرے کا احتمال رہتا ہے جن سے ایک بار میرا مقابلہ مریخ پہ پہنچنے کے دوسرے دن ہو چکا تھا۔

اس کے علاوہ سولا نے مجھے یہ بھی بتایا کہ اگر میں شہر کی حدود سے باہر نکلنے کی کوشش نہ کروں گا تو وولا مجھے ایسا نہ کرنے دے گا اور اگر میں اس کی مرضی کے خلاف چلنے کی کوشش کرونگا تو وہ میرے ساتھ سختی سے پیش آنے سے بھی دریغ نہ کریگا کیونکہ اس کا کام میری حفاظت کرنا ہے تاکہ میں شہر سے باہر نہ جا سکوں اور اگر جاؤں تو وہ مجھے زندہ یا مردہ پھر واپس لے آئے۔ شائد مردہ ہی۔ اس نے آخر میں کہا۔

اس صبح میں نے اپنے گھومنے کے لئے ایک نئی سڑک کا انتخاب کیا اور ٹہلتا ہوا شہر کی سرحد کے پاس پہنچ گیا۔ میرے سامنے نیچی نیچی پہاڑیاں کھڑی ہوئی تھیں۔ میرے دل میں خواہش پیدا ہوئی کہ میں ان پر چڑھ کر دیکھوں کہ وہ منظر کیسے ہیں جو میری نظروں سے چھپے ہوئے ہیں

مجھے یہ بھی خیال آیا کہ وولا کی صلاحیتوں کو آزمانے کا یہ بہترین موقع ہے مجھے یقین تھا کہ وہ جانور مجھ سے پیار کرتا ہے کیونکہ دوسرے مریخیوں کے مقابلے میں اسکا برتاؤ

میرے ساتھ ہمدرد رواں تھا۔ میں نے سوچا کہ چونکہ میں نے اس کی جان دو مرتبہ بچائی ہے اس لئے احسانمند ہونے کی وجہ سے وہ کچھ دیر کے لئے اپنے فرض کو نظرانداز کرنے کیلئے تیار ہو جائے گا۔

لیکن جیسے ہی میں شہر کی سرحد کے پاس پہنچا وولا پریشان ہو کر آگے بڑھا اور آہستگی سے مجھے پیچھے دھکیلنے کی کوشش کرنے لگا۔ اس نے نہ تو غصے کا اظہار کیا اور نہ ہی اپنے دانتوں کی نمائش کرتے ہوئے مجھے خوفزدہ کرنے کی کوشش کی۔ اس کے اس دوستانہ برتاؤ پر مجھے اس پر پیار آ گیا۔

میں نے آج تک کبھی اس پر ہاتھ نہیں پھیرا تھا لیکن اس روز میں نے وہیں زمین پر بیٹھ کر اس کی موٹی گردن میں اپنی باہیں ڈال دیں اور اس سے کھیل کھیل کر مریخی زبان میں اسی طرح گفتگو کرنے لگا جس طرح میں اپنے گھر میں بیٹھ کر کسی کتے کے ساتھ کر سکتا تھا۔ میری اس ہمدردی کو دیکھ کر وہ خوش ہوا تھا اور اسی خوشی میں اس نے اپنا دہانہ پوری طرح کھول دیا جس سے اس کے دانت پوری طرح دکھائی دینے لگے اور چہرے پر گوشت سمٹنے کی وجہ سے آنکھیں بند ہو گئیں۔ اگر آپ نے کبھی کسی جانور کو خوشی کی حالت میں ہنستے ہوئے دیکھا ہے تو آپ ضرور ہی وولا کے چہرے کا اندازہ لگا سکتے ہیں

وہ اپنی پیٹھ کے بل زمین پر لوٹنے لگا اور پھر اچھلتے ہوئے اس طرح مجھ پر آ رہا کہ اس کے بوجھ سے میں بھی فرش پر لڑھک گیا اس کے بعد وہ کسی کتے کی طرح خوشی میں میرے اردگرد اچھلنے لگا۔ اس وقت پہلی بار میرے منہ سے اس کی خوشی کو دیکھ قہقہے کی آواز نکلی۔

میرے قہقہے کی آواز نے اسے خوفزدہ کر دیا۔ اس نے اپنی اچھل کود بند کر دی اور اپنے سر کو میرے پاؤں کے درمیان رکھنے کی کوشش کرتے ہوئے مجھے رحم طلب نظروں سے دیکھنے لگا ۔۔۔ اس طرح مجھے یاد آ گیا کہ مریخ پر قہقہے کا کیا مطلب ہوتا

ہے ۔۔ تکلیف، اذیت اور موت۔ میں اس کے سر پہ ہاتھ پھیرنے لگا اور پھر کچھ دیر تک اس سے گفتگو کرنے کے بعد میں نے تحکمانہ لہجے میں اسے اپنے ساتھ پہاڑی تک چلنے کیلئے کہا۔ اور اٹھ کر پہاڑی کی سمت بڑھنے لگا۔

اب دولا کو مجھے حکم دینے کی ضرورت بھی نہیں رہ گئی تھی کیونکہ وہ میرا وفادار غلام اور میں اس کا ہمدرد مالک بن چکا تھا۔ وہ پہاڑیاں کچھ زیادہ فاصلے پہ نہ تھیں اسلئے میں جلد ہی وہاں پہنچ گیا لیکن مجھے وہاں کوئی دلچسپ شے نظر نہیں آئی۔ اس جگہ شمرخ رنگ کے پھول وغیرہ ضرور مجھے ادھر ادھر کھلے ہوئے نظر آئے۔ ایک پہاڑی کی چوٹی پر پہنچنے کے بعد مجھے دوسری سمت کی پہاڑیوں کی چوٹیاں کھڑی نظر آئیں جو ایک کے بعد دوسری اوپر ہی کی سمت اٹھنے گئیں اور آخر میں پہاڑ کی شکل اختیار کرتے ہوئے بہت ہی اونچی ہو گئی تھیں۔ یہ بات مجھے بعد میں معلوم ہوئی کہ مریخ کے زیادہ سے زیادہ اونچے پہاڑ صرف چار ہزار فٹ تک اونچے ہوتے ہیں۔

میری صبح کی یہ تفریح میرے لئے بہت ہی کارآمد ثابت ہوئی کیونکہ اس کی وجہ سے میں دولا کی فطرت سے پوری طرح آگاہ ہو گیا ۔۔ جس پہ تارس ٹرکاس کو بھروسہ تھا کہ وہ میری حفاظت کرتا رہے گا۔ اب میں نے اندازہ لگایا کہ میں ایک قیدی ہوتے ہوئے بھی آزاد ہوں اس لئے جلد سے جلد واپس شہر کے حدود میں داخل ہو گیا تاکہ کسی کو یہ معلوم نہ ہو سکے کہ دولا نے ان لوگوں کے اعتماد کو دھوکا دینا شروع کر دیا ہے میں نے طے کر دیا کہ اب میں اسوقت تک پھر شہر کی حد سے باہر نکلنے کی کوشش نہ کرونگا جبتک وہاں فرار ہونے کا پلان نہ بنالونگا کیونکہ شہر کی حد سے باہر جانے میں یہ خطرہ تھا کہ میری آزادی چھین لی جائے گی اور ممکنات میں سے یہ بھی تھا کہ دولا کو غداری کرنے کے الزام میں قتل کر دیا جائے۔

اپنی واپسی پر میدان میں پہنچنے کے بعد میں نے قیدی کی تیسری جھلک دیکھی جو شان سے اس عمارت کی سمت جا رہی تھی جس میں دربار لگتا تھا۔ اس کی حرکات زمین پر

رہنے والی عورتوں سے اس قدر ملتی جلتی تھیں کہ میں اس کے لئے اپنے دل میں ایک طوفان سا اٹھتا ہوا محسوس کرنے لگا۔ میرے دل میں اس سے دوستی کرنے کی زبردست خواہش پیدا ہوئی۔ ان وحشیوں کے درمیان رہ کر کسی تہذیب یافتہ مخلوق سے دوستی کرنے کا خیال ہی بہت خوش کن تھا اور وہ قیدی تو مجھے پوری طرح تہذیب یافتہ نظر آرہی تھی یہ دیکھتے ہوئے کہ قیدی اس وقت سب کی توجہ کا مرکز بنا ہوا ہے میں بھی ٹھہر گیا مجھے ابھی کھڑے ہوئے زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا کہ لارکواس پیڑھل اس عمارت کے پاس پہنچا اور اس نے قیدی کی محافظوں کو اشارہ کرتے ہوئے کہ وہ اسے اندر لائیں خود بھی عمارت کے اندر چلا گیا۔ اس کے ساتھ اس کے تمام دوسرے سردار بھی تھے اس بات کا اندازہ لگاتے ہوئے کہ لوگ مجھے تعظیم کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور انھیں یہ معلوم نہیں ہے کہ میں ان کی زبان کو اچھی طرح سمجھ اور بول سکتا ہوں، میں بھی دوسروں کے ساتھ عمارت کے اندر پہنچ گیا۔ میں نے سولا کو منع کر دیا تھا کہ وہ دوسروں کو یہ نہ بتائے کہ میں اب ان کی زبان بولنے اور سمجھنے لگا ہوں۔ اس نے میری درخواست منظور بھی کر لی تھی۔

لارکواس کے پلیٹ فارم پر بیٹھتے ہی دوسرے سردار بھی اس پلیٹ فارم کی سیڑھیوں اور فرش پر بیٹھ گئے۔ میں نے دیکھا کہ قیدی کے بارے میں کئے جانے والے فیصلے سے دوسروں کو آگاہ کیا تھا۔ اس کا سلوک قیدی کے ساتھ اچھا نہیں تھا۔ وہ جب اسے پکڑتی تھی تو اپنے ناخن اس کے گوشت میں پیوست کر دیتی تھی یا پھر اسکے بازو کو بیدردی سے مروڑنے لگتی تھی۔ یا اگر قیدی کو ایک جگہ سے دوسری جگہ ہٹانا ہوتا تو وہ اسے دھکا دیکر ادھر ادھر ہٹاتی تھی۔ اس کے دل میں قیدی کے لئے نفرت کے سوا کچھ بھی نہ تھا۔ اپنی نو سال کی عمر میں وہ اپنے آبا و اجداد کو بہت کچھ کرتے ہوئے دیکھ چکی تھی اور کر چکی تھی۔

دوسری عورت کا سلوک، زیادہ بے رحمانہ نہیں تھا اور ایک طرح سے دیکھا جائے تو وہ قیدی کی طرف سے بے نیاز سی تھی۔ اگر قیدی صرف اسی کی نگرانی میں ہوتی تو مجھے یقین ہے اس کے ساتھ کسی قسم کا برا سلوک نہ ہوتا اور یہ قیدی کی خوش قسمتی ہی تھی جو رات کے وقت وہی عورت اس کی نگرانی کرتی تھی۔

جیسے ہی لارکواس پٹومل نے قیدی کو مخاطب کرنے کے لئے اپنی نظر اٹھائی اس کی نگاہ مجھ پر پڑ گئی۔ اس نے تارترکاس سے بے چینی ظاہر کرتے ہوئے کچھ کہا جس کا جواب تارترکاس نے کیا دیا میں سن نہیں سکا۔ لیکن اس کے جواب سے لارکواس پٹومل کے چہرے پر مسکراہٹ چھا گئی اس کے بعد کسی نے میری طرف توجہ نہیں دی۔

"تمھارا نام کیا ہے" لارکواس ٹومل نے پوچھا۔

"ریجاہ تھورس" قیدی نے جواب دیا "اور میں ہیلیم کے مورس کجاک کی بیٹی ہوں۔"

"تم ادھر کیوں آئی تھیں؟"

"میں ایک پارٹی کے ساتھ ادھر آئی تھی جسے سائنسی ریسرچ پر میرے باپ کے باپ نے ادھر بھیجا تھا — جو ہیلیم کا جدک ہے۔ ہمارے کام میں ہوائی کرنٹ کا نیا چارٹ بنانا اور آب و ہوا سے تعلق رکھنے والی دوسری جنرل کی جانچ کرنا تھا حسین قیدی نے جواب دیا۔

"ہم جنگ کے لئے تیار نہیں تھے" وہ کہتی گئی "ہم ایک امن پسند کام کرنے کے لئے نکلے تھے ورنہ ہمارے فلیگ اور جہاز اس طرح شوخ رنگ کے نہ ہوتے تھے کہ ا سے دوسرے دیکھ سکیں۔ ہم جو کام کر رہے تھے وہ ہماری ہی طرح تمھارے لئے بھی فائدہ مند تھا۔ کیونکہ تم اس بات سے اچھی طرح واقف ہو کہ اگر میرے آباؤ اجداد

نے اپنی سائنسی طاقتوں سے یہاں سانس لینے کے لیے ہوا اور پانی نہ پیدا کیا ہوتا تو آج اس سیارے پر ایک بھی جاندار شے دکھائی دینا مشکل ہوتی۔ ہم ایک زمانے سے یہاں پانی اور ہوا کی سپلائی قائم کیے ہوئے ہیں اور ہمارے خزانے میں کمی واقع نہیں ہوئی ہے۔ لیکن تم وحشی ہرے لوگ ہمارے اس کارنامے کو سراہنے کے بجائے ہم ہی سے الجھتے رہتے ہو۔

"آخر تم لوگ اپنی اس وحشیانہ زندگی کو چھوڑ کر اس طرح رہنے کے لئے کیوں تیار نہیں ہو جس طرح آج سے ہزاروں سال پیشتر تمھارے آباؤ اجداد رہا کرتے تھے۔ اپنی زندگیوں پر نظر ڈالو کہ تم اب کیا ہو۔ تمھارے پاس کوئی ہنر نہیں ہے، تم تحریر سے واقف نہیں ہو تمھارے پاس گھر نہیں ہیں، محبت نہیں ہے اور تم سب اپنے خوفناک رسم ورواج کے بیکار بنے ہوئے ہو۔ تم اپنے علاوہ سب ہی سے نفرت کرتے ہو اور ہر شے عام ہونے کی وجہ سے تمھاری نظروں میں عورتوں اور بچوں کی بھی کوئی وقعت نہیں رہ گئی ہے۔ آؤ، اپنے آباؤ اجداد کے راستے پر چلو اور ایک دوسرے کے ہمدرد اور دوست بن جاؤ۔ تمھارے لئے راستہ کھلا ہوا ہے اور دوسرے لوگ ہاتھ پھیلا کر تمہارا استقبال کرنے کے لئے تیار ہیں۔ ہم ساتھ مل کر اپنے اس مرتے ہوئے سیارے کے لئے بہت کچھ کر سکتے ہیں۔ ہیلیم کے عظیم جدک کی پوتی تم سے جو کچھ کہنا چاہتی تھی کہہ چکی۔ کیا تم ہمارا ساتھ دینے کے لئے تیار ہو۔"

ریجاہ تھوریس کے خاموش ہونے کے بعد لارکواس ٹومل اور دوسرے لوگ چند لمحے تک خاموش بیٹھے ایک دوسرے کا چہرہ دیکھتے رہے وہ لوگ کیا سوچ رہے تھے اس کا اندازہ لگانا مشکل تھا لیکن یہ صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ ان کے ذہنوں پر ریجاہ تھوریس کی باتوں کا اثر پڑا ہے۔ اگر اس وقت کوئی بڑا سردار اٹھکر اس کی آواز پر لبیک کہہ دیتا تو مجھے یقین ہے وہ دن مریخ کی تاریخ میں ایک

نیا انقلاب لے آتا۔

میں نے تارمتر کاس کو بولنے کے لئے اٹھتے دیکھا۔ اس کے چہرے پر ایسے اثرات چھائے ہوئے تھے جیسے میں نے آج سے پیشتر کسی ہرے مریخی کے چہرے پر نہیں دیکھے تھے۔ اس سے ظاہر ہو رہا تھا جیسے کہ اس کے دل اور ذہن میں جنگ ہو رہی ہو۔ اس نے کچھ بولنے کے لئے منہ کھولا اور چند تانیے کے لئے اس کے چہرے پر ہمدردی کے جذبات ابھر آئے

وہ جو کچھ بھی کہنا چاہتا تھا اسے کہنے کا موقع نہ مل سکا کیونکہ اسی وقت ایک جوان شخص ــــ جس نے شاید زیادہ عمر والوں کے ذہن میں گردش کرنے والی باتوں کا اندازہ لگا لیا تھا اپنی جگہ سے اچھل کر پلیٹ فارم کی سیڑھیوں کے پاس پہنچا اور پھر اس نے حسین قیدی کے چہرے پر اس قدر زور سے تھپڑ مارا کہ وہ فرش پہ لڑھک گیا۔ اس کے بعد اس نے اپنا پیر قیدی کے سینے پر رکھا اور وہاں موجود لوگوں کو دیکھ قہقہہ لگانے لگا

ایک لمحے کے لئے میرے ذہن میں خیال آیا کہ تارمترکاس اس پہ حملہ کرنے والا ہے لارکواس پوٹل کے چہرے سے بھی ایسا ظاہر ہوا جیسے کہ اس نے اس نوجوان کی اس حرکت کو پسند نہیں کیا ہے باقی تمام لوگوں کے چہروں پر مسکراہٹ چھائی ہوئی تھی۔ بہرحال قہقہہ کسی نے نہیں لگایا جسے مریخ پہ عزت افزائی سمجھی جاتی ہے۔

مجھے یہ سب کچھ لکھنے میں تو کافی عرصہ لگا ہے لیکن اس وقت میں نے اس قدر تیزی سے حرکت کی تھی کہ میں خود بھی وقت کا اندازہ نہیں لگا سکا تھا۔ میرا خیال ہے میں نے پہلے ہی کسی نہ کسی طرح اس بات کا اندازہ لگا لیا تھا کہ کیا ہونے والا ہے

کیونکہ میں اپنی جگہ سے اچھلنے کے لئے اس وقت پوری طرح تیار ہو چکا تھا جب اس وحشی نے قیدی کے چہرے پر تھپیڑ جمایا تھا اور وہ فرش پر گر پڑتا تھی۔

اس نے مشکل ہی سے ایک بار قہقہہ لگایا تھا کہ میں اس کے پاس پہنچ گیا وہ وحشی قریب بارہ فٹ لمبا تھا اور پوری طرح مسلح بھی لیکن مجھے یقین ہے کہ اس وقت مجھے کی حالت میں، میں تنہا ایک پوری فوج کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہو سکتا تھا۔ اسکے پاس پہنچتے ہی اس وقت میں نے ایک بھرپور گھونسہ اس کے جبڑے پر جما دیا تو وہ چیخ کر میری سمت گھوما اور اس نے اپنی چھوٹی تلوار نکال لی میں ابھی اپنی تلوار نکالتے ہوئے دوبارہ اس کی سمت جھپٹا۔ اس بار میں نے اچھل کر اس کے پستول کے ہولسٹر پر پیر جماتے ہوئے اس کے ایک دانت کو مضبوطی سے پکڑ لیا اور اسکے سینے پر اپنی تلوار سے مسلسل وار کرنے لگا۔

نہ تو وہ اپنی چھوٹی تلوار سے کوئی فائدہ اٹھا سکا کیونکہ میں اس کے جسم سے بہت ہی نزدیک تھا اور نہ ہی وہ اپنا پستول نکال سکا جس کے نکالنے کی کوشش پر دوسرے ہرے مریخیوں نے صدائے احتجاج بلند کی تھی۔ مریخیوں کے رسم و رواج کے مطابق جب دو شخص ایک دوسرے سے مقابلہ کر رہے ہوں تو وہ شخص اسی ہتھیار سے اپنے دشمن پر حملہ کر سکتا ہے جس ہتھیار سے اس کے دشمن نے اس پر حملہ کیا ہو۔ کسی دوسرے ہتھیار کا استعمال اپنے ہی آدمیوں میں بزدل و مجرم ثابت کر دیتا تھا ——

وہ اپنے بھاری بھرکم جسم کی وجہ سے مجھے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکا اور آخر میں چند ثانیے بعد وہ خون میں لت پت فرش پر مردہ پڑا ہوا تھا۔

دیجاہ تھورس —— جواب گھٹنوں کے بل اٹھ کر بیٹھ گئی تھی، حیرت سے میری طرف دیکھ رہی تھی۔ اس وحشی سے نپٹنے کے بعد میں نے اسے سہارا دے کر اٹھایا اور پھر میں نے اسے کمرے میں رکھی ہوئی کرسیوں میں سے ایک پہلے جا کر بٹھا دیا۔

اس بار بھی کسی مریخی نے دخل اندازی نہیں کی۔ میں نے اپنی ٹوپی سے سلک کی ایک دھجی پھاڑی اور اس کے ناک سے بہتے ہوئے خون کو صاف کرنے لگا آخر جب وہ بولنے کے قابل ہو گئی تو اس نے میرے بازو پہ اپنا ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

"آخر تم نے ایسا کیوں کیا جبکہ تم نے اس وقت میرے دوستانہ اشارے کا جواب بھی نہیں دیا تھا جب میں نے پہلی بار تمہیں دیکھا تھا۔ اور اب تم نے میری خاطر اپنی زندگی کو خطرے میں ڈال کر اپنے ہی ایک ساتھی کو مار ڈالا ہے میں تمھیں سمجھ نہیں سکی ہوں۔ تم کس قسم کے آدمی ہو جو ان ہرے آدمیوں کے ساتھ رہتے ہو جبکہ تمھارے جلد کی رنگت یہاں کے سفید آدمیوں سے کچھ گہری ہے کیا تم بھی انسان ہو یا انسان کے علاوہ اور کوئی ہو"

"یہ ایک لمبی اور حیرت انگیز کہانی ہے۔" میں نے جواب دیا۔ "میں اسے پھر کبھی سناؤں گا لیکن مجھے یقین ہے کہ میری اس کہانی پہ شبہ کیا جائے گا اور اس پہ کسی کو یقین نہیں آئے گا۔ اس وقت تم بھی سمجھ لو کہ میں تمھارا دوست ہوں اور جہاں تک ہمیں قید کرنے والے مجھے اجازت دیں گے میں تمہارا نگہبان و خادم رہوں گا۔

"تو تم بھی قیدی ہو۔ لیکن ـــ لیکن یہ ہتھیار اور زیورات تو ظاہر کرتے ہیں کہ تم بھی ایک تھارکین سردار ہو۔ تمھارا نام کیا ہے اور تم کس ملک کے رہنے والے ہو"

"ہاں، دیجاہ تھورس۔ میں بھی تمھاری ہی طرح ایک قیدی ہوں۔ میرا نام جان کارٹر ہے اور میں ملک سرزمین امریکہ کے ایک شہر ورجینیا کا رہنے والا ہوں مجھے یہ ہتھیار اور زیورات کیوں دے گئے ہیں اس سے میں ابھی تک ناواقف ہوں۔ اور نہ میں یہ ہی جانتا ہوں کہ یہ ہتھیار و زیورات صرف سرداروں کے لئے مخصوص ہیں اس وقت ہتھیاروں اور زیورات کا ایک ڈھیر لیکر ایک شخص میرے پاس آیا اور فوراً ہی مجھے دیجاہ تھورس کے ایک سوال کا جواب مل گیا میں نے دیکھا کہ اس

شخص کے جسم سے تمام اشیاء اتار لی گئیں ہیں جسے میں نے قتل کیا تھا۔ مجھے وہ منظر یاد آگیا تھا پہلی بار اسی طرح ایک شخص نے تعظیم کے ساتھ مجھے ہتھیار و زیورات پیش کئے تھے۔ اسی وقت مجھے یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ شخص میرے اس گھونسے سے جانبر نہیں ہو سکا جو میں نے پہلے دن دربار میں ایک شخص کے چہرے پر جمایا تھا۔

اب یہ بات پوری طرح مجھ پر واضح ہوئی کہ وہ لوگ کیوں میرے ساتھ سختی سے پیش نہیں آتے جبکہ یہ ان کی سرشت میں داخل ہے۔ دراصل میں نے اپنے حریفوں کا خاتمہ کر کے ان کے درمیان اپنی جگہ بنائی تھی۔ چونکہ میرا پہلا حریف بھی ایک سردار تھا اس لئے اس کے مرنے کے بعد اس کا تمام سامان مجھے مل گیا تھا اور ساتھ ہی اس کی جگہ پر مجھے سردار بھی مان لیا گیا تھا یہ بات مجھے بعد میں معلوم ہوئی تھی کہ اسی سرداروں کا عہدہ ملنے کی وجہ سے مجھے آزادی سے گھومنے پھرنے کی اجازت بھی دیدی گئی تھی۔

جیسے ہی میں مردہ شخص کا سامان لینے کے لئے مڑا میں نے دیکھا کہ تارس تارکاس اور کچھ دوسرے سردار میری سمت بڑھ رہے ہیں اور ان کی آنکھیں عجیب طرح کے اثرات لئے مجھ پر جمی ہوئی ہیں۔ تارس تارکاس نے میرے پاس پہنچتے ہوئے کہا۔

"تم ــــ جو کچھ دن پیشتر گونگے اور بہرے تھے اب بارسوم (مریخ) کی زبان بہت روانی سے بول رہے ہو۔ مجھے بتاؤ جان کارٹر یہ تم نے کیسے سیکھی ہے۔

"اس کے ذمہ دار تم ہی ہو تارس تارکاس۔ میں نے جواب دیا "تم نے میری تعلیم کے لئے ایک قابل معلمہ کو مقرر کیا تھا۔ میں نے یہ زبان سولا کی مدد سے سیکھی ہے اس نے اپنا فرض بخوبی انجام دیا ہے"۔ اس نے کہا "لیکن دوسرے معاملوں میں تمھیں ابھی بہت کچھ جاننے کی ضرورت ہے۔ کیا تمھیں معلوم ہے کہ اس وقت تمھارے ساتھ کیا سلوک کیا جاتا، اگر وہ سردار نہ مرجاتا جس کی چیزیں اسوقت تمھارے

جسم پر موجود ہیں۔

"میرا خیال ہے اگر میں نے اسے ہلاک نہ کیا ہوتا تو اس نے مجھے ہلاک کر دیا ہوتا۔ میں نے جواب دیا

"نہیں، تم غلطی پر ہو۔ مریخی لوگ مشکل سے ہی اپنی حفاظت کے خیال سے اپنے قیدیوں کو ہلاک کرتے ہیں۔ ہم ان کے ساتھ دوسرا سلوک کرنے کے لئے انھیں اپنے پاس محفوظ رکھتے ہیں۔" یہ کہتے ہوئے اس کے چہرے پر ایسے اثرات چھا گئے جو خوشگوار نہیں تھے۔

"اب تمہارے بچنے کی صرف ایک ہی صورت ہے۔ اس نے کہا "کہ تم تال ہاجس پر ظاہر کر دو کہ تم میں طاقت ہے اور تم اس کے لئے کارآمد ثابت ہو سکتے ہو۔ اگر اس نے منظور کر لیا تو تم کو ہرے آدمیوں کی برادری میں شامل کر لیا جائے گا جب تک ہم تال ہاجس کے ڈیرے میں پہنچ جاتے، لارکواس پڑل کے حکم کے مطابق تمہارے ساتھ وہی سلوک کیا جائے گا جو ایک تھارک سردار کے ساتھ کیا جاتا ہے کیونکہ تم نے دو سرداروں کو مار کر ان کا مقام حاصل کر لیا ہے۔ لیکن اسے کبھی فراموش نہ کرنا کہ ہم تمام دوسرے سرداروں کا یہ فرض ہے کہ تمھیں حفاظت کے ساتھ اپنے عظیم حکمران کے سامنے پہنچا دیں۔ میں نے تمھیں تمام باتوں سے آگاہ کر دیا ہے اور اب تم اپنی حرکتوں کے ذمہ دار خود سمجھے جاؤ گے۔

"میں نے سب کچھ سن لیا ہے۔" میں نے جواب دیا۔ جیسا کہ تمھیں معلوم ہے کہ میں بارسوم کا رہنے والا ہوں اس لئے میرے اور تمہارے راستے میں بہت فرق ہے۔ اب میں مستقبل میں اپنی دنیا پر رہنے والے لوگوں کی طرح اپنے ضمیر کے دکھائے ہوئے راستے پر ہی چلنے کی کوشش کرونگا۔ اگر تم لوگ میرے ساتھ سختی کا برتاؤ نہیں کرو گے تو میں بھی امن پسند بن کر رہونگا۔ ورنہ بارسوم کے رہنے والے ہر شخص کا وہی حال ہوگا

جواب تک دو کا ہو چکا ہے اور یہ اس وقت تک جاری رہے گا جب تک میں زندہ ہوں۔ میں ایک بات سے اور آگاہ کر دینا چاہتا ہوں اگر اس بدقسمت لڑکی کے ساتھ پھر کوئی سختی سے پیش آئے گا تو اسے مجھ سے مقابلہ کرنا پڑے گا میں جانتا ہوں کہ تم لوگوں کے دلوں میں ہمدردی و رحم کے جذبات نہیں ہوتے لیکن میں تم لوگوں میں سے نہیں ہوں اور اس کے باوجود تمہارے بہادر سے بہادر شخص پر یہ ثابت کر دوں گا کہ میں جنگ کرنے میں کسی سے کمزور نہیں ہوں۔

کوئی اور موقع ہوتا تو میں یہ سب کہنے کی جرأت نہ کر سکتا لیکن ابھی ابھی تھوڑی دیر پیشتر میں نے ایک ہرے مریخی سردار کو ختم کیا تھا اس لئے میرا جوش بڑھا ہوا تھا، میری ان تمام باتوں کا ان لوگوں پر گہرا اثر پڑا کیونکہ آئندہ سے وہ میری عزت اور زیادہ کرنے لگے تھے۔

تارس ٹارکاس بھی میرے جواب کو سن کر خوش دکھائی پڑا لیکن اس نے سرد لہجے میں صرف اتنا کہا۔ "میں تھارک کے جیڈک، تال ہاجوس کو اچھی طرح جانتا ہوں"

اب میں نے پھر دیجاہ تھورس کی طرف توجہ دی اور اسے سہارا دیتے ہوئے اپنے اپنے ساتھ لیکر دروازے کی طرف بڑھا۔ میں نے وہاں موجود دوسرے سرداروں کی سوالیہ نظروں پر کوئی توجہ نہیں دی۔ آخر اب میں بھی ایک سردار تھا اور ایک سردار کے فرض کو پورا کر سکتا تھا کسی نے میرے راستے میں رکاوٹ پیدا نہیں کی۔ اس طرح ورجینیا کا جینٹلمین جان کارٹر ہیلیم کی شہزادی دیجاہ تھورس اور اپنے وفادار جانور وولا کے ساتھ لار کراس ٹیوٹل کے دربار سے باہر نکل گیا۔۔۔ جو بار سوم کے تھارک کا ایک جیڈ تھا۔

گیارھواں باب

دیجاہ تھورس

ہم جیسے ہی دروازے کے پاس پہونچے وہ دو عورتیں جو دیجاہ تھورس کی محافظ مقرر کی گئیں تھیں۔ تیزی سے اس طرح میری طرف بڑھیں جیسے کہ وہ اسے پھر اپنی نگراں میں لینا چاہتی ہوں۔ وہ بیچاری خوفزدہ ہوکر مجھ سے لپٹ پڑی اور اس نے اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں سے میرے بازوؤں کو مضبوطی سے پکڑ لیا۔ اپنا ہاتھ ہلاکر ان عورتوں کو روکتے ہوئے میں نے انھیں بتایا کہ اب اس قیدی کی حفاظت سولا کرے گی اس کے علاوہ سارکوجا کو بھی میں نے دھمکی دی کہ اگر وہ اب دیجاہ تھورس کے ساتھ کسی قسم کا برا سلوک کرے گی تو اسکا میرے ہاتھوں سے بچنا محال ہوجائے گا۔

مری اس دھمکی کا اثر اچھا ہونے کے بجائے دیجاہ تھورس پر بہت برا پڑا کیونکہ مجھے یہ بات بعد میں معلوم ہوئی کہ مریخ پر مرد عورتوں کو ہلاک نہیں کرتے اور نہ ہی عورتیں مرد کو۔ اس لئے سارکوجا میری طرف نفرت سے دیکھتے ہوئے اپنے دل میں کینہ کے جذبات لئے ایک طرف چلی گئی۔

میں نے جلدی ہی سولا کو تلاش کرلیا اور اسے بتایا کہ اب وہ میری ہی طرح دیجاہ تھورس کی حفاظت کا ذمہ اپنے سر لے اور اس کے رہنے کے لئے کسی ایسی جگہ کا انتظام کردے جہاں سارکوجا نہ پہنچ سکے۔ میں نے آخر میں اسے یہ بھی بتایا کہ اب میں اسکے ساتھ نہ رہوں گا اس لئے کہ مجھے مردوں کے ساتھ رہنا چاہئے

اس نے ان ہتھیاروں اور زیوروں کو غور سے دیکھا جو میرے جسم پر سجے ہوئے تھے۔

"جان کارٹر، اب تم بہت بڑے سردار بن گئے ہو۔" وہ بولی "اس لئے میں تمہارے ہر حکم کی تعمیل کروں گی۔ لیکن اگر ایسا نہ ہوتا تو بھی میں سب کچھ کرنے کے لئے تیار ہو سکتی تھی۔ تم نے جس کے ہتھیار لے رکھے ہیں وہ جوان اور بہادر تھا اور اپنی بہادری سے ہی دو سرداروں کو قتل کر کے اس عہدے تک پہنچا تھا جو تارس تارکاس کے برابر ہے اور تم جانتے ہو لارکواس ٹول کے بعد سرداروں میں دوسرا نمبر اسی کا تھا اور اب تم گیارھویں نمبر کے سردار ہو یعنی اب صرف دس سردار طاقت میں تم سے اوپر ہیں۔"

"اگر میں لارکواس ٹول کو ہلاک کردوں؟" میں نے پوچھا۔

"تم پہلے نمبر کے سردار مانے جاؤ گے۔" سولا نے جواب دیا۔ "لیکن ایسا کرنے کے لئے تمہیں پوری کاؤنسل کے سامنے اپنی خواہش ظاہر کرنا ہوگی کہ تم لارکواس ٹول سے لڑنا چاہتے ہو۔ دوسری صورت میں تم اسے اپنی حفاظت کرتے ہوئے ہلاک کر سکتے ہو اس طرح تم ہمارے درمیان پہلے نمبر کے سردار ہو جاؤ گے۔"

میں نے ہنس کر گفتگو کا موضوع تبدیل کر دیا کیونکہ لارکواس ٹول سے میں خواہ مخواہ مقابلہ نہیں کرنا چاہتا تھا۔ اس کے علاوہ میرے دل میں تھارکس کا سردار بننے کی خواہش بھی نہ تھی۔

میں نے سولا اور دیجاہ تھورس کے ساتھ ان کے رہنے کے لئے ایک مکان کی تلاش شروع کی اور ہمیں دربار کی عمارت کے قریب ایک ایسا مکان مل گیا جو اس مکان سے کہیں بہتر تھا جس میں ہم اب تک رہتے تھے۔ ہمیں اس مکان میں بیڈروم بھی مل گئے جس میں قدیم دھات کے بنے ہوئے بستر، سونے کی زنجیروں سے بندھے ہوئے سنگ مرمر کی چھت سے نیچے لٹک رہے تھے۔ دوسری عمارتوں کی طرح میں نے یہاں کی چیزوں کا بھی معائنہ کیا۔ دیواروں پر وہی مصوری کے بہترین نمونے تھے اور مجھے کچھ ایسے پورٹریٹ بھی دیکھنے کو ملے جو بالکل ہم جیسے انسانوں کے تھے لیکن ان کے

جسم کی رنگت دیجاہ تھورس سے کچھ ہلکی تھی۔ وہ لوگ بہترین قسم کے لبادوں میں لپٹے ہوئے تھے جس پر سونے چاندی، ہیرے اور جواہرات سے فینسی کام بنا ہوا تھا انکے بال تقریباً سنہرے تھے، ان کے چہروں پر داڑھی نہیں تھی اور ان میں سے بہت کم لوگوں کے لئے ہتھیار رکھے۔

آرٹ کے ان بہترین نمونوں کو دیکھ کر دیجاہ تھورس کے منہ سے حیرت کی ایک چیخ نکل گئی، جو وحشیوں کے ہاتھوں میں آکر تباہ ہو رہی تھی۔ سولا نے ان کی طرف کوئی توجہ نہیں دی۔

ہم نے اس کمرے کو استعمال میں لانا طے کیا جو دوسری منزل پر واقع تھا اور یہاں سے میدان صاف دکھائی دیتا تھا اسی کمرے کے پہلو والا کمرہ کھانا وغیرہ کھانے کے لئے انتخاب کیا گیا۔ کمرے کا انتخاب کرنے کے بعد میں نے بستر اور کھانے وغیرہ کی چیزیں دوسری عمارت سے لانے کے لئے سولا کو بھیج دیا اور اس سے کہہ دیا کہ اسکی غیر حاضری میں دیجاہ تھورس کی نگرانی کروں گا۔

سولا کے جانے کے بعد دیجاہ تھورس ہلکی مسکراہٹ کے ساتھ مجھ سے مخاطب ہوئی

" اگر اس وقت تمہارا یہ قیدی فرار ہونے کی کوشش کرے تو میرا خیال ہے تم اپنے اوپر آنے والی مصیبتوں کا خیال کر کے ایسا نہ ہونے دو گے۔

" تم ٹھیک ہی کہتی ہو۔" میں نے کہا۔" اگر ہم فرار ہونا چاہیں تو ہمیں ایک ساتھ ہی اس کی کوشش کرنی پڑے گی۔"

" میں نے اس چیلنج کو سنا ہے جو تم نے تار ترکاس کو دیا تھا اس لئے تمہاری پوزیشن کو اچھی طرح سمجھ گئی۔ لیکن تمہارے اس بیان کو نہیں سمجھ سکی ہوں کہ تم بارسوم کے رہنے والے نہیں ہو۔ مجھے بتاؤ تم کہاں کے رہنے والے ہو۔ تم ہم لوگوں سے ملتے جلتے ہو لیکن پھر بھی ہماری طرح نہیں ہو۔ تم ہماری زبان سے پوری طرح واقف ہو لیکن میں نے تمہیں

تارس تارکاس سے یہ بھی کہتے ہوئے سنا ہے کہ تم نے اسے نہیں سکھا ہے بارسوم پر۔ شمال سے جنوب، مشرق سے مغرب تک رہنے والے سب ہی ایک زبان بولتے ہیں حالانکہ ان کی تحریریں مختلف ہوتی ہیں۔ خیال کیا جاتا ہے کہ صرف وادی ڈور میں رہنے والے ۔۔۔ جہاں دریائے اَئس خشک سمندر کوروس سے جاکر ملتا ہے، ہم سے مختلف زبان بولتے ہیں اسے ثابت کرنے کے لئے ہمارے پاس کوئی تحریری ریکارڈ نہیں ہے کیونکہ بارسوم کا رہنے والا کوئی بھی شخص آج تک دریائے اَئس کی سمت جاکر وادی ڈور سے واپس نہیں آیا ہے۔ مجھے بتاؤ کیا تم وہیں سے واپس آئے ہو۔ اگر ایسا ہے تو بارسوم کی سرزمین کا ہر انسان یہ جاننے کے بعد تمھارا دشمن بن جائے گا۔ وہ تمھیں مار ڈالیں گے مجھ سے کہو کہ تم وہاں سے نہیں آئے ہو۔

اس کی آنکھوں میں الجھن کے آثار تھے، اس کی آواز میں التجا تھی اور اس نے اپنے ہاتھوں کو اس طرح میرے سینے پر رکھ دیا جیسے وہ میرے دل سے اپنی مرضی کے موافق جواب سننا چاہتی ہے

"میں تمہارے یہاں کے رسم و رواج سے واقف نہیں ہوں دیجاہ تھورس۔ لیکن میرے شہر ورجینیا میں کوئی شریف آدمی اپنی حفاظت کے لئے جھوٹ نہیں بولتا میں وادی ڈور کا رہنے والا نہیں ہوں اور نہ ہی میں نے آج تک پراسرار دریائے اَئس کو دیکھا ہے۔ میرے لئے خشک سمندر کوروس آج بھی خشک اور نظروں سے اوجھل ہے۔ کیا تم میری باتوں پر یقین رکھتی ہو؟"

اور پھر یکایک میں نے محسوس کیا کہ میری خواہش ہے وہ میری باتوں پر یقین کرلے مجھے اس کا خوف نہیں تھا کہ اس سے واقف ہونے کے بعد کہ میں وادی ڈور سے واپس آیا ہوں، لوگ میری جان کے دشمن بن جائیں گے۔ اس وقت میرے دل میں یہ خواہش کیوں پیدا ہوئی تھی؟ میں نے اس کی سمت نظریں اٹھائیں، اسکا خوبصورت

چہرہ سرخ ہو رہا تھا اور آنکھیں حیرت انگیز طریقے پر اس کی روح کی گہرائیوں تک کھلی ہوئی تھیں۔ میری آنکھیں اس کی آنکھوں سے چار ہوئیں اور مجھے میرے سوال کا جواب مل گیا۔ میں کانپ اٹھا۔

اس نے بھی شاید وہی محسوس کیا جو میں محسوس کر رہا تھا کیونکہ وہ ایک لمبی سانس لیتے ہوئے مجھ سے دور ہٹ گئی اور پھر اپنے خوبصورت چہرے کو میری طرف اٹھاتے ہوئے آہستہ سے بولی "مجھے تم پر یقین ہے جان کارٹر، میں یہ تو نہیں جانتی کہ شریف آدمی کسے کہتے ہیں اور نہ ہی میں نے آج تک ورجینیا کے بارے میں کچھ سنا ہے۔ لیکن بارسوم پر مرد جھوٹ نہیں بولتے۔ اگر وہ سچ نہیں بولنا چاہتے تو خاموش رہتے ہیں۔ تمہارا یہ ملک ورجینیا کہاں ہے جان کارٹر"

اس نے پوچھا اور میں نے محسوس کیا کہ میرا نام اور میرے ملک کا نام آج تک مجھے اس قدر خوشگوار نہیں معلوم ہوا تھا۔

"میں ایک دوسری دنیا کا رہنے والا ہوں۔ میں نے جواب دیا میں ایک بڑے سیارے "زمین" کا رہنے والا ہوں جو یہاں بھی دکھائی دینے والے سورج کے گرد چکر لگاتا ہے اور تمہارے اس بارسوم کے محور سے ہٹ کر واقع ہے جسے ہم مریخ کے نام سے پکارتے ہیں۔ میں یہاں کس طرح آیا یہ میں نہیں بتا سکتا کیونکہ میں خود بھی اس سے ناواقف ہوں اب جبکہ میں یہاں آگیا ہوں اور مجھے دیجاہ تھورس کی خدمت کا موقع مل گیا ہے میں یہاں آنے پر خوش ہوں۔

اس کی آنکھوں سے الجھن اور پریشانی کے اثرات ظاہر ہونے لگے جیسے اسے میری بات پر یقین نہیں آ رہا تھا۔

آخر کچھ دیر بعد وہ مسکراتے ہوئے اٹھی اور بولی "حالانکہ میری سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا ہے پھر بھی مجھے یقین کرنا ہی پڑے گا۔ میں یہ یقین کئے لیتی ہوں کہ تم بارسوم کے

رہنے والے نہیں پھر بھی ہماری ہی طرح ہو۔ اوہ، آخر میں کیوں اپنے ذہن کو ان مسئلوں میں الجھاکر پریشان کر دوں جبکہ میرا دل مجھے اس پر یقین کرنے کے لئے کہہ رہا ہے اور خود میری بھی یہی خواہش ہے۔

یہ ایک اچھی دلیل تھی، بالکل زمین پر رہنے والی عورتوں جیسی دلیل اور حقیقت میں دیکھا جائے تو اس منطقی دلیل کے علاوہ اور کسی شئے سے میرا مسئلہ حل نہیں ہو سکتا تھا اس کے بعد ہم ادھر ادھر کی گفتگو میں مصروف ہو گئے۔ وہ میری دنیا کے لوگوں کے رسم ورواج اور رہنے سہنے کے طریقے جاننا چاہتی تھی جبکہ اسے ہماری زمین پر رہنے والوں کے بارے میں بہت کچھ معلوم تھا۔ جب میں نے اسے بتایا کہ وہ ہماری دنیا کے بارے میں بہت کچھ جانتی ہے مسکراتے ہوئے بولی۔

"کیوں بارسوم پر رہنے والا ہر اسکول بوائے جغرافیہ سے پوری طرح واقف ہوتا ہے۔ ہم جس طرح اپنے سیارے کی تاریخ سے پوری طرح واقف ہیں اسی طرح تمھاری زمین کی بھی تاریخ سے واقف ہیں ــــ جیسا کہ تم اسے پکارتے ہو۔ ہم اسے دوسرے نام سے جانتے ہیں۔ ہم زمین پر ظاہر ہونے والے ہر واقعے کو اچھی طرح دیکھ سکتے ہیں۔ تمھاری زمین وہی سیارہ ہے نا جو تھوڑا ٹیڑھا ہو کر سورج کے گرد گردش کر رہا ہے۔"

اس کی ان باتوں نے مجھے حیرت میں ڈال دیا۔ میں نے اپنا سر ہلاکر اسے بتایا کہ وہ جو کچھ کہہ رہی ہے سچ ہے۔ اس کے بعد اس نے مجھے بتایا کہ وہ لوگ ایک زمانے سے سائنسی ریسرچ میں مصروف ہیں اور انھوں نے ایک ایسا اسکرین بنا لیا ہے جس پر زمین کی تمام چیزوں کا عکس آسانی سے آجاتا ہے حالانکہ اس پر نظر آنے والی اشیا گھاس کی نوک کے برابر ہوتی ہیں لیکن وہ اس کا فوٹو لے کر جب اسے بڑا کر لیتے ہیں تو سب کچھ صاف نظر آنے لگتا ہے۔ میں نے کچھ عرصہ بعد خود بھی ہیلیم میں ان

سائنسی ایجادات کو دیکھا تھا جنھیں وہ زمین کی تصویریں لینے کے کام میں لاتے تھے

"اگر ایسی بات ہے اور تم زمین سے پوری طرح واقف ہو تو تم نے مجھے شناخت

کیوں نہیں کیا کہ میں اسی سیارے کا رہنے والا ہوں"

وہ اس طرح مسکرائی جیسے کوئی کسی بچے کے احمقانہ سوال پر مسکراتا ہے

"اس لئے" اس نے جواب دیا "کہ قریب قریب ہر سیارے پر وہاں کی آب و ہوا

کے اثر سے وہاں کے رہنے والوں میں بربریت اور وحشی پن پایا جاتا ہے جس کا ثبوت

تم پیش کر رہے ہو۔ اس کے علاوہ زمین کے رہنے والے عجیب قسم کے کپڑوں سے

اپنے جسم کو ڈھانپے رہتے ہیں اور اپنے سر پر بھی کوئی شے رکھتے ہیں۔ جس کے

استعمال کا مطلب ابھی تک ہماری سمجھ میں نہیں آسکا ہے۔ جبکہ تمھارے جسم پر

اس وقت اس طرح کی کوئی شے نہیں تھی جب تھارک کے رہنے والے ہرے آدمیوں

نے تمھیں پایا تھا۔

" یہ حقیقت کہ اس وقت تمھارے جسم پر بارسوم کے کسی قسم کے زیورات نہیں تھے

ظاہر کرتا ہے کہ تم بارسوم کے رہنے والے نہیں ہو لیکن تمھارے جسم پر کسی قسم کا لباس

نہ ہونے کی وجہ سے یہ شبہ بھی کیا جا سکتا ہے کہ تم زمین کے رہنے والے نہیں ہو"

میں نے اسے بتایا کہ میں اپنی دنیا سے کس طرح جدا ہوا تھا اور یہ کہ میرا جسم اب

بھی اریزونا کی پہاڑیوں کے ایک غار میں پوری طرح ملبوس پڑا ہوا ہے اسی وقت

سولا اپنے تمام سامان کو لے کر واپس آگئی۔ اس کے ساتھ اس کا بچہ تھا جو ہمیں کے

ساتھ رہنے والا تھا۔

سولا نے مجھ سے پوچھا کہ اس کی غیر حاضری میں میرے پاس کوئی آیا تھا میرا جواب

نفی میں سننے کے بعد اسے بہت ہی حیرت ہوئی کیونکہ واپسی پر زینہ چڑھتے ہوئے اسے

سارکوجا نیچے اترتی ہوئی دکھائی دی تھی۔ ہم نے سمجھ لیا کہ وہ چھپ کر ہماری باتیں

سننے کی کوشش کر رہی تھی لیکن چونکہ ہم نے کوئی خاص بات نہیں کی تھی اس لئے ہمیں کوئی خوف بھی محسوس نہیں ہوا۔ پھر بھی ہم نے طے کر لیا کہ آئندہ ہم ہوشیار رہا کریں گے

اس کے بعد دیجاہ تھورس کے ساتھ اس عمارت کی بناوٹ کا معائنہ کرنے لگا جس میں ہمیں رہنا تھا۔ اس نے مجھے بتایا کہ ان چیزوں کے بنانے والے کئی سو ہزار سال پیشتر یہاں آباد تھے۔ وہ مریخ کی اس قوم سے تعلق رکھتے تھے جس نے سب سے پہلے ترقی حاصل کی تھی جبکہ دوسری سمت سیاہ اور سرخی مائل زرد قوم کے لوگ اپنا وجود قائم رکھنے کے لئے جدو جہد کر رہے تھے۔

آخر میں مریخ کی یہ تین بڑی قومیں آپس میں ایک دوسرے سے مل گئی تھیں کیونکہ سمندروں کے خشک ہونے اور زمین کی زرخیزی ختم ہونے کے ساتھ ساتھ وہ گھٹنے لگے تھے اور آخر میں ایک ہی مقام پر جمع ہو کر ایک مشکل قسم کی زندگی گذارنے پر مجبور ہو گئے تھے کیونکہ یہاں کے ہرے وحشی برابر ان پر حملہ کرتے رہا کرتے تھے۔

ان تین قوموں کے ایک زمانے تک ساتھ رہنے کا نتیجہ سرخ قوم کی صورت میں ظاہر ہوا تھا اور دیجاہ تھورس اسی قوم کی ایک بیٹی تھی ایک زمانے تک سختیاں برداشت کر کے ہرے آدمیوں کا مقابلہ کرتے ہوئے وہ اپنے ان تمام علوم و فنون کو بھی بھول گئے تھے جن کے وہ ماہر سمجھے جاتے تھے لیکن سرخ قوم نے اپنی جدو جہد سے آج وہ ترقی حاصل کر لی ہے جس سے ان کے آباؤ اجداد بھی ناواقف تھے۔

دیجاہ تھورس نے مجھے اس قدیم اور مٹ جانے والی قوم کے بارے میں کئی حیرت انگیز باتیں بتائیں اس نے مجھے بتایا کہ یہ شہر جس میں ہم موجود تھے۔ تجارت و تہذیب کا مرکز سمجھا جاتا تھا اور کوراڈ کے نام سے پکارا جاتا تھا اس شہر کے خوبصورت پہاڑیوں پر سمندر کے کنارے ایک بندرگاہ تھا جس کے اب صرف دو نشان باقی رہ گئے ہیں ایک سامنے کا میدان اور دوسرا پہاڑیوں کے درمیان کا راستہ جو شروع میں جہازوں کے آنے جانے کے کام میں نہر کے طور پر استعمال میں لایا جاتا تھا۔

قدیم سمندر کے کنارے اسی طرح چھوٹے چھوٹے شہروں سے بھرے پڑے ہوئے تھے اور پھر جیسے جیسے سمندر کا پانی خشک ہوتا گیا تھا لوگ آگے بڑھ کر آباد ہوتے گئے تھے۔ اس طرح کئی شہر تو سمندر کے درمیان میں تعمیر ہو گئے تھے اور آخر میں ان کی زندگی کا دارومدار اس پر رہ گیا تھا جسے مریخی نہر کہتے ہیں۔

ہم عمارت کو دیکھنے اور گفتگو کرنے میں اس طرح محو رہے کہ ہمیں یہ معلوم ہی نہ ہو سکا کہ دوپہر ڈھل چکی ہے۔ ہم اس وقت ہوش میں آئے جب ایک پیغامبر نے آکر مجھے اطلاع دی کہ لارکواس ٹوبل مجھ سے ملنے کی خواہش رکھتا ہے۔ دیجاہ تھوریس اور سولا کے ساتھ ہی دولا کو بھی ان کی حفاظت کے لئے چھوڑ کر میں فوراً دربار میں پہنچ گیا جہاں لارکواس ٹوبل اور تارس تارکاس پہلے سے ہی پلیٹ فارم پر بیٹھے ہوئے تھے۔

بارھواں باب

قیدی سردار

میرے ہال میں داخل ہوتے ہی لارکواس ٹومل نے مجھے اپنے نزدیک آنے کا اشارہ کیا اور پھر اپنی بڑی بڑی خطرناک آنکھیں مجھ پر جماتے ہوئے بولا۔

"تمھیں ہمارے ساتھ رہتے ہوئے کچھ ہی دن ہوئے ہیں لیکن اس مختصر عرصہ ہی میں تم نے اپنی طاقت کا مظاہرہ کر کے ہمارے درمیان ایک بڑا عہدہ حاصل کر لیا ہے پھر بھی، چونکہ تم ہم میں سے نہیں ہو اس لئے ہم تم سے وفاداری کی امید نہیں رکھتے۔

"تمھاری پوزیشن یہاں کچھ عجیب سی ہے" وہ کہتا گیا۔" تم ایک قیدی ہو پھر تمھارے ہر حکم کی تعمیل کرنا دوسروں کا فرض بن گیا ہے۔ تم ایک غیر ملکی شخص ہو پھر بھی تھارکین کے ایک سردار ہو۔ ہمارے مقابلے میں تم کچھ بھی نہیں ہو پھر بھی اپنے ایک گھونسے سے ہمارے ایک بہادر کو ہلاک کر سکتے ہو۔ اب مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم ایک ایسے قیدی کے ساتھ فرار ہونے کا منصوبہ بنا رہے ہو جو قریب قریب اس پر یقین رکھتی ہے کہ تم بارای ڈور سے واپس آئے ہو۔ اگر ان دو جرموں میں سے ایک بھی ثابت ہو گیا تو تمھیں ہلاک کرنے کی بہت بڑی وجہ ہمارے ہاتھ آ جائے گی۔ لیکن ہم انصاف پسند لوگ ہیں اس لیے تھارک پہنچنے کے بعد۔ اگر تال حاجوس نے اجازت دی تو تمھارا مقدمہ اس کے سامنے پیش کیا جائے گا۔

"لیکن" وہ اپنے غراتے ہوئے لہجے میں کہتا گیا۔ "اگر تم نے اس سرخ لڑکی کے ساتھ فرار ہونے کی کوشش کی تو پھر تال حاجوس کی جگہ پر مجھے، اور میری جگہ پہ

تارترکاس کو اس بات کا اختیار حاصل ہو جائے گا کہ وہ تمھیں موت کی سزا دیدے کیونکہ ہم تھارک کے رہنے والوں کا یہی قانون ہے ـــــ اگر تم فرار ہو گئے تو پھر تال ہاجوس کے سامنے میں اس کا ذمہ دار تارترکاس کو ٹھہراؤں گا۔ پھر ہم دونوں کو مقابلہ کرنا پڑے گا اور ہم میں سے ایک کے مردہ جسم سے اس کا تمام سامان اتار کر دوسرا لے لیگا۔

"مجھے تارترکاس سے کوئی دشمنی نہیں ہے۔ ہم دونوں عرصے سے ایک ساتھ ملکر ہرے آدمیوں کے ایک گروہ پر حکومت کر رہے ہیں اس لئے ہم آپس میں لڑنا بھی نہیں چاہتے۔ جان کارٹر، اگر تم مار ڈالے گئے ہوتے تو مجھے بہت خوشی ہوتی بہرحال اب تم تال ہاجوس کے حکم کے بغیر صرف دو حالتوں میں ہلاک کئے جا سکتے ہو ایک آپس کے مقابلے میں اور دوسرے فرار ہونے کی کوشش کرنے کے جرم میں۔

"میں تمھیں آگاہ کر دینا چاہتا ہوں کہ انصاف کے نام پر ہم انھیں دو حالتوں میں سے ایک کے ظہور میں آنے کا انتظار کر رہے ہیں تاکہ ہمیں سلطنت جلد تمھاری ذمہ داریوں سے نجات مل جائے۔ اس سرخ لڑکی کو تال ہاجوس کے پاس پہنچانا بہت ضروری ہے کیونکہ ہزاروں سال سے تھارکوں کے ہاتھ اس طرح کوئی قیدی نہیں آیا ہے۔ وہ سرخ جنگوں کے جدّ اکبر ـــــ حکمراں کی بیٹی ہے جو ہمارا سب سے خطرناک دشمن ہے جو کچھ کہنا تھا میں نے کہہ دیا۔ اس سرخ لڑکی کا کہنا ہے کہ ہم میں انسانیت و رحم کا جذبہ نہیں ہے لیکن ہم لوگ جھوٹ نہیں بولتے اب تم جا سکتے ہو۔"

لارکواس پٹومل کی تعظیم کرنے کے بعد میں ہال سے باہر نکلا اس کا مطلب تھا کہ سارکوجا نے اپنے انتقامی جذبے کو سرد کرنے کے لئے اپنا کام شروع کر دیا تھا۔ مجھے یقین تھا کہ لارکواس تک یہ تمام باتیں سارکوجا نے ہی پہنچائی تھیں۔ مجھے اپنی گفتگو کا وہ حصہ یاد آگیا جہاں ہم نے فرار ہونے کے بارے میں گفتگو کی تھی۔

اس وقت سارکوجا تارترکاس کی سب سے پرانی قابل اعتماد عورت تھی، اور چونکہ لارکواس ٹومل کے بعد تارترکاس کا ہی حاکموں میں نمبر آتا تھا اس لئے سارکوجا کو بھی بہت سے اختیارات حاصل تھے اور وہ انھیں کام میں لانا بھی جانتی تھی۔

بہرحال، لارکواس ٹومل کی گفتگو سننے کے بعد ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ میں اپنے ذہن سے فرار ہونے کے خیال کو نکال دیتا لیکن ایسا نہیں ہوا۔ اب میں اور بھی سنجیدگی سے اس پر غور کر رہا تھا۔ اب دیجاہ تھورس کی خاطر میرے لئے فرار ہونے کا پلان بنانا ضروری ہو گیا تھا کیونکہ مجھے یقین ہو گیا تھا کہ دارالسلطنت پہنچنے کے بعد اسکے ساتھ بہت ہی برا سلوک کیا جائے گا۔

سولا نے مجھے تال ہاجوس کے بارے میں بتایا تھا کہ وہ بہت ہی سنگدل ظالم، چالاک اور مکار شخص ہے اور اپنے آباواجداد کی طرح دوسروں کو تکلیف پہنچا کر خوشی حاصل کرتا ہے۔

اس خیال سے ہی میری پیشانی پر پسینہ آگیا کہ دیجاہ تھورس کا اس کے چنگل میں پہنچنے کے بعد کیا حال ہوگا۔ مجھے سب سے بہتر طریقہ یہی نظر آیا کہ ہمارا فرار ہونے کی کوشش کرتے ہوئے ان کی گولیوں سے ہلاک ہو جانا اس سے کہیں اچھا ہوگا کہ ہم تال ہاجوس کے پنجوں میں گرفتار ہو جائیں۔

درباری ہال سے نکلنے کے بعد میں اپنے خیالوں میں گم میدان میں گھوم رہا تھا کہ تارترکاس بھی ہال سے باہر نکل کر میرے پاس پہنچ گیا۔ اس کا سلوک میرے ساتھ پہلے جیسا ہی رہا اور وہ مجھ سے اس طرح ملا جیسے ابھی کچھ دیر پیشتر کچھ ہوا ہی تھا

"تمھارا کوارٹر کہاں ہے جان کارٹر" اس نے پوچھا۔

"میں نے ابھی انتخاب نہیں کیا ہے" میں نے جواب دیا "میرا ارادہ تنہا یا پھر دوسرے لوگوں کے ساتھ رہنے کا ہے۔ میں اس موقع کا انتظار کر رہا تھا کہ تم

سے مشورہ لے سکوں۔ جیسا کہ تم جانتے ہو میں ابھی تک تمہارے یہاں کے رسم ورواج سے پوری طرح واقف نہیں ہوا ہوں۔"

"میرے ساتھ آؤ۔" اس نے کہا اور ہم میدان کو طے کرتے ہوئے اس عمارت کے پاس پہنچ گئے جس کے پہلو والی عمارت میں سولا اور دیجاہ تھورس ٹھہری ہوئی تھیں۔

"میں اس عمارت کی پہلی منزل پر رہتا ہوں۔" اس نے کہا۔ "دوسری منزل پر بھی دوسرے لوگ رہتے ہیں لیکن تیسری اور اس سے اوپر کی خالی ہے۔ تم اس میں سے کسی کا انتخاب کر سکتے ہو۔

"مجھے معلوم ہے۔" وہ کہتا گیا۔ "تم نے اپنی خادم عورت کو سرخ عورت کی نگہداشت کے لئے مقرر کر دیا ہے۔ خیر، یہ تو تم پہلے ہی کہہ چکے ہو کہ ہمارے اور تمہارے راستے میں بہت فرق ہے، اور اب ایک سردار کی حیثیت سے تم ہر کام اپنی مرضی کے موافق کر سکتے ہو اس لئے اگر تم نے اپنی خادمہ ایک قیدی کو دیدی ہے تو مجھے اس سے کوئی غرض نہیں لیکن ایک سردار کی حیثیت سے تمہیں کچھ عورتوں کی ضرورت پڑے گی جو تمہاری خدمت کر سکیں اس وقت تم ہمارے رسم ورواج کے مطابق ان عورتوں کے حقدار بن چکے ہو جو ان سرداروں کی خدمت کیا کرتی تھیں جن کے ہتھیار اس وقت تمہارے جسم پر موجود ہیں۔ تم ان سب کو اپنے پاس اپنی خدمت کرنے کے لئے رکھ سکتے ہو۔"

میں نے اس کا شکریہ ادا کرتے ہوئے بتایا کہ مجھے اپنی خدمت کے لئے کسی کی ضرورت نہیں ہے لیکن ہاں وہ ایک عورت ضرور میرے پاس بھیج دے جو میرے لئے کھانا تیار کر سکے اور ساتھ ہی دو ایک ایسی عورتوں کا انتظام کر دے جو میرے ہتھیاروں کی صفائی کرے اور گولیاں وغیرہ بنانے کا فرض انجام دے سکیں۔

میں نے اس سے یہ بھی کہا کہ میرے لئے کچھ سمور اور سلک وغیرہ کا بھی انتظام کر دیا جائے کیونکہ میں نے اپنا تمام سامان دوسرے کو دے دیا ہے اور راتیں کافی سرد ہوتی ہیں۔

وہ مجھ سے وعدہ کر کے چلا گیا۔ تہارہ جانے کے بعد میں اس عمارت کے اوپر چڑھا تاکہ اپنے رہنے کے لئے کمروں کا انتخاب کر سکوں دوسری عمارتوں جیسی تمام خوبصورتیاں یہاں بھی موجود تھیں اور گذشتہ موقعوں کی طرح اس بار بھی میں انھیں دیکھنے میں جلد ہی محو ہو گیا۔

آخر میں نے تیسری منزل پر اپنے رہنے کے لئے ایک ایسے کمرے کا انتخاب کیا جو عمارت کے سامنے کے حصے کی سمت تھا ایسا کرنے کی ایک وجہ بھی تھی۔ دیجاہ تھورس اس کے پہلو والی عمارت کی دوسری منزل پہ ٹھہری ہوئی تھی اور میرا خیال تھا کہ میں اس تک پہونچنے کے لئے کوئی راستہ نکال لوں گا یا پھر وہ خطرے کے وقت آسانی سے مجھے آگاہ کر سکے گی۔

میں نے جس کمرے کا انتخاب کیا تھا اس کے پہلو میں غسل خانہ، ڈریسنگ روم، خوابگاہ اور نشست گاہ وغیرہ بھی بنی ہوئی تھیں۔ اس تیسری منزل پر پورے دس کمرے تھے جو مختلف کاموں میں استعمال میں لانے کیلئے بنے ہوئے تھے عمارت کی عقبی کھڑکیاں ایک ایسے بڑے چوکور باغ کی طرف کھلتی تھیں جسے چاروں طرف کھڑی ہوئی بڑی بڑی عمارتوں نے گھیر رکھا تھا اور جو اس وقت آس پاس کی عمارتوں میں رہنے والوں کے جانوروں سے بھرا ہوا تھا۔

اس وقت وہ باغ اس زرد رنگ کی گھاس سے بھرا ہوا تھا جسے مریخ کی

زمین پر ہر جگہ دیکھا جا سکتا ہے لیکن وہاں ایستادہ فوارے اور مجسمے، بیٹھنے کی بنچیں اور دوسری چیزیں ظاہر کر رہی تھیں کہ کسی زمانے میں وہ مقام کس قدر خوبصورت رہا ہوگا۔

میں اپنے خیالوں سے اس وقت چونکا جب کچھ جوان عورتیں اسلحے، سلک، سمور، جواہرات اور کھانے پینے کا سامان لے کر میرے پاس پہنچیں۔ یہ تمام سامان ان سرداروں کا تھا جنھیں میں نے ہلاک کیا تھا اور اب تھارک کے رسم و رواج کے مطابق ان کا مالک بن چکا تھا۔ میرے کہنے کے مطابق انھوں نے اسے ایک عقبی کمرے میں رکھ دیا اور واپس چلی گئیں۔ دوسری بار واپسی پر پھر وہ اپنے ساتھ بہت سی چیزیں لے آئیں لیکن اس بار ان کے ساتھ تقریباً پندرہ عورتیں بھی تھیں جو ان سرداروں کی خدمت کیا کرتی تھیں جو میرے ہاتھ سے ہلاک ہوئے تھے۔

وہ ان کے خاندان کی نہیں تھیں۔ نہ ہی وہ ان کی بیویاں تھیں اور نہ ہی خادمائیں ان کے درمیان ایک ایسا عجیب رشتہ تھا جو ہم زمین پر رہنے والوں کے لئے بالکل نیا ہے اس لئے اسے الفاظ میں ادا کرنے سے میں قاصر ہوں۔ ہرے مریخیوں میں صرف اسلحہ کے علاوہ اور تمام اشیاء قوم کی ملکیت سمجھی جاتی ہے۔ وہ اسلحہ کے علاوہ اور کسی شے پر اپنا اختیار نہیں ظاہر کر سکتے اور نہ ہی دوسری چیزیں اپنی ضرورت سے زیادہ اپنے پاس رکھتے ہیں۔ اگر ان کے پاس کوئی شے زیادہ ہوتی ہے تو وہ اسکے محافظ خیال کئے جاتے ہیں اور ضرورت کے وقت وہ انھیں نئے پیدا ہونے والے بچوں میں تقسیم کر دیتے ہیں۔

ہرے مریخی زمین پر رہنے والے انسانوں کی طرح عورتوں سے ملاقات کا طریقہ نہیں رکھتے۔ وہ صرف بقائے نسل کے لئے ملتے ہیں اس معاملے کو بھی

سرداروں کی ایک کاونسل اپنے ہاتھ میں لئے ہوئے ہے اور اسی کے حکم کے مطابق بقائے نسل کا طریقہ عمل میں لایا جاتا ہے۔ ہزاروں سال سے اس پر کاربند رہنے کی وجہ سے وہاں کی مائیں سخت دل، ظالم اور بے رحم بن گئی ہیں اور ان میں مادرانہ جذبات کے تاثرات مطلق نہیں پائے جاتے۔

اس بات سے واقف ہو کر کہ مردہ سرداروں کے ساتھ رہنے والی عورتیں اب میرے ساتھ رہیں گی میں نے انھیں چوتھی منزل پر رہنے کے لئے کہہ دیا جبکہ تیسری منزل کو صرف میں ہی اپنے قبضے میں رکھنا چاہتا تھا۔ میں نے صرف ایک لڑکی کو اپنے کاموں کو پورا کرنے کے لئے رکھ لیا باقیوں کو اجازت دیدی کہ وہ فرصت کے اوقات جو کچھ کیا کرتی تھیں وہی اب بھی کر سکتی ہیں۔ اس کے بعد میں نے انھیں نہیں دیکھا اور نہ ہی مجھے اس کی پرواہ تھی۔

تیرھواں باب

محبت

ہوائی جہازوں سے جنگ کے بعد ہرے آدمیوں کی قوم کئی روز تک اپنے سفر کا ارادہ ملتوی کئے ہوئے شہر میں پڑی رہی کیونکہ انھیں خطرہ تھا اگر ہوائی جہاز پھر واپس آ گئے اور جو اسوقت وہ کسی میدان میں ہوئے تو انھیں کافی نقصان پہنچیگا اس لئے وہ اسوقت تک ٹھہرے رہے جب تک کہ انھیں پوری طرح اس بات کا یقین نہیں ہو گیا کہ جہاز واپس نہ آئیں گے۔

اس درمیان تارز کاس نے اپنے رسم و رواج کے بارے میں مجھے بہت کچھ بتایا اس کے علاوہ اس نے جنگ کرنے کے طریقے اور ان جانوروں پر سوار ہونے اور انھیں چلانے کے طریقے سے بھی مجھے آگاہ کیا جنھیں وہ سواری کے کام میں لاتے تھے۔ وہ جانور — جنھیں تھوٹس کہا جاتا ہے اپنے مالکوں کی طرح ہی خطرناک ہوتے ہیں لیکن جب ایک بار ان پر قابو حاصل کر لیا جاتا ہے تو وہ بہت ہی آسانی سے ہرے مریخیوں کی طرح کام کرنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔

دو جانور میرے حصے میں بھی آئے۔ یہ جانور انھیں دو سرداروں کے تھے جنھیں میں نے ہلاک کیا تھا۔ میں نے کوشش کر کے دیکھا تو مجھے معلوم ہوا کہ میں آسانی سے مقامی لوگوں کی طرح انھیں چلا سکتا ہوں۔ انھیں چلانے کا طریقہ کوئی بہت مشکل نہ تھا۔ اگر تھوٹس اپنے مالک کے ٹیلیپیتھک کے اشاروں پر حرکت نہیں کرتے تو ان کے کان کے پاس پستول کے دستے سے بھرپور چوٹ پہنچائی جاتی ہے۔ اگر وہ غصے کا اظہار کرتے ہیں تو چوٹ برابر پہنچائی جاتی رہتی ہے۔ اس طرح آخر میں

یا تو وہ رام ہو جاتے ہیں یا پھر اپنے سوار کو نیچے گرا دیتے ہیں۔

لیکن اگر وہ اپنے سوار کو گرا دینے میں کامیاب ہو جاتے ہیں تو پھر سوار اور جانور کے درمیان زندگی و موت کا سوال پیدا ہو جاتا ہے۔ اگر سوار پھرتیلا ہوتا ہے تو وہ فوراً ہی اپنے کو سنبھال کر اپنے پستول سے اسے ہلاک کر دیتا ہے ورنہ دوسری صورت میں پھر جانور ہی اسے ہلاک کرنے کے بعد اس کے جسم کے ٹکڑے اڑا دیتا ہے اور آخر میں اس کی خدمت کرنے والی عورتیں اسے جمع کرنے کے بعد دفن کر دیتی ہیں۔

وولا کے ساتھ ہمدردی ظاہر کرنے کے تجربے سے میں نے کامیابی حاصل کی تھی اس لئے تھوٹس کے ساتھ بھی میں نے ہمدردی کا برتاؤ کرنا طے کیا۔ پہلے تو میں نے ان پر یہ ظاہر کیا کہ وہ مجھے اپنی پیٹھ سے نیچے نہیں گرا سکتے۔ پھر ان کے کان کے پاس چوٹ پہنچا کر یہ ظاہر کیا کہ میں ان کا مالک ہوں اور اس کے بعد میں نے آہستہ آہستہ اپنے ہمدردی کے برتاؤ سے ان کا اعتماد حاصل کر لیا۔ میرے اس ہمدردی کے برتاؤ نے آگے چل کر مجھے بہت مدد دی۔

یہ چند روز جو ہم نے شہر میں ہوائی جہازوں کے خوف سے گذارے تھے میرے تھوٹس تمام لوگوں کے لئے ایک تجربہ بن گئے۔ وہ میرے ساتھ کسی کتے کی طرح چلتے تھے اور اپنی تھوتھنیاں میرے جسم سے اپنی محبت ظاہر کرنے کے لئے رگڑتے تھے۔ وہ میرے حکم کی تعمیل اس طرح کرتے تھے کہ ہرے مریخی یہ سوچنے پر مجبور ہو گئے تھے کہ مجھ میں کوئی ایسی طاقت ضرور موجود ہے جس سے وہ لوگ ناواقف ہیں۔

"تم نے ان پر کون سا سحر کیا ہے" تارس تارکاس نے ایک دن دوپہر کو اس وقت پوچھا جب میں اپنے ایک تھوٹس کے بڑے جبڑے کے اندر ہاتھ ڈال کر ایک پتھر کے ٹکڑے کو نکال رہا تھا جو وہاں کی زرد گھاس کھاتے ہوئے اس کے دانتوں کے درمیان اٹک گیا تھا۔

"ہمدردی کا؟" میں نے جواب دیا۔ "تم دیکھ رہے ہو تارترکاس کہ ایک خونخوار جانور بھی ہمدردی کی قیمت سمجھتا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ جنگ اور امن — خواہ وہ کیسا ہی موقع کیوں نہ ہو۔ میرے تھوٹس میرے حکم کی تعمیل سے کبھی انحراف نہیں کریں گے اگر تمھارے ساتھی میرا ہی رویہ اپنے جانوروں کے ساتھ اختیار کرلیں تو مجھے یقین ہے کہ اس سے انھیں ہی نہیں تمھاری پوری قوم کو فائدہ پہنچ سکتا ہے۔ ابھی کچھ ہی دن پیشتر تم نے مجھے بتایا تھا کہ اکثر جنگ کے دوران میں تمھارے تھوٹس بگڑ کر بھاگ کھڑے ہوتے ہیں اور تمھاری جیت ہار میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ اگر تم ان کے ساتھ ہمدردی کا برتاؤ شروع کردو تو یہ تمھیں کبھی دھوکا نہیں دیں گے۔"

"مجھے بتاؤ تم یہ کام کس طرح کرتے ہو؟" تارترکاس نے پوچھا۔

میں نے اسے واضح طور پر ان تمام طریقوں سے آگاہ کیا جو میں اپنے جانوروں کو ٹریننگ دیتے ہوئے عمل میں لایا تھا۔ اس کے بعد اس کے کہنے پر پھر وہی تمام باتیں لارکواس پٹومل اور دوسرے سرداروں کے سامنے دہرانی پڑیں جو میں نے اسے بتائی تھیں۔ اسی دن سے تھوٹس کے سامنے میرے بتائے ہوئے طریقوں پر عمل کیا جانا شروع کردیا گیا تھا اور جب میں ان ہرے آدمیوں سے علحدہ ہوا تو تھوٹس کی ایک ایسی فوج تیار ہوچکی تھی جن پر وہ لوگ فخر کرتے تھے۔ لارکواس پٹومل نے یہ ظاہر کرنے کے لئے کہ اس کی نظر میں میرے مشوروں کی کس قدر قیمت ہے اس نے اپنے بر سے ایک سونے کا کڑا اتار کر مجھے انعام میں دیا تھا۔

ان ایام میں جو ہم نے انجاروانگی کا انتظام کرنے میں صرف کئے مجھے دیجاہ تھورس سے ملاقات کرنے کے بہت ہی کم مواقع ملے کیونکہ میں تارترکاس اور اپنی خدمت میں رہنے والی عورتوں کے ساتھ مریخی طریقہ، جنگ کو سیکھنے میں مصروف رہا تھا۔ دو تین بار میں اس سے ملنے کے لئے اس کے کوارٹر میں گیا بھی، لیکن وہ وہاں مجھے موجود نہیں ملی

کیونکہ وہ اپنا زیادہ وقت سولا کے ساتھ سڑکوں پر گھومنے یا پھر میدان کے آس پاس کے مکانوں کو دیکھنے میں صرف کر رہی تھی میں نے انھیں آگاہ کر دیا تھا کہ وہ میدان سے زیادہ دور جانے کی کوشش نہ کریں کہ مبادا اسفید لوگوں کے ہاتھوں میں پڑ جائیں حالانکہ مجھے اطمینان تھا کہ جبتک وولا ان کے ساتھ ہے اور سولا مسلح ہے انھیں کسی قسم کا نقصان نہیں پہنچ سکتا۔

اپنی روانگی سے ایکدن پہلے کی شام کو میں نے انھیں اس شاہراہ پر دیکھا جو شرق کی سمت سے میدان میں داخل ہوتی تھی۔ میں نے ان کے پاس پہنچ کر سولا سے کہا کہ اب میں قیدی کی حفاظت کرونگا اور وہ کوارٹر واپس جاکر سامان سفر درست کرنا شروع کردے۔ میں سولا کو پسند کرتا تھا اور اس پر اعتماد رکھتا تھا۔ لیکن اس وقت میں کسی وجہ سے دیجاہ تھورس کے ساتھ تنہا رہنا چاہتا تھا۔ شائد اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ بالکل ہماری دنیا کی عورتوں جیسی تھی اور میں اس کے اور اپنے درمیان ایک ایسا رشتہ محسوس کرنے لگا تھا جیسے ہم ایک ہی چھت کے نیچے پیدا ہوئے ہیں۔

اس کے دل میں بھی میری ہی طرح جذبات موجود تھے اس کا مجھے یقین ہے کیونکہ جیسے ہی میں اس کے پاس پہنچا اس کے چہرے سے نا امیدی اور بے بسی کے اثرات دور ہوگئے اور وہ خوش نظر آنے لگی۔ اس نے سرخ مریخیوں کی تہذیب کے مطابق میرے بائیں شانے پر اپنے داہنے ہاتھ کو رکھ کر مجھے سلام کیا۔

سارکوجا نے سولا کو بتایا تھا کہ اب تم حقیقی تھارک بن گئے ہو" وہ بولی۔ اور اب میں تم سے کبھی نہ مل سکوں گی۔

"سارکوجا جھوٹی ہے" میں نے جوابدیا۔ "حالانکہ تھارس اس پر فخر کرتے ہیں کہ وہ جھوٹ نہیں بولتے۔

دیجاہ تھورس مسکرائی۔

"میں جانتی ہوں اگر تم حقیقی تھارک بن بھی جاؤ گے تو بھی تم میرے دوست ہی رہو گے بارسوم کی ایک کہاوت ہے انسان اپنے اسلحے بدل سکتا ہے لیکن اپنا دل نہیں بدل سکتا۔"

"میرا خیال ہے وہ ہم دونوں کو علیحدہ رکھنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ وہ کہتی گئی "کیونکہ جب بھی تمہیں فرصت رہتی تھی تار ترکاس کی کوئی خدمت گذار عورت یہاں آجاتی تھی اور مجھے اور سولا کو تمہاری نظروں سے دور لے جایا کرتی تھی ایکبار وہ مجھے اپنے ساتھ ایک عمارت کے تہہ خانے میں کام کرنے کے لئے بھی لے گئی تھی جہاں وہ ریڈیم پاؤڈر" سے اپنی خطرناک قسم کے رائفلوں کی گولیاں تیار کرتی ہیں یہ تو تمہیں معلوم ہی ہوگا کہ یہ کام صرف مصنوعی روشنی میں ہی کیا جا سکتا ہے کیونکہ سورج کی گرمی سے اس پاؤڈر میں آگ لگ جانے کا زبردست خطرہ رہتا ہے۔ یہ تو تم دیکھ ہی چکے ہو کہ ان کے رائفل کی گولیاں اس وقت پھٹتی ہیں جب وہ کسی شئے سے جا کر ٹکراتی ہیں ٹکرانے سے ان کے اوپر چڑھی ہوئی شئے پھٹ جاتی ہے اور اس کے اندر سے ٹھوس شیشے کا ایک چھوٹا سا سلنڈر باہر نکل آتا ہے جس کے اگلے سرے پر ریڈیم پاؤڈر کا ایک ذرہ رکھا جاتا ہے اور پھر اس کے سامنے کی شئے کا پھٹنا ممکن ہو جاتا ہے اگر تم نے کبھی رات کو جنگ ہوتے دیکھی ہوتی تو تمہیں معلوم ہوتا کہ گولیاں رات کے بہ نسبت دن کو بھی زیادہ پھٹتی ہیں۔۔۔ اور فائدے کے لحاظ سے تو رات کو دھماکہ پیدا کرنے والی اشیاء استعمال میں لائی ہی نہیں جاتی۔"

ایک طرف تو میں دیجاہ تھوریس کی بتائی ہوئی باتوں کو غور سے سن رہا تھا کیونکہ وہ میرے لئے دلچسپ تھیں۔ کہیں دوسری طرف میں اس کی حفاظت کے مسئلے پر بھی غور کر رہا تھا۔ وہ لوگ مجھے اس سے علیحدہ رکھنے کی کوشش کر رہے تھے

اس کا مجھے کوئی غم نہیں تھا لیکن اس خیال سے میں غصے میں بھر گیا کہ وہ اسے خطرناک مقاموں پر کام لینے کے لئے لے جاتے ہیں۔

"کیا وہ لوگ تمھارے ساتھ سختی کا برتاؤ کرتے ہیں دیجاہ تھورس" میں نے اپنے بزرگوں کا جوشیلا خون اپنی رگوں میں تیزی سے گردش کرتے ہوئے محسوس کرتے ہوئے پوچھا

"بہت ہی کم جان کارٹر" اس نے جواب دیا۔ "وہ کوئی ایسا کام نہیں کرتے جس سے میرے جذبات کو ٹھیس پہنچ سکے۔ وہ جانتے ہیں کہ میں ہزاروں جیڈکوں کے جیڈک کی بیٹی ہوں اور میرا سلسلہ نسب بغیر کہیں سے ٹوٹے ہوئے ہی اس قوم سے جا ملتا ہے جس نے پہلی بار یہاں کے پانی کی بڑی بڑی نہریں تعمیر کی تھیں یہ لوگ جو خود اپنی ماؤں سے بھی واقف نہیں ہیں اسی وجہ سے مجھ سے حسد رکھتے ہیں ہمارے پاس سب کچھ ہے ان کے پاس کچھ بھی نہیں ہے اس لئے ہمیں ان کو ہمدردانہ نظروں سے دیکھنا چاہیئے خواہ وہ ہمارے ساتھ سختی کا ہی سلوک کیوں نہ کریں کیونکہ ہم ان سے عظیم ہیں اور وہ اس سے واقف ہیں۔

"میرا بھی خیال یہی ہے کہ ہم زیادہ سے زیادہ ان کے ساتھ ہمدردی سے پیش آئیں دیجاہ تھورس۔ لیکن پھر بھی اگر میرے سامنے ہرے، لال، زرد، زیتونی کسی بھی شخص نے تمھاری بے عزتی کی تو پھر اسے اسکا بدلہ ضرور ادا کرنا پڑے گا۔ میری شہزادی۔

میرے آخری الفاظ کو سن کر دیجاہ تھورس کی سانس رک گئی اور آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ پھر یکایک اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ کے خم پیدا ہو گئے اور وہ بولی

"تم اتنے بڑے ہو گئے ہو پھر بھی تمھاری باتیں بچوں جیسی ہیں۔"

"کیوں میں نے کیا کیا۔" میں نے حیرت زدہ ہو کر پوچھا۔

"اگر ہم زندہ رہے تو تمھیں کسی دن معلوم ہو جائے گا جان کارٹر" اس نے

جواب دیا" لیکن میں تمھیں نہیں بتاؤں گی۔ میں نے ـــــ موریس کجاک کی بیٹی نے ـــــ جو تارودس موریس کا بیٹا ہے، تمھاری باتیں بغیر غصے کا اظہار کئے ہوئے سن لی ہیں۔"

پھر وہ مسکرانے ہنسنے لگی اور میرا مذاق اڑانے لگی کہ میں تھارک تو بن گیا ہوں لیکن اس کے باوجود رحم دل واقع ہوا ہوں۔

"میرا خیال ہے اگر اتفاق سے تمھارا دشمن کہیں زخمی ہو جائے تو تم اس کی مرہم پٹی کے لئے اپنے گھر اٹھا لے جاؤگے؟" وہ ہنسی۔

"ہماری دنیا میں قریب یہی ہوتا ہے" میں نے جواب دیا۔ کم سے کم ـــ تہذیب یافتہ لوگوں میں۔"

میرے اس جواب پر وہ اور زور سے ہنسی وہ میری باتوں کو نہیں سمجھ سکی کیونکہ اپنے دل میں ہمدردی کے جذبات رکھتے ہوئے بھی آخر مریخی ہی تھی جہاں دشمن کا ہر حالت میں مردہ ہونا ہی بہتر تصور کیا جاتا ہے۔

میں یہ جاننے کے لئے بےتاب تھا کہ کچھ دیر پیشتر میں نے کیا کہا تھا جس پر وہ ہنسنے لگی تھی اس لئے میں نے اس پر زور ڈالنا شروع کیا کہ وہ مجھے اس کے بارے میں کچھ بتا دے۔

"نہیں" وہ بولی۔ "اتنا ہی کافی ہے کہ تم نے کہہ دیا ہے اور میں نے سن لیا ہے لیکن جب تمھیں یہ بات معلوم ہو جائے ـــــ اور میں اس وقت زندہ نہ رہوں جیسا کہ امید کی جا سکتی ہے، تو اسے نہ بھولنا کہ میں نے تمہاری بات سنی تھی اور صرف مسکرا کر رہ گئی تھی۔"

میرے لئے اس کی اس پہیلی نما باتوں کا سمجھنا بہت ہی مشکل تھا اس لئے بار بار میں نے اس سے التجا کی کہ وہ مجھے بتا دے لیکن ہر بار اس نے بتانے سے انکار کر دیا آخر مایوس ہو کر میں نے بھی خاموشی اختیار کر لی۔

اب رات ہو چکی تھی اور بارسوم کا دونوں چاند اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ آسمان پر چمک رہے تھے دور کرۂ زمین کسی بڑے ہرے ستارے کی مانند دمک رہا تھا اور میں نے ایسا محسوس کیا جیسے ہم تمام عالم میں تنہا ہیں یا کم سے کم میں یہی چاہتا تھا۔

مریخی رات کی سردی بڑھنے لگی تو میں نے اپنا سمور اتار کر دیجاہ تھورس کے شانے پر ڈال دیا جیسے ہی میرے ہاتھ اس کے شانے سے لگے میں نے اپنے تمام جسم میں ایک عجیب قسم کی سنسنی سی محسوس کی۔ میں نے محسوس کیا کہ وہ کچھ آگے کو جھک گئی ہے لیکن یقین کے ساتھ کچھ نہیں کہہ سکتا۔ مجھے صرف اتنا یاد ہے کہ جب تک میرا ہاتھ اس کے شانے پر رہا وہ نہ پیچھے ہٹی تھی اور نہ ہی اس نے کچھ کہا تھا اسکے بعد ہم پھر اپنے راستے پر خاموشی سے آگے بڑھنے لگے تھے۔

میں دیجاہ تھورس سے محبت کرتا تھا۔ اس کے برہنہ شانوں کی لمس نے مجھ سے الفاظ کی شکل میں سب کچھ کہہ دیا تھا۔ اب میں محسوس کر رہا تھا کہ میں اس سے اسوقت سے محبت کر رہا ہوں جس وقت میری نظر پہلی بار اس پر پڑی تھی۔

چودھواں باب

موت کا مقابلہ

میرے دل میں سب سے پہلا خیال جو آیا وہ یہ تھا کہ میں اس پر اپنی محبت کا اظہار کردوں لیکن پھر یہ سوچتے ہوئے کہ اس جگہ صرف میں ہی ایک ایسا شخص ہوں جو اسے اس کے ہزاروں بے رحم دشمنوں سے محفوظ رکھ سکتا ہوں اور اس کے غموں کا بوجھ ہلکا کر سکتا ہوں، میں نے یہ مناسب نہیں سمجھا کہ میں اپنے پیار کا اظہار کر کے اس کے غموں میں اضافہ کر دوں — جس سے ممکن تھا کہ وہ انکار کر دیتی۔ اس کے علاوہ میرے ذہن میں یہ خیال بھی آیا کہ وہ سوچ سکتی ہے میں اس کی مجبوریوں سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کر رہا ہوں۔ کیا یہ میرا ضمیر گوارا کر سکتا ہے کہ میں اس کی موجودہ پریشانیوں میں ایک اور اضافہ کر دوں۔ انھیں باتوں پہ غور کرتے ہوئے میں نے اپنے لب بند ہی رکھے۔

"تم اس قدر خاموش کیوں ہو؟" میں نے پوچھا۔ "کیا تمھیں تمھارے کوار ٹر میں سولا کے پاس پہنچا دیا جائے۔"

"نہیں" وہ آہستہ سے بولی۔ "میں یہاں خوش ہوں۔ نہ جانے کیوں تمھارے ساتھ رہتے ہوئے میں بے پناہ خوشی کا احساس کرتی ہوں۔ جان کارٹر۔ حالانکہ تم میرے لئے اجنبی ہو پھر بھی تمھارے ساتھ رہ کر میں محسوس کرتی ہوں کہ میں ہر خطرے سے محفوظ ہو گئی ہوں اور جلد ہی ایک دن اپنی ماں اور باپ کی آغوش میں پہونچ جاؤں گی جو میری جدائی کے غم میں آنسو بہا رہے ہوں گے اور مجھے دیکھ کر خوشی سے پھولے نہ سمائیں گے اور میرے بوسے لینے لگیں گے۔

"کیا بارسوم پر لوگ بوسہ لیتے ہیں" میں نے پوچھا۔ وہ کچھ نہ کہہ سکی۔ پھر میرے بوسے کا مطلب سمجھانے کے بعد اس نے بتایا۔

"ہاں۔ والدین، بھائی بہن" اور پھر آہستہ سے "محبت کرنے والے بھی"

"تمھارے بھائی۔ بہن اور والدین ہیں"

"ہاں"

"اور ـــــ محبوب"

وہ خاموش رہی۔ میں نے اپنا سوال نہیں دہرایا۔

"بارسوم کے رہنے والے" آخر وہ بولی۔ "عورتوں سے ان کے ذاتی سوال نہیں پوچھتے۔ وہ صرف اپنی ماں یا پھر اس عورت سے پوچھ سکتے ہیں جسے جنگ کرنے کے بعد انھوں نے حاصل کیا ہو۔

"لیکن میں نے جنگ ـــــ" میں نے کہنا شروع کیا ہی تھا کہ خاموش ہو کر سوچنے لگا کاش میری زبان یا الفاظ کہنے سے پیشتر کٹ گئی ہوتی کیونکہ میرے خاموش ہوتے ہی وہ میری سمت گھومی اس نے اپنے شانے سے میرا سمور اتار کر مجھے دیا اور بغیر کچھ کہے ہوئے ہی سر اونچا کر کے کسی ملکہ کی سی شان کے ساتھ چلتی ہوئی اس کوارٹر کی سمت چلی گئی جس میں اس کی رہائش کا انتظام کیا گیا تھا۔

میں اس کے پیچھے جانے کی جرأت نہ کر سکا لیکن اپنی جگہ پر کھڑا دیکھتا رہا کہ وہ حفاظت سے اپنے کوارٹر پہنچ جاتی ہے یا نہیں اس کے بعد میں نے وولا کو بھی اس کے پاس جانے کا اشارہ کیا اور خود اپنے کوارٹر میں چلا گیا اور کئی گھنٹے تک اپنے سلک دمور کے بستر پر بیٹھا اسی بات پر غور کرتا رہا۔

تو یہ محبت تھی۔ میں اس سے ابھی تک گھبرا رہا تھا۔ میں نے پانچ براعظموں اور ان کے گرد پھیلے ہوئے سمندروں کی سیر کی تھی، میری ملاقات خوبصورت سے

خوبصورت عورتوں سے ہو چکی تھی لیکن ان سے محبت کرنے کی خواہش میرے دل میں کبھی پیدا نہیں ہوئی تھی اس خیال سے مجھے اپنے پر ہی غصہ آنے لگا کہ میں ایک ایسی عورت کی محبت میں گرفتار ہو چکا ہوں جو میری دنیا کی رہنے والی نہیں ہے، جو انڈے سے پیدا ہوئی ہے، جس کی عمر ایک ہزار سال کی ہو سکتی ہے، جس کے لوگوں کے رسم و رواج و خیالات عجیب ہیں۔

ہاں، یہ میری کمزوری تھی لیکن میں اس سے محبت کرتا تھا حالانکہ اس کی وجہ سے میں اپنی زندگی کی سب سے بڑی الجھن میں گرفتار ہو گیا تھا لیکن مجھے یقین ہے کہ اگر کوئی بارسوم کی تمام دولت مجھے دیکر اس سے دست بردار ہونے کے لئے کہتا تو بھی میں اس کے لئے تیار نہ ہوا ہوتا۔ محبت اسی کو کہتے ہیں اور محبت کرنے والے ایسے ہی ہوتے ہیں۔

دیجاہ تھورس میرے لئے سب کچھ ہے۔ اس پر میں دل سے اسوقت بھی یقین رکھتا تھا جب میں بارسوم کی ایک رات کو اس کے اجڑے شہر کورڈ اس کی ایک عمارت کے کمرے میں بیٹھا ہوا تھا اور وہاں کا نزدیکی چاند اپنے محور پر گردش کرتے ہوئے اس جگہ کو منور کئے ہوئے تھا۔ اس پر میں آج بھی پہلے ہی کی طرح یقین رکھتا ہوں جبکہ میں اپنی لائبریری میں بیٹھا ہوا کھڑکی سے باہر ہڈسن کے مناظر دیکھ رہا ہوں۔ بیس سال کا عرصہ گذر چکا تھا کیونکہ دس سال دیجاہ تھورس کے ساتھ رہ کر میں نے اس کیلئے جنگ کرتے ہوئے گذارے تھے اور دس سال میں نے اس کی یاد میں گذارے ہیں۔

ہماری روانگی کی صبح صاف اور خوشگوار تھی مریخ کی صبح ہمیشہ خوشگوار ہوا کرتی ہے صرف ان چھ ہفتوں کو چھوڑ کر جب وہاں کی برف پگھلتی ہے۔

میں نے دیکھا کہ دیجاہ تھورس ایک گاڑی پر سوار ہے لیکن اس نے مجھے دیکھتے ہی اپنا منہ پھیر لیا۔

میرے ذمہ یہ کام تھا کہ میں اس کی حفاظت اور آرام کا خیال رکھوں اس لئے میں نے اس کی گاڑی کا معائنہ کرتے ہوئے اس کے سلک و سمور درست کئے ایسا کرتے ہوئے میں نے دیکھا کہ اس کا ایک پیر زنجیر کے ذریعہ گاڑی میں بندھا ہوا ہے۔

"اس کا کیا مطلب ہے؟" میں سولا کی سمت گھومتے ہوئے پوچھا۔

"سارکوجا نے یہی بہتر سمجھا ہے" اس نے جواب دیا اس کے چہرے سے ظاہر ہو رہا تھا کہ اس نے بھی اسے پسند نہیں کیا ہے

زنجیر کا معائنہ کرتے ہوئے مجھے معلوم ہوا کہ اس میں ایک بہت بڑا اسپرنگ دار قفل لگا ہوا ہے۔

"چابی کہاں ہے سولا" میں نے کہا "لاؤ مجھے دو۔"

"چابی سارکوجا کے پاس ہے" سولا نے جواب دیا۔

میں بغیر کچھ کہے ہوئے وہاں سے ہٹ کر تارترکاس کے پاس گیا اور اس سے شکایت کی دیجاہ تھوریس کے ساتھ زیادتی کی جا رہی ہے۔

"جان کارٹر" تارترکاس نے کہا "اگر تم نے اور دیجاہ تھوریس نے فرار ہونے کا پلان بنایا ہے تو وہ اسی سفر میں ظہور میں آسکتا ہے۔ ہمیں معلوم ہے کہ تم اس کے بغیر تنہا فرار ہونے کی کوشش نہیں کرو گے۔ تم نے اپنے کو جنگ میں بہادر ثابت کر دیا ہے اور ہم تمہیں زنجیروں میں باندھنے کی خواہش نہیں رکھتے اس لئے ہم نے سب سے آسان طریقہ اختیار کیا ہے کہ تم دونوں ہمارے پاس ہی محفوظ رہو"

میں فوراً سمجھ گیا کہ اس کے کہنے کا مطلب کیا ہے اور اس کے خلاف میری کسی بات پر دھیان نہیں دیا جائے گا۔ پھر بھی میں نے تارترکاس سے کہا کہ چابی سارکوجا سے لے لی جائے اور آئندہ کے لئے دیجاہ تھوریس کو اس کے موجودہ

حال پر چھوڑ دیا جائے اور اسے کسی طرح پریشان نہ کیا جائے۔ تارترکاس۔ کم سے کم تم یہ کام تو ضرور کر سکتے ہو۔ میں تم سے اپنی اس دوستی کے نام پر التجا کرتا ہوں جو ہمارے درمیان قائم ہے۔

"دوستی۔" تارترکاس نے کہا "جان کارٹر، اس قسم کی یہاں کوئی شے موجود نہیں ہے۔ لیکن جو کچھ تم نے کہا ہے وہی ہوگا۔ میں چابی خود اپنی حفاظت میں لے لوں گا اور سارکوجا کو سمجھا دوں گا کہ وہ قیدی کو کسی طرح پریشان نہ کرے۔

"کیا وہ چابی مجھے نہیں مل سکتی۔" میں نے مسکراتے پوچھا۔

"اس وقت تک نہیں جب تک تم اس کا وعدہ نہ کر لوگے کہ ہمارے تھارک پہنچنے تک تم اور دیجاہ تھورس فرار ہونے کی کوشش نہیں کروگے اور تال ہاجوس کے دربار میں اپنی خوشی سے حاضر ہو جاؤ گے۔

"پھر تو کنجی تم اپنے ہی پاس رکھو" میں نے جواب دیا۔

وہ مسکرایا اور خاموش رہا لیکن اسی رات جب ہم ٹھہرنے کا انتظام کر رہے تھے میں نے اسے دیجاہ تھورس کے پیروں میں بندھی ہوئی زنجیر کو کھولتے ہوئے دیکھا اپنی تمام بے رحمی اور سنگدلی کے باوجود بھی ایسا ظاہر ہو رہا تھا کہ تارترکاس دل و دماغ کی ایک ایسی جنگ میں مصروف ہے جس سے وہ جلد سے جلد نجات حاصل کر لینا چاہتا ہے

دیجاہ تھورس کی گاڑی کی طرف جاتے ہوئے میں راستے میں کھڑی ہوئی سارکوجا کے پاس سے گذرا۔ اس نے مجھے اسقدر سرد اور زہریلی نظروں سے دیکھا کہ کئی گھنٹے تک مجھے اطمینان حاصل نہ ہو سکا وہ نظریں ایک ایسی تیز تلوار کی طرح تھیں جس سے کسی بھی شے کو آسانی سے کاٹا جا سکتا تھا۔

کچھ دیر بعد میں نے اسے ایک شخص زاد سے گفتگو کرتے ہوئے دیکھا جو کافی لمبا

ریتھنگا، تندرست اور طاقتور تھا لیکن ابھی تک اپنے کسی سردار کو قتل نہیں کر سکا تھا اس لئے معمولی سپاہی ہی سمجھا جاتا تھا اور ایک نام سے پکارا جاتا تھا وہ دوسرا نام اور دوسرے اسلحہ صرف کسی سردار کو ہلاک کر کے ہی حاصل کر سکتا تھا جیسا کہ مریخیوں کا قاعدہ تھا اسی وجہ سے اکثر مجھے ان سرداروں کے نام سے بھی پکارا جاتا تھا جو میرے ہاتھ ہلاک ہونے والے دو سرداروں کے پہلے نام کو ملا کر بنایا گیا تھا سارکوجا سے گفتگو کرتے ہوئے زاد نے کئی بار میری سمت دیکھا جبکہ سارکوجا کی حرکات سے ظاہر ہو رہا تھا جیسے وہ اسے کسی کام کو کرنے کے لئے مجبور کر رہی ہے اس وقت میں نے اس پر کوئی توجہ نہیں دی لیکن دوسرے دن مجھ پر سب کچھ ظاہر ہو گیا اور مجھے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ وہ اپنی نفرت وانتقام کے جذبے کو سرد کرنے کے لئے کیا کیا طریقے اختیار کر سکتی ہے۔

دیجاہ تھورس اس شام بھی مجھ سے کچھ نہیں بولی۔ میں نے اس کا نام بھی لے کر اسے پکارا لیکن اس نے ایسا ظاہر کیا جیسے وہ اس سے ناواقف ہے کہ میں بھی اس کے پاس موجود ہوں۔ میں نے اس موقع پر وہی کیا جو ایک عاشق کر سکتا ہے لیکن ناکامیاب ہی رہا۔ آخر میں نے سولا کو تلاش کرنے کے بعد اس سے پوچھا "دیجاہ تھورس کو کیا ہو گیا ہے۔ وہ مجھ سے بات کیوں نہیں کرتی۔

سولا شائد خود الجھن میں پڑی ہوئی تھی کیونکہ دو انسانوں کے درمیان اس کے لئے یہ حرکات بالکل نئی تھیں۔

"اس کا کہنا ہے کہ تم نے اسے ناراض کر دیا ہے۔" وہ بولی۔ اس کا کہنا ہے کہ وہ ایک جدڈک لڑکی اور جدڈک کی پوتی ہے اور اس کی ایک ایسے شخص نے بے عزتی کی ہے جو اس کے دادی کے سوراک کا دانت صاف کرنے کے قابل بھی نہیں ہے۔"

میں کافی دیر تک اس رپورٹ پر غور کرتا رہا۔ آخر میں نے پوچھا۔
"سولا، سوراک کسے کہتے ہیں۔"
"ایک جانور کا نام ہے جو قریب قریب میرے ہاتھ کے برابر ہوتا ہے۔ سرخ مریخی عورتیں تفریح کے لئے اسے پالتی ہیں۔" سولا نے بتایا۔
اس کی دادی کی بلی کے دانت صاف کرنے کے قابل نہیں ہوں۔ اس کا مطلب تھا کہ دیجاہ تھورس کی نظروں میں میں بہت ہی کم حیثیت کا انسان تھا مجھے اس پر غصہ تو آیا لیکن میں مسکرائے بغیر بھی نہ رہ سکا۔ اس جملے میں مجھے زمین پر رہنے والی کوئی عورت بولتی نظر آرہی تھی جیسے کہہ رہی ہو "میرے جوتے کی پالش کرنے کے قابل بھی نہیں۔ اس نے مجھے اپنے گھر کی یاد دلادی اور میں سوچنے لگا کہ وہ لوگ کیا کر رہے ہوں گے جنہیں میں نے برسوں سے نہیں دیکھا ہے ورجینیا میں اب بھی ایک کارٹر خاندان موجود تھا جو مجھ سے اپنا نزدیکی رشتہ ظاہر کرتا تھا۔ اس خاندان میں دو بچے تھے جن کے خیال میں انکل جیک کے علاوہ زمین پر اور کوئی بڑا شخص موجود نہیں تھا۔ میں انھیں تصور کی آنکھوں سے بارسوم کے چاند کی روشنی میں اپنے سامنے کھڑا ہوا دیکھنے لگا۔ اگر حقیقت میں دیکھا جائے تو گھر نام کی شے نے میری نظروں میں کبھی کوئی وقعت نہیں رکھی لیکن کارٹر خاندان کا بڑا بال میرے لئے اب سب کچھ بن چکا تھا اور میں اپنے دل کو اس طرف کھنچتے ہوئے محسوس کر رہا تھا۔ آخر کیوں نہ میں ایسا محسوس کرتا جبکہ دیجاہ تھورس مجھ سے بدظن ہو گئی تھی، مجھے اپنے سے کم رتبے کا سمجھتی تھی اور اس کے خیال میں میں اس کی دادی کی بلی کے دانت صاف کرنے کے قابل بھی نہیں تھا آخر میں، میں تمام خیالات کو اپنے ذہن سے نکال کر مسکراتے ہوئے سونے کے لئے لیٹ گیا تاکہ صبح ہونے پر میں اپنے میں کسی قسم کی کمزوری محسوس نہ کروں۔

صبح ہوتے ہی ہم پھر اپنے سفر پر روانہ ہو گئے اور راستے میں صرف ایک جگہ ٹھہر کر اندھیرا ہونے تک سفر کرتے رہے۔ اس سفر کے درمیان دو واقعے ظہور میں آئے۔ قریب دوپہر کے وقت ہمیں اپنے داہنے سمت ایک نیچی چہار دیواری سی کھڑی ہوئی نظر آئی۔ لارکواس ٹیوبل نے تارترکاس کو حکم دیا کہ وہ جا کر اس کا معائنہ کرے۔ تارترکاس مجھے اور ایک درجن آدمیوں کو اپنے ساتھ لیکر اس جگہ پہنچ گیا۔

وہ واقعی ایک چہار دیواری تھی جس کے اندر بچے نکلنے کے لئے انڈے رکھے ہوئے تھے لیکن یہ انڈے ان انڈوں سے بہت چھوٹے تھے جن سے ایک بار میں بچوں کو نکلتا ہوا دیکھ چکا تھا۔

تارترکاس نے اتر کر اس کا معائنہ کیا اور آخر میں بولا کہ انڈے رکھنے کی وہ چہار دیواری دارہون کے رہنے والے ہرے آدمیوں کی ہے اور ابھی اس جگہ کی سمینٹ اچھی طرح خشک نہیں ہوئی جہاں سے اس کی دیوار کو بند کیا گیا ہے

"وہ لوگ یہاں سے زیادہ دور نہ ہوں گے" وہ چیخا اور اس کے چہرے سے خونخواریت برسنے لگی۔

اس چہار دیواری کے پاس انھوں نے اپنا کام ختم کرنے میں بہت ہی کم وقت صرف کیا۔ انھوں نے دیوار کو ایک جگہ سے توڑ ڈالا اور پھر دو اشخاص نے اس میں داخل ہو کر اپنی چھوٹی تلوار سے تمام انڈے توڑ ڈالے۔ اس کام سے فارغ ہو کر ہم پھر تیزی سے قافلے میں شامل ہونے کے لئے روانہ ہو گئے۔ میں نے تارترکاس سے سفر کے درمیان پوچھا کہ کیا دارہون کے رہنے والے تھارک کے مقابلے میں چھوٹے ہوتے ہیں اس نے جواب نفی میں دیا۔

"لیکن ان کے انڈے ان کے مقابلوں میں بہت چھوٹے تھے جن میں سے میں نے بچوں کو نکلتے دیکھا تھا" میں نے کہا۔

اس نے مجھے بتایا کہ جب انڈے رکھے جاتے ہیں تو وہ اتنے ہی بڑے ہوتے ہیں لیکن پانچ سال کے درمیان ـــــ اسوقت تک وہ بڑھتے رہتے ہیں جبتک کہ ان میں سے بچے نہ نکل آئیں۔

یہ میرے لئے واقعی ایک نئی دریافت تھی کیونکہ اکثر میں نے اس پر غور کیا تھا کہ مریخ کی عورتیں اپنے اس لمبے چوڑے جسم کے باوجود اس قدر بڑا انڈا کس طرح دیتی ہوں گی جس قدر بڑے انڈوں میں سے میں نے بچوں کو نکلتے ہوئے دیکھا تھا اگر حقیقت میں دیکھا جائے تو وہ بڑی بطخ سے کچھ ہی بڑے انڈے دیا کرتی تھیں لیکن وقت گذرنے کے ساتھ ساتھ انڈوں کی جسامت بڑھتی ہی رہتی تھی۔

وارہون کے انڈوں کو برباد کرنے کے بعد ہم جانوروں کو آرام پہنچانے کیلئے کچھ دیر کے لئے ٹھہرے تھے اور اسی وقت اس دن کا دوسرا عجیب واقعہ ظہور میں آیا تھا۔ میں اپنے سامان کو ایک تھوٹس سے دوسرے پر بار کر کے اسے سستانے کے لئے ہلکا کر رہا تھا ـــــ کہ زاد میرے پاس آیا اور پھر بغیر کچھ کہے ہوئے ہی اسنے میرے ایک تھوٹس پر اپنے تلوار سے وار کر دیا۔

اس وقت مریخی تہذیب کے مطابق مجھے زاد کو کیا جواب دینا چاہئے تھا۔ اس سے میں واقف نہیں تھا۔ مجھے اس قدر طیش آیا کہ میں اپنا پستول نکال کر اسے شوٹ کرنے پر تیار ہو گیا۔ لیکن وہ اپنی جگہ پر اپنی تلوار لئے کھڑا رہا۔ اب مجھے ہوش آیا کہ مجھے بھی، اس سے اسی شئے سے مقابلہ کرنا ہوگا جس سے وہ مقابلہ کرنا چاہتا ہے کیونکہ مریخ پر دشمن سے اس شئے سے مقابلہ کیا جاتا ہے جس سے دشمن حملہ کرتا ہے۔

میں اس سے مقابلہ کرتے ہوئے اس کی تلوار سے چھوٹی شئے، اپنا خنجر اپنا گھونسہ اور اسی طرح کی دوسری اشیاء استعمال کر سکتا تھا لیکن بارود سے استعمال میں آنے

والے اسلحہ استعمال نہ کر سکتا تھا۔

میں نے بھی تلوار اپنے ہاتھ میں لے لی جس کے بارے میں میرا خیال تھا کہ وہ اسے چلانے میں اپنے کو ماہر سمجھتا ہوگا۔ ہمارے درمیان جو جنگ ہوئی وہ کافی لمبی تھی اس لئے قافلے کی روانگی ایک گھنٹے رکی رہی۔ اس جنگ کا تماشہ دیکھنے کے لئے تمام لوگ اردگرد ہمارے جمع ہو گئے تھے۔ انھوں نے تقریباً سو فٹ زمین ہمارے جنگ کرنے کے لئے خالی چھوڑ دی تھی۔

زاد نے سب سے پہلی کوشش یہ کی کہ وہ مجھے اپنے قد و توش کے نیچے داب کر میرا خاتمہ کر دے لیکن میں اس سے کہیں زیادہ پھرتیلا تھا اس لئے ہر بار۔۔ جب وہ مجھ پر جھپٹتا تھا میں ایک طرف ہٹ جاتا تھا اور وہ اپنے زور میں آگے بڑھ جاتا تھا اس طرح میری تلوار کبھی اس کی پشت اور کبھی شانے پر زخم پہنچانے میں کامیاب بھی ہو جاتی تھی تھوڑی ہی دیر میں قریب آدھے درجن معمولی زخموں سے خون نے بہہ بہہ کر اس کے جسم کو رنگین بنا دیا تھا۔ یہ دیکھتے ہوئے کہ وہ اس طرح کامیاب نہ ہو سکے گا اس نے اپنے حملے کا طریقہ بدل دیا اور پورے جوش سے اپنی تلوار سے مجھے ہلاک کر دینے کی کوشش کرنے لگا میں اس بات کو ماننے سے انکار نہیں کر سکتا کہ وہ ایک ماہر شمشیر زن تھا اور میں زمین کا رہنے والا ہونے کی وجہ سے مریخ پر قوت کشش کی کمی کے باعث اس سے زیادہ پھرتیلا نہ ہوتا تو اس نے ضرور ہی مجھ پر فتح حاصل کر لی ہوتی۔

ہم کافی دیر تک بغیر کسی کو زیادہ نقصان پہنچاتے ہوئے لڑتے رہے۔ ہماری سوئی جیسی پتلی تلواریں سورج کی روشنی میں چمکتی اور آپس میں ٹکرا کر جھنا کا پیدا کرتی رہیں۔ آخر میں زاد نے محسوس کیا کہ میرے مقابلے میں وہ زیادہ تھک رہا ہے اس لئے اس نے کوشش کی کہ میرے نزدیک پہنچ کر جلد سے جلد میرا خاتمہ کر دے

جیسے ہی وہ میری طرف لپکا یکایک میری آنکھوں کے سامنے ایک ایسی چمک پیدا ہوئی جس نے مجھے اندھا سا کر دیا۔ لیکن پھر بھی میں اس خیال سے اچھل کر ایک طرف ہٹ ہی گیا کہ کہیں اس کی تلوار میرے سینے کے پار نہ ہو جائے۔ میں اپنی اس کوشش میں زیادہ کامیابی حاصل نہ کر سکا کیونکہ جلد ہی میں نے اپنے شانے میں درد کی ایک تیز ٹیس سی محسوس کی۔ میں نے اپنے کو سنبھالتے ہوئے اپنی پلکیں جھپکائیں اور جلد ہی اپنے دشمن کو دیکھنے کے قابل ہو گیا اسی وقت مجھے ایک ایسا حیرت انگیز واقعہ دیکھنے کو ملا جس سے میں اپنے شانے میں ہونے والی تکلیف کو بھی بھول گیا میں نے دیکھا کہ دیجاہ تھورس کی گاری پہ تین صورتیں کھڑی ہوئی ہمارے مقابلے کا منظر دیکھ رہی ہیں۔ وہ دیجاہ تھورس، سولا اور سارکوجا تھی۔ وہ منظر جو میں نے ایک نگاہ میں دیکھا تھا میرے ذہن پر اس قدر گہرا نقش ہو گیا ہے کہ شاید میں مرنے کے بعد بھی اسے فراموش نہ کر سکوں گا۔

جیسے ہی میری آنکھ اس طرف اٹھی میں نے دیجاہ تھورس کو سارکوجا کی طرف شیرنی کی طرح غصے سے جھپٹے اور پھر اس کے اوپر اٹھتے ہوئے ہاتھ پر کسی چیز کو مارتے دیکھا اس کے نتیجے میں سارکوجا کے ہاتھ سے کوئی شے سورج کی روشنی میں چمک کر زمین پر گر گئی اس وقت مجھے معلوم ہوا کہ کسی شے نے میری آنکھوں کے سامنے چمک کر مجھے وقتی طور پر اندھا بنا دیا تھا اور کس طرح سارکوجا نے دور رہ کر مجھے مار ڈالنے کی کوشش کی تھی لیکن اسی کے ساتھ مجھے اور جو کچھ دیکھنے کو ملا اسے روکنے کیلئے میں اپنی جان خوشی سے دے سکتا تھا کیونکہ سارکوجا کے ہاتھ سے آئینہ چھوٹ کر گرا وہ اپنا خنجر نکالتے ہوئے غصے سے مڑی اس نے دیجاہ تھورس پر اپنی پوری طاقت سے وار کیا لیکن اسی لمحے میری وفادار سولا اچھل کر ان کے درمیان آگئی اور میں نے سارکوجا کے خنجر کو اس کے سینے میں پیوست ہوتے ہوئے دیکھا۔

میرا دشمن اب دوسرے حملے کے لئے تیار ہو چکا تھا اس لئے میں نے اپنی توجہ
اس کی طرف پھیر دی۔ میں اس سے لڑ رہا تھا لیکن میرا ذہن کہیں اور چکر لگا رہا تھا
ہم ایک دوسرے پر غصے میں جھپٹے اور وار کرتے رہے پھر یکایک ایکبار
میں نے محسوس کیا کہ اس کی تلوار کی نوک میرے سینے پر آ لگی ہے۔ اب میرے
بچنے کا کوئی راستہ نہ تھا اس لئے میں اپنی تلوار سیدھی کر کے اپنی پوری طاقت سے
اس کی طرف یہ سوچتے ہوئے جھپٹا کہ اگر میں مروں گا تو وہ بھی زندہ نہ رہے گا۔
میں نے اپنے سینے میں لوہے کو دھنستے ہوئے محسوس کیا، میری آنکھوں کے سامنے
اندھیرا چھا گیا، میرا سر چکرانے لگا اور آخر میں میرے پیروں نے بھی جواب دیدیا

پندرھواں باب
سولا کی کہانی

جب مجھے ہوش آیا ۔ مجھے جلد ہی یہ بات معلوم ہو گئی کہ میں صرف چند ثانیے کے لئے بیہوش ہوا تھا ، میں اچھل کر اپنی تلوار تلاش کرنے لگا جو مجھے جلد ہی نزاد کے سینے میں دستے تک پیوست مل گئی جو فرش پر مردہ پڑا ہوا تھا ۔ میں نے دیکھا کہ اسکی تلوار نے میرے بائیں سینے کو زخمی کیا ہے لیکن سینے کے اوپری حصے سے دھنس کر بائیں شانے کے نیچے سے نکل گئی ہے ۔ چونکہ اس پر حملہ کرتے ہوئے تھوڑا سا گھوم گیا تھا اس لئے اس کی تلوار ترچھی ہو کر میرے گوشت میں دھنس تو گئی تھی لیکن خطرناک قسم کا زخم نہیں پہنچا سکی تھی ۔

اس کی تلوار کو اپنے زخم سے نکال کر پھینکتے ہوئے میں نے اپنی تلوار حاصل کی اور گھوم کر لڑکھڑاتا ہوا اس گاڑی کی سمت بھاگا جس پر میری خدمت گذار عورتیں اور سامان بار تھا مریخیوں کے درمیان میرے لئے تعریفی جملوں کی ایک بھنبھناہٹ سی ہو رہی تھی لیکن میں نے اس کی طرف کوئی توجہ نہیں دی ۔

میں کسی نہ کسی طرح اپنی خدمت گذار عورتوں کے پاس پہنچ گیا جو ہمیشہ اس قسم کے واقعات سے دو چار ہونے کے لئے تیار رہتی ہیں ۔ انھوں نے فوراً میرے زخم پر ایک عجیب قسم کا مرہم لگا کر پٹی باندھ دی اور میں محسوس کرنے لگا کہ موت مجھ سے دور بھاگتی جا رہی ہے وہ جلد ہی اپنے کام سے فارغ ہو گئیں ۔ اب میں خون بہہ جانے کی وجہ سے تھوڑی کمزوری اور زخم کے ارد گرد جلن کے علاوہ اور کوئی تکلیف محسوس نہیں کر رہا تھا جبکہ مجھے یقین ہے زمین پر ایسے زخم کی وجہ سے

مجھے کئی دن تک چارپائی پر لیٹے رہنے پر مجبور ہونا پڑتا۔

جیسے ہی وہ اپنے کام سے فارغ ہوئیں میں اٹھ کر دیجاہ تھورس کی گاڑی کی طرف روانہ ہو گیا جہاں پہنچ کر میں نے دیکھا کہ سولا کے سینے پر بھی پٹی بندھی ہوئی ہے اس کے سینے پر آیا ہوا زخم گہرا نہیں تھا کیونکہ سارکوجا کا خنجر اس کے سینے پر کے ایک زیور سے ٹکرا گیا تھا اور صرف گوشت ہی کاٹ سکا تھا۔

میں نے دیکھا کہ دیجاہ تھورس اپنے سلک و سمور پر پڑی ہوئی ہے اور ہچکیوں کی وجہ سے اس کا تمام جسم ہل رہا ہے۔ اسے یہ نہ معلوم ہو سکا کہ میں اس کے پاس پہنچ گیا اور نہ ہی وہ میرے اور سولا کے درمیان ہونے والی گفتگو کو سن سکی کیونکہ وہ گاڑی سے کچھ فاصلے پر کھڑی ہوئی تھی۔

"کیا اسے بھی کوئی زخم آیا ہے۔" میں نے دیجاہ تھورس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے سولا سے پوچھا۔

"نہیں" سولا نے جواب دیا۔ "وہ سمجھتی ہے کہ تم مر گئے ہو۔"

"اور یہ کہ اب کوئی اس بلی کے دانت صاف نہیں کر سکے گا جو اس کی دادی نے پال رکھی ہے۔" میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میرا خیال ہے تم نے اسے سمجھنے میں غلطی کی ہے جان کارٹر۔" وہ بولی "میں تمہارے یا اس کے طور طریقوں سے واقف نہیں ہوں لیکن اتنا ضرور سمجھتی ہوں کہ دس ہزار جدکوں کے جدک کی پوتی کسی شخص کے لئے بغیر کسی وجہ کے آنسو نہیں بہا سکتی وہ ایک عظیم قوم سے تعلق رکھتی ہے۔ تم نے ضرور ہی اپنی کسی بات سے اسے ناراض کر دیا ہے جس کی وجہ سے وہ تم سے بات تک کرنا گوارا نہیں کرتی حالانکہ اب تمہاری موت کے خیال سے آنسو بہا رہی ہے۔

"بارسوم پر آنسوؤں کو ایک حیرت انگیز منظر خیال کیا جاتا ہے۔" وہ کہتی گئی

مریخ کی شہزادی

میں نے اپنی زندگی میں دیجاہ تھورس کے علاوہ دو شخصوں کو اور روتے ہوئے دیکھا ہے۔ ایک وہ جو غم کی وجہ سے روئی تھی، اور دوسری وہ جو غصے کی زیادتی کی وجہ سے رو دی تھی۔ پہلی عورت میری ماں تھی جسے کئی سال پیشتر ہلاک کر دیا گیا تھا اور دوسری سارکوجا ہے جسے آج میرے پاس سے گھسیٹ کر لے جایا گیا ہے۔

"تمھاری ماں" میں نے حیرت سے کہا۔ "لیکن سولا، تمھیں تو اپنی ماں کے بارے میں کچھ بھی معلوم نہیں ہونا چاہیئے۔

"لیکن میں جانتی ہوں" اس نے جواب دیا۔ "اور میرا باپ بھی جانتا ہے اگر تم مریخ پر رہتے ہوئے ایک حیرت انگیز اور غیر مریخی کہانی سننا چاہتے ہو تو رات کو میری گاڑی پر آجانا۔ میں تمھیں وہ باتیں بتاؤں گی جنھیں میں نے آج تک کسی کو نہیں بتایا ہے اب ہمیں واپس جانا چاہیئے۔ قافلے کی روانگی کا سگنل دیا جا چکا ہے۔

"میں آج رات کو آؤں گا" میں نے وعدہ کیا لیکن دیجاہ تھورس کو یہ بتا دینا کہ میں زندہ ہوں میں اس سے زبردستی نہیں ملنا چاہتا۔ اور اس پر یہ بھی ظاہر ہونے دینا کہ میں نے اسے روتے ہوئے دیکھا تھا۔ اگر وہ مجھ سے گفتگو کرنا چاہیگی تو میں اس کے حکم کا منتظر رہونگا۔

سولا اپنی گاڑی پر سوار ہو گئی اور میں واپس جا کر اپنے تھوٹس پر بیٹھ کر تارز کاس کے پہلو میں چلنے لگا۔

مریخ کی زرد زمین پر چلتا ہوا یہ قافلہ ایک عجیب منظر پیش کر رہا تھا دو سو پچاس خوبصورت اور سجی ہوئی گاڑیاں ــــ جس کے آگے آگے دو سو کے قریب سوار اور ان سے بھی سو گز آگے پانچ اور سوار، اسی طرح پیچھے کا بھی انتظام تھا۔ گاڑیوں کے دونوں طرف مسلح فوجی، ساتھ میں پچاس کے قریب نگراں جانور۔

جنھیں زنڈار کہا جاتا ہے، پانچ یا چھ سو فالتو تھوٹس ــ جو سپاہیوں کے گھیرے میں بند ہے ہوئے سے تھے، عورتوں اور مردوں کے چمکتے ہوئے اسلحے، زیورات اور جواہرات ان کے بہترین سلک اور سمور، ان سب نے مل کر ایک ایسا سماں پیدا کر دیا تھا جسے دیکھ کر کوئی بھی شخص حیرت زدہ رہ سکتا تھا۔

ان کے گاڑیوں میں لگے ہوئے بڑے بڑے ٹائروں، زمین پر اگی ہوئی زرد گھاس اور چوڑے پیر رکھنے والے جانوروں کی وجہ سے ہلکی سی بھی آواز پیدا نہیں ہو رہی تھی کبھی کبھی تھوٹس یا زنڈاروں کے غرانے کی وجہ سے ضرور یہ سکوت ٹوٹ جاتا تھا ہرے مریخی گفتگو میں بہت کم حصہ لے رہے تھے اور وہ کسی سے گفتگو کرتے تھے تو اس طرح دھیمی آواز سے کہ دوسرے تک نہیں پہنچ پاتی تھی۔

ہم ایک ایسے خطے میں سفر کر رہے تھے جہاں راستے کا کوئی نشان نظر نہ آتا تھا گاڑیوں کے دباؤ سے فرش پر اگی ہوئی گھاس دبتی تھی لیکن ہمارے آگے گذرتے ہی وہ پھر کھڑی ہو جاتی تھی اس طرح ہمارے اس طرف سے گذرنے کا کوئی نشان بھی موجود نہیں رہ جاتا تھا۔ میری زندگی میں یہ پہلا قافلہ تھا جس میں اسقدر آدمی ہونے کے باوجود کوئی آواز پیدا نہ ہو رہی تھی اور نہ ہی ان کے پیچھے پیچھے گرد اڑتی ہوئی نظر آ رہی تھی۔ کیونکہ مریخ پر گرد صرف اسی جگہ پائی جاتی ہے جہاں کھیتی باڑی کا کام ہوتا ہے اور وہ بھی صرف موسم سرما میں۔

رات ہوتے ہی ہم نے ایک پہاڑی کے دامن میں اپنا ڈیرا ڈال دیا۔ ہمارے جانوروں کو دو دن سے پانی نہیں ملا تھا اور نہ ہی انھیں پچھلے دو ہفتے کے اندر پانی پینے کو ملا تھا۔ تارز کاس نے مجھے بتایا کہ وہ غیر معین وقت تک بغیر پانی کے رہ سکتے ہیں کیونکہ وہ گھاس جو پورے بارسوم پر پھیلی ہوئی ہے جڑوں سے اس قدر تر ہوتی ہے کہ جانوروں کو اس کی وجہ سے پانی کی ضرورت ہی نہیں پیش آتی۔

رات کے کھانے سے فارغ ہونے کے بعد ہی میں نے سولا کی تلاش شروع کر دی وہ مجھے مشعل کی روشنی میں تار ترکاس کا سامان ٹھیک کرتی نظر آگئی۔ اس نے اپنی نظر اٹھا کر مجھے دیکھا اور اس کا چہرہ خوشی سے کھل اٹھا۔

"اچھا ہوا تم آگئے۔ وہ بولی یہ دیجاہ تھورس سو رہی ہے اور میں اپنے کو تنہا محسوس کر رہی تھی۔ میرے اپنے آدمی بھی مجھے پسند نہیں کرتے جان کارٹر کیونکہ میں ان سے بہت مختلف ہوں۔ یہ میری بدقسمتی ہے کہ مجھے ان ہرے آدمیوں کے ساتھ رکھنے پر مجبور ہونا پڑا ہے جو یہ نہیں جانتے کہ محبت کیا ہے میں جانتی ہوں محبت کیا ہے اس لئے ان کے درمیان رہ کر بھی اپنے کو تنہا ہی محسوس کرتی ہوں۔

"میں نے تمھیں اپنی یا اپنے والدین کی کہانی سنانے کے لئے کہا تھا۔ مجھے تمھارے بارے میں جو کچھ معلوم ہو چکا ہے اس سے میں نے اندازہ لگا لیا ہے کہ میری کہانی تمھارے لئے حیرت انگیز ثابت نہ ہوگی۔ لیکن ہرے مریخیوں کے درمیان اس کی کوئی مثال نہیں ہے اور نہ ہی قصے کہانیوں میں اس طرح کے واقعے کا کہیں ذکر آتا ہے

"میری ماں اس وقت بہت چھوٹی تھی یا یوں سمجھ لیا جائے کہ اس کے ذمے سرداروں نے قوم کی آبادی بڑھانے کا بار نہیں ڈالا تھا۔ وہ ہرے مریخیوں کے مقابلے میں سخت دل بھی واقع نہیں ہوئی تھی اسی لئے وہ ان کے رسم ورواج کی زیادہ پابندی بھی نہیں کرتی تھی۔ وہ اکثر تھارک کے سنسان مقاموں پر تنہا گھوما کرتی تھی یا پھر پہاڑی کے دامن میں بیٹھکر ایسے ہوائی قلعے تیار کرتی تھی جنھیں آج کی تھارک عورتوں میں صرف میں ہی سمجھ سکتی ہوں کیونکہ میں اس کی بیٹی ہوں۔

وہیں پہاڑی کے دامن میں اس کی ملاقات ایک نوجوان شخص سے ہوئی۔ جس کے ذمہ تھوتس اور زٹداں کو چرانے اور یہ دیکھنے کا کام تھا کہ وہ پہاڑی کے دوسری سمت نہ چلے جائیں۔ شروع شروع میں ان لوگوں نے ادھر ادھر کی

باتیں کرنا شروع کیں۔ پھر دھیرے دھیرے جب ان کی ملاقات بڑھنے لگی تو وہ اپنی اپنی پسند اور اپنی اپنی خواہشات کے بارے میں باتیں کرنے لگے میری ماں کو اس پر بھروسہ تھا اس لئے اس نے اسے بتایا کہ وہ ہرے آدمیوں کی سخت دلی پسند نہیں کرتی۔ وہ ان کے رسم و رواج سے متنفر ہے اور ایک ایسی زندگی گذارنا چاہتی ہے جس میں محبت کے علاوہ کچھ نہ ہو۔ اس کے جواب میں اس نوجوان نے اسے اپنی باہوں میں لے لیا۔

انھوں نے اپنی محبت کو چھ سال تک راز رکھا۔ میری ماں تال ہاجوس کی خدمتگاروں میں سے تھی جبکہ وہ نوجوان صرف ایک معمولی سپاہی تھا اور صرف اپنے ہی ہتھیار اپنے پاس رکھتا تھا اس لئے اگر یہ بات ظاہر ہو جاتی تو پھر تال ہاجوس کے حکم سے ان دونوں ہی کو ختم کر دیا جاتا۔

وہ انڈا جس سے میں پیدا ہوئی تھی شیشے کے ایک برتن میں بہت ہی اونچے لیکن اجڑے ہوئے مینار کے اوپر رکھا گیا تھا۔ میری ماں سال میں ایک بار اسے دیکھنے کے لئے آتی تھی۔ وہ سال میں کئی بار انڈے کو دیکھنے کے لئے جاتی تھی کہ اسے خدشہ تھا کہ کوئی دیکھ نہ لے اس کے علاوہ گناہگار ہونے کی وجہ سے اسے اس بات کا بھی خوف پیدا ہو گیا تھا کہ اس کی ہر حرکت کی نگرانی کی جانے لگی ہے اس درمیان میرے باپ نے کافی نام پیدا کیا اور اس نے کئی سرداروں کو ہلاک کرنے کے بعد انکے اسلحوں پر قبضہ جما لیا۔ لیکن میری ماں سے اس کی محبت کبھی کم نہیں ہوئی، اس لئے وہ اس کوشش میں مصروف رہا کہ جلد سے جلد وہ ایسا مقام حاصل کر لے جہاں تال ہاجوس کے اسلحے پہن سکے اور پھر حکمران ہونے کے بعد اپنی طاقت کے زور پر میری ماں کو اپنی بیوی اور مجھے اپنا بچہ ظاہر کر سکے۔

تال ہاجوس کے جسم سے پانچ سال کے اندر اس کا اسلحہ اتار لینا ایک خواب

ثابت ہوا لیکن اس نے اتنی ترقی ضرور حاصل کر لی کہ اسے تھارک کا ؤنسل میں جگہ مل گئی۔ پھر ایک دن اسے جنوب کی سمت وہاں کے رہنے والوں سے جنگ کرنے کے لئے بھیج دیا گیا تاکہ وہ ان کے سلک دموران سے چھین لائے۔ تھارکیس کا یہی فائدہ ہے۔ جب کوئی شے زبردستی حاصل کی جا سکتی ہو تو اسے حاصل کرنے کے لئے اور کسی قسم کی محنت کرنا پسند نہیں کرتے۔

وہ چار سال تک غائب رہا اور جب وہ واپس آیا تو تمام واقعے کو گذرے ہوئے تین سال گذر چکا کیونکہ اس کی روانگی کے ایک سال بعد ہی ــــ جب ایک پارٹی ننھے مریخیوں کو چہار دیواری سے نکالنے کے لئے بھیجی جا چکی تھی، میں پیدا ہو گئی تھی۔ میری ماں نے مجھے اسی مینار میں محفوظ رکھا اور ہر رات آکر میری دیکھ بھال کرتی رہی۔ اس نے سوچا کہ جب پارٹی ننھے مریخیوں کو لے کر واپس آئے گی تو وہ اسی میں مجھے بھی شامل کر دے گی اس طرح اس کے گناہ کا علم کسی کو نہ ہو سکے گا کہ اس نے ہرے مریخیوں کے رسم و رواج کے خلاف ایک کام کیا ہے

اس نے مجھے جلد جلد ان کے رسم و رواج اور زبان سے آگاہ کیا۔ اس کے ساتھ ہی وہ مجھے یہ بھی برابر سمجھاتی رہی تھی کہ دوسرے بچوں کیساتھ مل کر میں یہ ظاہر نہ کروں گی کہ میں تعلیم میں ان سے آگے ہوں اور اس بات کو بھی راز رکھوں گی کہ میرے والدین کون ہیں۔ اس کے بعد اس نے جھک کر آہستہ سے میرے باپ کا نام مجھے بتایا۔

اسیوقت مینار کا اندھیرا حصہ روشنی سے جگمگا اٹھا اور ہمیں اپنے سامنے سارکوجا کھڑی نظر آئی جس کی آنکھیں نفرت انگیز طریقے سے میری ماں پر جمی ہوئی تھیں اس نے اس طرح کی سخت باتیں کہیں جس سے میرا ننھا دل کانپ اٹھا۔ یہ تو صاف ظاہر تھا کہ اس نے میری ماں کی پوری کہانی سن لی تھی وہ میری ماں کی راتوں کی غیر حاضری سے

مشتبہ ہوگئی تھی اور اس پر نظر رکھنے لگی تھی اس کا نتیجہ تھا کہ وہ اس وقت ہمارے سامنے موجود کھڑی ہمیں نفرت سے دیکھ رہی تھی۔

"ایک بات وہ نہیں سن سکی تھی اور نہ ہی اسے معلوم ہے وہ میرے باپ کا نام ہے جو میری ماں نے مجھے بہت آہستہ سے بتایا تھا۔ اس نے میری ماں پر بہت زور ڈالا کہ وہ اپنے گناہ کے ساتھی کا نام بتا دے لیکن ماں نے بتانے سے صاف انکار کر دیا۔ اس نے مجھے اذیتوں سے بچانے کے لئے یہ بھی کہہ دیا کہ میں بھی اس کے نام سے واقف نہیں ہوں اور نہ ہی میری ماں کے علاوہ اس کے نام سے کوئی اور واقف ہو سکے گا۔

"آخر سار کوجا ناکام ہو کر تال باجوس کو خبر کرنے کے لئے چلی گئی اس کے جانے کے بعد میری ماں نے مجھے اپنے سلک دھوریں لپیٹ لیا تا کہ مجھے کوئی دیکھ نہ سکے اور پھر تیزی سے جنوب کی سمت شہر چھوڑ کر روانہ ہوگئی۔ اس کا ارادہ اس شخص کے پاس جانے کا تھا جس سے وہ محبت کرتی تھی کیونکہ وہ مرنے سے پیشتر ایک بار اس سے ملاقات کر لینا چاہتی تھی۔

"ہم ابھی جنوب کی سمت شہر کی حد سے باہر نکلے ہی تھے کہ ہمیں پہاڑی کی دوسری سمت اس درے کے درمیان، تھوٹس کے غرانے اور اسلحوں کے ٹکرانے کی آوازیں سنائی دیں جس کے ذریعہ شہر کے باہر یا اندر آیا جا سکتا تھا۔ ان آوازوں سے صاف ظاہر تھا کہ آنے والوں کی تعداد کافی ہے اس لئے میری ماں نے سوچا کہ شاید میرا باپ واپس آرہا ہے۔ پھر بھی اس نے ہوشیاری سے کام لیتے ہوئے یہی بہتر سمجھا کہ وہ کہیں پوشیدہ ہو جائے اور پوری طرح یقین کر لینے کے بعد دوسروں کے سامنے آجائے۔

"وہ تیزی سے واپس ہو کر سب سے پہلی عمارت کے دروازے کے اندر چھپ کر کھڑی ہوگئی اور انتظار کرنے لگی۔ جلد ہی وہ گروہ اس جگہ پہنچ گیا جہاں میری ماں

چھپی ہوئی تھی۔ اسی وقت نزدیکی چاند بھی نکل آیا اور اس کی روشنی میں میری ماں نے دیکھا کہ وہ میرے باپ کا گروہ نہیں بلکہ ان لوگوں کا گروہ ہے جو بچوں کو چہار دیواری سے نکال لینے کے لئے بھیجے گئے تھے۔ شہر میں داخل ہوتے ہی وہ کچھ بے پرواہ سے ہوگئے اور میری ماں نے عمل کرنے کے لئے فوراً ایک پلان بنا لیا جیسے ہی ایک تھوٹی گاڑی اس عمارت کے پاس سے گذری جس میں میری ماں چھپی ہوئی تھی وہ جھپٹ کر باہر نکلی اور اس گاڑی کے پائدان پر جھک کر بیٹھ گئی تاکہ اندھیرے میں اس پر کسی کی نظر نہ پڑ سکے۔

" وہ جانتی تھی کہ اس رات کے بعد وہ مجھے پھر اپنے سینے سے نہ لگا سکے گی اور ممکنات میں سے یہ بھی تھا کہ ہم ایک دوسرے کو پھر کبھی دیکھ ہی نہ سکیں بہر حال اس نے مجھے بھی اسوقت موقع پاتے ہی بچوں میں شامل کر دیا جب وہ سب ایک جگہ اکٹھا کر کے گئے۔ ہم سب دوسرے دن تال ہاجوس کے پاس پہنچا دیئے گئے تھے جس نے ہمیں دوسرے سرداروں کے درمیان تقسیم کر دیا تھا۔

" اس رات کے بعد میں نے پھر کبھی اپنی ماں کو نہیں دیکھا۔ اسے تال ہاجوس نے قید کر لیا تھا اور اسے ہر قسم کی تکلیف اس لئے پہنچائی گئی تھی تاکہ وہ میرے باپ کا نام ظاہر کر دے۔ لیکن وہ تال ہاجوس کے قہقہوں کو سہتی ہوئی خاموش رہی تھی وہ اذیتیں برداشت کرتے ہوئے مر گئی تھی لیکن اس نے میرے باپ کا نام ظاہر نہیں کیا تھا۔

" مجھے یہ بعد میں معلوم ہوا کہ اس نے میرے بارے میں ان لوگوں سے کہا تھا کہ اس نے مجھے ان کی اذیتوں سے بچانے کے لئے میرے جسم کو سفید گوریلوں کے درمیان پھینک دیا ہے صرف سارکوجا ہی ایک ایسی تھی جس نے اس کی بات پر یقین نہیں کیا تھا اور اب میں یہ محسوس کر رہی ہوں جیسے اسے مجھ ہی پر میری پیدائش کے بارے میں

شبہ ہے۔ لیکن وہ اس کا اعلان نہیں کرسکتی۔ وہ مجبور ہے کیونکہ میرے خیال میں اس نے یہ بھی اندازہ لگالیا ہے کہ میرا باپ کون ہے۔

"جس وقت وہ واپس آیا اور اسے میری ماں کے مرنے کا حال تال ہاجوس کی زبانی معلوم ہوا تو اس نے اپنی کسی بھی حرکت سے اپنے جذبات کا اظہار نہیں ہونے دیا۔ اس وقت میں وہیں موجود تھی جب تال ہاجوس نے خوشی حاصل کرتے ہوئے اس کے تڑپ تڑپ کر مرنے کا حال بیان کیا تھا۔ وہ سنگدلوں سے بھی کہیں زیادہ سنگدل ہے۔ اسی دن سے میں اس لمحے کے آنے کا انتظار کررہی ہوں جب میرا باپ اس مقام کو حاصل کرنے میں کامیاب ہوجائے گا جسے حاصل کرنا اس کی سب سے بڑی خواہش ہے وہ تال ہاجوس کو اپنے پیروں کے نیچے داب کر ہی خوشی حاصل کرسکتا ہے مجھے یقین ہے وہ موقع کی تلاش میں ہے تاکہ انتقام لے سکے یہ جذبہ اس کے دل میں آج بھی اسی طرح موجود ہے جس طرح آج سے چالیس سال پیشتر تھا۔ جان کارٹر وہ ایک دن میری ماں کا انتقام ضرور لے گا۔

"کیا تمھارا باپ ہمارے ساتھ ہے سولا؟"

"ہاں" اس نے جواب دیا "لیکن اسے میرے بارے میں معلوم نہیں ہے کہ میں کون ہوں اور نہ ہی اسے یہ معلوم ہے کہ تال ہاجوس تک میری ماں کے بارے کسی نے خبر پہنچائی تھی۔ صرف میں ہی ایک ایسی ہوں جو اپنے باپ کا نام جانتی ہوں اور صرف میں، تال ہاجوس اور سارکوجا اس بات کو جانتے ہیں کہ اسی نے تال ہاجوس سے میری ماں کی چغلی کھائی تھی جس کے نتیجے میں اسے اذیتوں سے تڑپ تڑپ کر جان دینا پر مجبور ہونا پڑا تھا۔

ہم چند لمحے تک خاموش بیٹھے رہے۔ وہ اپنے بھیانک ماضی کے بارے میں سوچتی رہی اور میں یہ سوچتا رہا کہ کس طرح ہر سے مریخیوں کے رسم و رواج نے اسکی

پیار بھری زندگی میں زہر بھر دیا ہے۔ آخروہ بولی۔
" جان کارٹر، مجھے تم پر بھروسہ ہے اور شاید اسکی وجہ سے کبھی تمھیں دیجاہ تھورس
یا مجھے کوئی مدد مل سکے، میں تمھیں اپنے باپ کا نام بتانے جارہی ہوں میں اس کے لئے
کوئی شرط نہیں رکھتی کیونکہ میں جانتی ہوں کہ تمھارے سچ بولنے سے اگر کسی کو نقصان پہنچنے
کا احتمال ہوگا تو تم کبھی سچ نہ بولو گے بلکہ جھوٹ بول کر اسے بچالو گے لیکن وقت
پڑنے پر میری طرف سے اجازت ہے کہ تم بہتر سمجھتے ہوئے سچ بول سکتے ہو میرے باپ کا
نام تار ترکاس ہے۔"

سولھواں باب

فرار کی تیاری

تھارک تک کے باقی سفر میں کوئی واقعہ پیش نہیں آیا۔ ہم بیس دن تک سڑکوں
خشک اور سمندر کی تہہ میں سفر کرتے رہے۔ ہمارے راستے میں کئی اجاڑ شہر بھی
آئے لیکن وہ سب کوراڈ سے چھوٹے ہی تھے۔ دو بار ہم مریخیوں کی بنائی ہوئی نہروں
کے پاس سے گذرے۔ جب کبھی ہم اس کے پاس پہنچتے تھے ایک شخص کو دوربین دے کر
پہلے ہی آگے بھیج دیا جاتا تھا تاکہ وہ چاروں طرف دیکھ لے وہاں کوئی موجود نہیں
ہے جب ہمیں آس پاس سرخ مریخیوں کا کوئی فوجی دستہ نظر نہیں آتا تھا تو ہم اس طرح
چھپ کر آگے بڑھتے تھے کہ ہمیں کوئی دیکھ نہ لے جب کبھی ہم کھیتوں کے پاس سے
گذرتے تھے تو ہمیں اور بھی ہوشیاری سے کام لینا پڑتا تھا اور ایسے موقعوں پر ہم ٹھہر کر
آرام بھی نہیں کرتے تھے۔ ایک بار جب ہم کھیتوں کے گرد کھڑی ہوئی اونچی چہار دیواری
کے پاس سے گذر رہے تھے تو یکایک سورج بھی نکل آیا تھا اور ہمیں ہر خطرے کو مول
لے کر دن میں سفر کرنے پر مجبور ہونا پڑا تھا۔

اندھیرے میں سفر کرتے ہوئے مجھے زیادہ کچھ نظر نہیں آتا تھا لیکن جب کبھی
بارسوم کا نزدیکی چاند نکلتا تھا تو مجھے کھیتوں کی چہار دیواریاں اور دور دور بنے ہوئے
چھوٹے چھوٹے خوبصورت مکان ضرور نظر آجایا کرتے تھے جن کی ساخت ہمارے
دنیا کے مکانوں سے بہت کچھ ملتی جلتی ہوتی تھی۔ مجھے وہاں درخت بھی قطاروں میں کھڑے
نظر آئے اور کچھ تو ان میں سے بہت ہی اونچے تھے وہاں چہار دیواری کی دوسری سمت
جانور بھی موجود تھے کیونکہ ان کے غرانے کی آواز کبھی کبھی ہمیں سنائی دی جاتی تھی۔

مجھے صرف ایک بار ایک انسان کو دیکھنے کا موقع ملا۔ یہ اسوقت کا واقعہ ہے جب ہم سرخ مریخیوں کے کھیتوں سے تھوڑا ہٹ کر سفر کر رہے تھے۔ وہ شخص سڑک کے کنارے پڑا ہوا سو رہا تھا۔ میں نے اسے کہنیوں کے بل اٹھ کر اپنی سمت دیکھتے ہوئے دیکھا۔ اور یہ دیکھتے ہوئے کہ ہم کون ہیں وہ اچھل کر کھڑا ہوا اور بھاگ کر ایک نزدیکی دیوار پر کسی بلی کی سی پھرتی کے ساتھ چڑھ گیا تھا۔ ہرے آدمیوں نے اس کی طرف کوئی توجہ نہیں دی کیونکہ اس وقت وہ جنگ کرنے کے لیے تیار نہیں تھے۔ ہاں انھوں نے اپنی رفتار ضرور تیز کر دی تاکہ جلد سے جلد اس صحرا میں داخل ہو جائیں جہاں سے تال ہاجوس کی حکمرانی شروع ہو جاتی ہے۔

اس درمیان میں ایک بار بھی دیجاہ تھورس سے نہیں ملا اسلئے کہ اس نے مجھے بلایا نہیں تھا اور میں زبردستی اس کے پاس جانا نہیں چاہتا تھا۔ کیونکہ میری خودداری یہ گوارا کرنے کے لئے تیار نہ تھی۔

بارسوم کی سرزمین پر پورے بیس دن تک سفر کرنے کے بعد ہم وہاں کے قدیم شہر تھارک میں داخل ہوئے جہاں کے نام کی وجہ سے ہی ہرے آدمی تھارک کہلاتے ہیں ہرے آدمیوں کی کل تعداد تقریباً تیس ہزار ہے اور وہ پچیس فرقے میں بٹے ہوئے ہیں ہر فرقے کا علیحدہ علیحدہ جد اور اس سے کم درجے کے سردار ہیں لیکن وہ سب ملکہ تال ہاجوس کے زیر اثر رہتے ہیں جو تھارک کا جدک کہلاتا ہے اس قدیم شہر تھارک میں صرف پانچ فرقے کے لوگ رہتے ہیں باقی بارسوم پر ادھر ادھر اجڑے ہوئے ان شہروں میں رہتے ہیں جو تال ہاجوس کے زیر اثر سمجھے جاتے ہیں۔

ہم وہاں کے عظیم میدان میں دوپہر کو داخل ہوئے۔ کسی نے ہمارا استقبال نہیں کیا اور نہ ہی اسی قسم کا کوئی جوش ظاہر کیا گیا جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہاں کے لوگوں کو ہمارے پہنچنے سے کوئی خوشی حاصل ہوئی ہے لیکن جب انھیں ہم قیدیوں کے بارے میں

اطلاع ملی تو ان کی دلچسپی بڑھ گئی اور ہر شخص ہمارے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے لئے بے چین ہو اٹھا۔

ہمیں جلد ہی ہمارے نئے کوارٹروں میں پہنچا دیا گیا جہاں میں نے دن کا باقی حصہ اپنے آرام کا انتظام کرتے ہوئے گذرا۔ مجھے رہنے کے لئے جو مکان ملا تھا وہ بہت ہی بڑا تھا اور اس شاہراہ پہ واقع تھا جو جنوب کی سمت سے وہاں کے بڑے میدان میں داخل ہوتی تھی۔ مجھے اس مکان میں بھی کوراد کی طرح بہترین چیزیں دیکھنے کو ملیں لیکن یہاں کی چیزیں کوراد کے مقابلے میں کہیں زیادہ قیمتی تھیں۔ میرا مکان زمین پر کسی شہنشاہ کے رہنے کے کام میں آسکتا تھا لیکن ان عجیب مخلوقوں کو اس سے کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ وہ صرف یہ دیکھتے تھے کہ مکان کس قدر بڑا ہے۔ مکان جس قدر بڑا ہوتا تھا اسی قدر وہ اسے پسند کرتے تھے خواہ وہ رہنے کے قابل ہو یا نہ ہو اور یہی وجہ ہے کہ تال باجوس شہر کی سب سے بڑی عمارت میں رہتا تھا جو کسی اور کام میں تو آسکتی تھی لیکن رہنے کے لئے عمدہ جگہ نہیں تھی۔ اس سے چھوٹی عمارت لارکواس ہٹومل کی تھی، جو دوسرے نمبر کا حکمران تھا۔ اسی طرح اور باقی سرداروں نے اپنے لئے مکانوں کا انتخاب کر رکھا تھا۔ باقی معمولی لوگ یا تو ان سرداروں کے ساتھ رہتے تھے جن کے وہ ماتحت ہوتے تھے یا پھر اپنے لئے کسی ایسے مکان کا انتخاب کر لیتے تھے جسے وہ اپنے رہنے کے لئے بہتر سمجھتے تھے لیکن یہ مکان میدان کے اردگرد نہیں ہو سکتے تھے کیونکہ صرف سردار ہی ان مکانوں میں رہ سکتے تھے جن کا رخ میدان کی سمت ہوتا اور جو میدان کے اردگرد بنے ہوئے تھے۔

جب میں اپنے رہنے کا پوری طرح انتظام کرنے سے فارغ ہوا تو سورج غروب ہونے کا وقت ہو چکا تھا۔ میں اس خیال سے باہر نکلا کہ چل کر دیکھ لوں

سولا اور دیجاہ تھورس کے رہنے کا کیا انتظام کیا گیا ہے اس کے علاوہ اب میں نے یہ بھی طے کر لیا تھا کہ مجھے دیجاہ تھورس سے ملکر اسے سمجھانا چاہئے کہ جب تک میں اس کے فرار ہونے کا انتظام نہیں کر دیتا وہ مجھ سے برابر ملتی رہا کرے۔ تمام دن انھیں تلاش کرنے کی میری کوششیں رائیگاں گئیں آخر اسوقت جبکہ سورج کا ایک گوشہ آسمان پر دکھائی دے رہا تھا مجھے وولا کا بدصورت چہرہ ایک عمارت کی دوسرے منزل کی کھڑکی سے جھانکتا ہوا نظر آگیا وہ مکان اسی شاہراہ کی دوسری سمت واقع تھا جہاں مجھے رہنے کے لئے جگہ ملی تھی لیکن یہ مکان میدان سے کچھ قریب تھا جبکہ میرا کافی فاصلے پر واقع تھا

میں تیزی سے اسی طرف بڑھا جہاں سب سے پہلے میری ملاقات وولا سے ہوئی جو مجھے دیکھ کر خوشی سے اچھل کر میرے اوپر آ رہا اور میں اسی کے ساتھ فرش پر لڑھک گیا۔ اس نے اپنا چوڑا منہ اس طرح کھول دیا کہ اس کے دانتوں کی تین قطاریں صاف نظر آنے لگیں۔

اسے ڈانٹ کر خاموش کرتے ہوئے میں وہاں پھیلنے والے اندھیرے کے درمیان دیجاہ تھورس کو تلاش کرنے لگا۔ وہ مجھے نظر نہیں آئی۔ میں نے اس کا نام لیکر پکارا تو کمرے کے دوسری سمت سے مجھے جواب میں ایک ہلکی آواز سنائی دی میں تیز قدموں سے چلتا ہوا اس جگہ پہنچ گیا جہاں دیجاہ تھورس سلک دھوں میں لپٹی ہوئی لیٹی تھی۔ میرے وہاں پہنچتے ہی وہ اٹھ کر سیدھی کھڑی ہو گئی اور میری آنکھوں میں آنکھ ڈالتے ہوئے بولی۔

”وہ تارس ترکس کیا چاہتا ہے ؟“ اس نے میرا وہ نام لیا جو دو سرداروں کو مارنے کے بعد مجھے ملا ہے۔

”دیجاہ تھورس، میں یہ تو نہیں جانتا کہ میری کس بات پر تم ناراض ہوئی ہو

لیکن یقین کرو میں نے یہ کبھی نہیں سوچا ہے کہ میری وجہ سے تمھیں کسی قسم کی تکلیف پہنچ جائے۔ میں نے ہمیشہ تمھاری بھلائی کے بارے میں سوچا ہے اور اب بھی سوچ رہا ہوں۔ اگر کسی طرح میں تمھارے فرار کا انتظام کر سکا تو تمھیں اس معاملے میں مجھے مدد دینی پڑے گی۔ باقی دوسرے معاملوں میں تم اپنی مرضی کی مختار ہو۔ یہ میری التجا نہیں حکم ہے۔ جب تم حفاظت سے اپنے باپ کے پاس پہنچ جاؤ گی اس وقت تمھارے جی میں جو آئے کرنا لیکن اب سے اس وقت تک تمھیں میرے حکم کی پابندی کرنی پڑے گی۔ میں تمھارا ماسٹر ہوں اور تمھیں ہر حالت میں میرے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے میری مدد کرنی ہوگی۔

اس نے اپنی نگاہیں میرے چہرے پر جما دیں اور میں سمجھ گیا کہ وہ نرم پڑ رہی ہے۔

"میں سمجھ گئی دوتار سوجات" وہ بولی۔ "لیکن میں ابھی تک تمھیں نہیں سمجھ سکی ہوں۔ تم کبھی بچے بن جاتے ہو اور کبھی جوان، کبھی ظالم اور کبھی رحم دل کاش میں تمھارے دل کو پڑھ سکتی۔"

"اپنے پیروں کے نیچے دیکھو دیجاہ تھوریس وہ اس وقت سے تمھارے قدموں کے نیچے پڑا ہوا ہے جب میں نے تمھیں پہلی بار کوراڈ کے اجڑے ہوئے شہر میں دیکھا تھا۔ میرا دل اس وقت تک وہیں رہے گا جب تک میری موت واقع نہ ہو جائیگی۔"

وہ ایک قدم آگے آئی۔ اس نے عجیب طرح سے اپنے ہاتھوں کو آگے پھیلا دیا "تمھارے کہنے کا مطلب کیا ہے جان کارٹر۔" وہ پھسپھسائی۔ "تم کیا کہہ رہے ہو۔"

"میں وہ بات کہہ رہا ہوں جسے اس وقت تک تم سے نہ کہنے کا میں نے ارادہ کر رکھا تھا جب تک کہ تم سبز آدمیوں کی قیدی ہو۔ اس کے علاوہ پچھلے

بیس دنوں کے تمھارے سلوک نے بھی مجھے یہ کہنے سے روک رکھا تھا۔ دیجاہ تھورس میں کہہ رہا ہوں کہ میں تمھارا ہوں۔ میرا جسم، میری روح تمھارے لئے ہے۔ میں تمھارا خادم ہوں اور تمھارے لئے ہی اپنی جان دینا پسند کروں گا۔ اس کے عوض میں میں صرف اتنا چاہتا ہوں کہ تم اس وقت تک میری کسی غلطی پر دھیان نہ دو۔ جب تک تم حفاظت کے ساتھ اپنے باپ کے پاس نہیں پہنچ جاتیں چونکہ میں تمھارے رسم رواج سے پوری طرح واقف نہیں ہوں اس لئے میری کسی بھی حرکت سے تمھارے جذبات کو ٹھیس پہنچ سکتی ہے لیکن اسے تمھیں نظر انداز کرنا ہو گا کیونکہ میں تمھاری اور صرف تمھاری حفاظت کا کام کرتے جا رہا ہوں۔

"جان کارٹر میں تمھاری اس خدمت کے آگے اپنا سر نہیں جھکاتی جو تم میرے لئے کرتے جا رہے ہو لیکن میں تمھارے حکم کے آگے اپنا سر جھکاتی ہوں۔ تمھارے الفاظ میرے لئے قانون کے برابر ہوں گے۔ میں نے دو بار تمھیں سمجھنے میں غلطی کی ہے اس کے لئے میں معافی چاہتی ہوں۔

اس سے پیشتر کہ ہم اور کچھ گفتگو کر سکتے سولا کمرے میں داخل ہوئی۔ وہ کچھ گھبرائی ہوئی نظر آ رہی تھی۔

"سارکوجا تال ہاجوس کے پاس گئی تھی۔" وہ بولی اور جو کچھ میں نے لوگوں کی زبانی سنا ہے اس سے تم دونوں کے بچنے کی امید بہت کم نظر آتی ہے۔

"کیا سنا ہے؟" دیجاہ تھورس نے پوچھا۔

"یہی کہ تمھیں اس وقت جنگلی کیلٹ (کتے) کے سامنے پھینکا جائے گا۔ جب تمام لوگ سالانہ کھیل میں حصہ لینے کے لئے جمع ہو جائیں گے۔

"سولا" میں نے کہا۔ "تم تھارک ہو لیکن ان کے رسم و رواج کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتی ہو۔ کیا تم بھی ہمارے ساتھ فرار ہونے کی کوشش نہیں کر سکتیں

مجھے یقین ہے دیجاہ تھوریس اپنے آدمیوں کے ساتھ تمہارے رہنے اور حفاظت کا انتظام کردے گی۔

"ہاں۔" دیجاہ تھوریس خوش ہو کر بولی "سولا، تم یہاں سے کہیں زیادہ بہتر حالت میں ہیلیم میں رہو گی۔ میں تمہیں مکان ہی دینے کا وعدہ نہیں کرتی بلکہ اسکا بھی وعدہ کرتی ہوں کہ وہاں تمہیں محبت کی نظر سے بھی دیکھا جائے گا جو یہاں تمہارے رسم و رواج سے عنقا ہے۔ چلو سولا۔ ہم تمہارے بغیر بھی جا سکتے ہیں کہیں اگر انہیں کسی طرح شبہ ہو گیا کہ ہمارے فرار ہونے میں تمہارا بھی ہاتھ ہے تو پھر وہ تمہیں زندہ نہ چھوڑیں گے۔ میں جانتی ہوں اس خوف سے بھی تم ڈر کر ہمارے فرار کے راستے مسدود کرنے پر تیار نہ ہو گی لیکن میں چاہتی ہوں کہ تم بھی میرے ساتھ چلو۔ میں چاہتی ہوں تم بھی ہنسی خوشی اپنے دن گزار سکو اور ان لوگوں کے درمیان رہ سکو جو محبت کے معنی جانتے ہیں کہو سولا تم میرے ساتھ چلو گی۔ کہو۔ ہاں۔"

"وہ بڑی نہر جو ہیلیم کی سمت جاتی ہے یہاں سے قریب پچاس میل کے فاصلے پر ہے۔" وہ اس طرح بولی جیسے خود سے کہہ رہی ہے "ایک تیز رفتار تھوٹس یہ فاصلہ تین گھنٹے میں طے کر سکتا ہے۔ پھر پانچ سو میل کا سفر ہیلیم تک کا ہو گا۔ جس کے راستے میں بہت ہی کم آبادی والے مقامات آئیں گے۔ لیکن انھیں ہمارے فرار ہونے کی اطلاع ہو جائے گی اور پھر ہمارا تعاقب کیا جائے گا۔ ہم کچھ عرصے کے لئے درختوں کے درمیان چھپ سکتے ہیں لیکن حفاظت کے ساتھ فرار ہو جانے کے امکانات بہت کم ہیں وہ ہمارا تعاقب ہیلیم کے عظیم پھاٹک تک کریں گے۔ تم انھیں اچھی طرح نہیں سمجھ سکے ہو۔"

"کیا ہیلیم تک پہنچنے کا اور کوئی دوسرا راستہ نہیں ہے۔" میں نے پوچھا۔ دیجاہ تھوریس کیا تم اس علاقے کا خاکہ کھینچ سکتی ہوں جہاں جہاں سے ہمیں گزرنا ہو گا

"ہاں" یہ کہتے ہوئے اس نے اپنے بالوں سے ایک ہیرا نکالکر سنگ مرمر کے فرش پہ میری نظروں سے گذرنے والا پہلا بارسوم کا نقشہ کھینچا۔ اس میں ہر طرف لمبی لمبی لکیریں پھیلی ہوئی تھیں جو چکر کھاتی ہوئی آگے بڑھتی تھیں پھر ایک دائرے کے نشان سے جا کر مل جاتی تھیں جہاں سے کچھ اور لائنیں نکل کر ادھر ادھر پھیل جاتی تھیں۔ دیجاہ تھورس نے بتایا کہ لکیریں شاہراہ اور دائرے شہر ہیں۔ شہر ہیلیم شمال مشرق کے کونے میں واقع تھا۔ اس کے اردگرد اور بھی شہر تھے لیکن دیجاہ نے بتایا کہ وہ ان میں داخل ہونے کی ہمت نہیں کر سکتی کیوں کہ انکے تعلقات ہیلیم سے دوستانہ نہیں ہیں۔

نقشے کو ہوشیاری سے چاند کی روشنی میں دیکھنے کے بعد — جو کھڑکیوں کی راہ سے اندر آرہی تھی، میں نے ایک شاہراہ کی سمت اشارہ کیا جو ہیلیم کی کی سمت جاتی ہوئی معلوم پڑتی تھی۔

"کیا اس راستے سے ہم وہاں نہیں پہنچ سکتے" میں نے پوچھا۔

"پہنچ سکتے ہیں" دیجاہ تھورس نے جواب دیا "لیکن یہ شہر سے دو سو میل شمال کی جانب واقع ہے۔ یہ ان نہروں میں سے ایک ہے جنھیں یہاں آتے ہوئے ہم نے پار کیا تھا۔

"وہ لوگ یہ شبہ کبھی نہیں کر سکتے ہم اپنے فرار کے لئے اس قدر لمبے راستے کا انتخاب کریں گے" میں نے کہا "اسی وجہ سے میں اس راستے کو اپنے فرار ہونے کا بہتر راستہ سمجھتا ہوں۔

سولا میری رائے سے متفق ہو گئی اور یہ طے ہو گیا کہ ہم آج رات کو ہی تھارک سے فرار ہونے کی کوشش کریں گے۔ مجھے اپنے ساتھ اپنے دونوں تھوٹس بھی لے جانا تھے تاکہ ایک پر سولا اور دیجاہ تھورس اور دوسرے پر میں سوار ہو سکوں

ہم نے یہ بھی طے کیا کہ کم سے کم ہمارے پاس اتنا کھانا ضرور ہونا چاہئے جو دو دن تک چل سکے۔ جہاں تک جانوروں کا سوال تھا وہ ہر جگہ پھیلی ہوئی گھاس سے اپنا پیٹ بھر سکتے تھے۔

میں نے سولا کو بتایا کہ وہ دیجاہ تھورس کو اپنے ساتھ لیکر جنوبی حصہ شہر سے باہر نکل کر میرا انتظار کرے گی جہاں جلد سے جلد میں اپنے تھوٹس کے ساتھ پہنچنے کی کوشش کرونگا۔ انھیں کھانے وغیرہ کا انتظام کرنے کے لئے چھوڑ کر میں باہر نکلا اور ٹہلتا ہوا اس جگہ پہنچ گیا جہاں ہمارے جانوروں کے ٹھہرنے کا انتظام تھا۔ وہ بے چینی سے ادھر ادھر ٹہل رہے تھے جیسا کہ ان کی عادت تھی۔ اس سے صاف ظاہر ہوجاتا ہے کہ یہ مخلوق اپنی زندگی کس قدر غصے میں گذارتی تھی۔

ابھی تک وہ خاموش تھے کیونکہ ان کے پاس انسانی بو نہیں پہنچ رہی تھی لیکن میرے وہاں پہنچتے ہی وہ اور زیادہ بے چین ہو اٹھے اور ساتھ ہی غرانے بھی لگے تھوٹس کے احاطے میں رات کے وقت تنہا داخل ہونا بہت ہی خطرے کا کام تھا کیونکہ ان کی آوازوں سے دوسرے لوگ اندازہ لگا سکتے کہ کچھ گڑبڑ ہے یا پھر وہ درندے غصے میں آکر مجھ ہی پر حملہ آور ہو سکتے تھے۔

میں نے یہ خطرہ مول لینا منظور نہیں کیا کیونکہ میرے فرار کا دارومدار خاموشی ہی تھا اسی لئے میں ادھر سے ہٹ کر مکانوں کی کھڑکیوں کے ذریعے آگے بڑھتا ہوا اس طرف پہنچ گیا جہاں سے ایک پھاٹک شہر کے عقب کی طرف کھلتا تھا۔ وہاں پہنچنے کے بعد میں نے آہستہ سے اپنے تھوٹس کو آواز دی۔ یہ میرا ان سے ہمدردی و پیار کرنے کا نتیجہ تھا کہ جلد ہی میں نے دو تھوٹس دوسروں کے درمیان سے ہوکر اپنی سمت آتے ہوئے دیکھے۔

وہ میرے پاس پہنچ کر اپنی تھوتھنی میرے جسم سے رگڑنے لگے اور میری طرف

اس کھانے کی امید میں دیکھنے لگے جو ایسے موقعوں پر میں برابر انھیں دیا کرتا تھا میں نے ان پر ہاتھ پھیرتے ہوئے پھاٹک کھولا اور انھیں باہر نکلنے کا حکم دیا اسکے بعد میں نے بھی باہر نکل کر پھاٹک بند کر دیا۔

میں نے اس جگہ ان پر زین وغیرہ رکھنے یا ان پر سوار ہونے کی زحمت گوارا نہیں کی۔ میں انھیں عمارتوں کے سائے میں لے کر آگے بڑھتا ہوا اس سمت چلنے لگا جہاں میں نے سولا اور دیجاہ تھورس سے ملاقات کرنا طے کر رکھا تھا ہم شہر کی عمارتوں کے سائے اور سنسان سڑکوں کو پار کرتے ہوئے آخر شہر کی حدود سے باہر نکل آئے اس وقت میں نے اطمینان کی سانس لی۔ میں نے سوچا تھا کہ سولا اور دیجاہ تھورس مقررہ مقام پر آسانی سے پہنچ جائیں گی جب کہ میرے ساتھ تھوٹس کے ہونے کی وجہ سے دشواریاں پیش آسکتی تھیں۔ شہر کے باہر پہنچتے ہی میں نے سوچا کہ اب خطرے کا کوئی خدشہ نہیں رہ گیا ہے کیونکہ اب رات ہو چکی تھی اور وہاں کے لوگ راتوں کو نکلنا پسند نہ کرتے۔

میں طے کئے ہوئے مقام پر پہنچ گیا لیکن مجھے وہاں سولا اور دیجاہ تھورس دکھائی نہ دیں۔ میں نے یہ سوچتے ہوئے اپنے جانوروں کو پاس کی عمارت میں چھپا دیا کہ ممکن ہے سولا سے گفتگو کرنے کے لئے اس کی کوئی ساتھی آگئی ہو اور اسی وجہ سے دیر ہو گئی ہو لیکن جب پورا ایک گھنٹہ گذر گیا تو میری بے چینی بڑھنے لگی وہ ابھی تک نہیں آئی تھیں۔ آدھ گھنٹہ اور گذر گیا۔ پھر آدھ گھنٹہ اور گذرنے کے بعد میں یہ سوچ ہی رہا تھا کہ مجھے واپس چل کر ان کے بارے میں معلومات حاصل کرنا چاہئیں کہ مجھے ایسی آوازیں سنائی دیں جیسے کچھ لوگ میری سمت آرہے ہیں وہ جلد ہی میرے پاس پہنچ گئے۔ اپنے پوشیدہ مقام سے میں نے جھانک کر دیکھا تو مجھے قریب بیس سوار نظر آئے۔ میرے پاس سے گذرتے ہوئے

ان میں سے ایک نے کچھ ایسی باتیں کیں جنھیں سن کر میرے دل کی دھڑکن تیز ہو گئی "اس نے شہر سے باہر ہیں کہیں ملاقات کرنے کی جگہ مقرر کر رکھی ہو گی اسلئے ــــ اس سے زیادہ میں نہ سن سکا کیونکہ وہ آگے نکل گئے تھے ہمارے فرار کی اسکیم کا راز کھل چکا تھا اور اب فرار ہونے کے امکانات بہت کم رہ گئے تھے۔ اس لئے میرے لئے صرف ایک ہی چارہ کار تھا کہ میں دیجاہ تھورس کے گوار ٹر پہ پہنچ کر یہ معلوم کرنے کی کوشش کروں کہ کیا واقعہ ظہور میں آیا ہے۔ لیکن اپنے ساتھ کے ان تھوٹس کا کیا کیا جائے۔ اب شہر کے لوگ بیدار ہو چکے ہوں گے اور ان تھوٹس کو اپنے ساتھ لے جانا اپنے کو ظاہر کر دینے کے برابر تھا۔

یکایک ایک خیال میرے ذہن میں آیا۔ قدیم مریخی شہروں کی قریب قریب ہر عمارت کے درمیان میں میں نے ایک احاطہ ایسا ضرور دیکھا تھا جس میں جانور باندھے جا سکتے تھے۔ اسی خیال کے زیر اثر میں اپنے تھوٹس کو اندھیرے میں لیکر عمارت کے اندر کی سمت بڑھا۔ ہم نے کئی دروازے پار کئے۔ تھوٹس کے جسموں کے لحاظ سے دروازے کچھ چھوٹے ہی تھے لیکن پھر بھی وہ کسی نہ کسی طرح اس سے باہر نکل آتے تھے۔ میں انھیں آہستہ آہستہ اپنے ساتھ آنے کے لئے اشارہ کرتا جاتا تھا۔ آخر ہم درمیانی حصے میں پہنچ گئے اور میرے خیال کے مطابق وہاں ایک احاطہ بھی مل گیا جس میں ان کے کھانے کیلئے کافی گھاس بھری تھی مجھے اطمینان ہو گیا کہ اب وہ کسی طرح کا شور نہیں مچائیں گے اسکے علاوہ یہ خطرہ بھی نہیں تھا کہ سبز مریخی انھیں وہاں دیکھ لیں گے کیونکہ وہ صرف اسی عمارت میں داخل ہوتے تھے جس میں وہ رہتے تھے باقی عمارتوں میں وہ داخل ہونے کی کوشش نہیں کرتے تھے شاید اسکی وجہ یہ تھی کہ انھیں ہمیشہ سفید گوریلوں کے ہاتھوں میں پڑ جانے کا خطرہ رہتا تھا۔

اپنے جانوروں کو چھپانے کے بعد میں اس عمارت کے عقبی حصے سے باہر نکلا

اور پھر کھڑا ہو کر انتظار کرنے لگا۔ اس بات کا یقین کرنے کے بعد کہ اس پاس کوئی موجود نہیں ہے میں تیزی سے درمیانی راستے کو طے کر کے دوسری عمارت میں پہونچ گیا۔ اسی طرح مکانوں میں داخل ہوتے اور نکلتے ہوئے میں کسی کی نظروں میں آئے بغیر اس عمارت کی عقب میں آسانی سے پہنچ گیا جس میں دیجاہ تھورس ٹھہری ہوئی تھی۔

یہاں مجھے ان لوگوں کے تھوٹس گھومتے ہوئے نظر آئے جو پہلو کی عمارت میں ٹھہرے ہوئے تھے اس کے علاوہ امید کی جا سکتی تھی کہ وہاں ہرے آدمی بھی موجود ہو سکتے ہیں۔ خدا کا شکر ہے کہ میں اوپری منزل تک پہنچنے کا ایک دوسرا طریقہ بھی جانتا تھا۔ سب سے پہلے میں نے اس بات کا اندازہ لگایا کہ دیجاہ تھورس کس عمارت کی کس منزل پر ٹھہری ہوئی ہے کیونکہ اس سے پہلے عقبی حصے سے مجھے اس عمارت کو دیکھنے کا موقع نہیں مل سکا تھا۔ کچھ دیر بعد میں اپنی پھرتی سے کام لیتے ہوئے اچھلا اور پھر ایک عمارت کی دوسری منزل کی کھڑکی سے لٹک گیا جو میرے خیال میں دیجاہ تھورس کے فلیٹ کے عقبی کمرے میں تھی اپنے کو اوپر اٹھاتے ہوئے میں کمرے میں داخل ہوا اور پھر آہستہ آہستہ سامنے حصے کی سمت بڑھنے لگا۔ جب تک میں دروازے تک نہیں پہنچ گیا مجھے کسی قسم کی آواز نہیں سنائی دی لیکن دروازے کے پاس پہنچتے ہی مجھے معلوم ہوا کہ دوسرے کمرے میں لوگ موجود ہیں میں یکایک ان پر حملہ آور نہیں ہوا کیونکہ میں پہلے یقین کر لینا چاہتا تھا کہ دیجاہ تھورس محفوظ ہے یا نہیں یہ میرے لئے اچھا ہی ثابت ہوا کیونکہ ان لوگوں کی گفتگو سن کر میں ایک ایسی بات سے واقف ہو گیا جو مجھے دیجاہ تھورس تک پہنچنے میں مدد دے سکتی تھی۔ بولنے والا کوئی سردار تھا جو اپنے ماتحتوں کو حکم دے رہا تھا۔ "اور جب وہ واپس یہاں آئے" وہ کہہ رہا تھا "کیونکہ جب اسکی ملاقات

شہر سے باہر اس لڑکی سے نہ ہو گی تو وہ یہاں ضرور واپس آئے گا۔ تو تم چاروں کا کام اسے پکڑ کر اسے نہتا کر دینا ہوگا۔ اگر کوراڈ سے آئی ہوئی اطلاع صحیح ہے تو پھر اسے قابو میں کرنے کے لئے تم چاروں کو ذہنی پوری طاقت سے کام لینا ہوگا اسے پکڑنے اور باندھنے کے بعد تمہارا کام ہوگا کہ اسے جڈک کی عمارت میں کسی ایسی جگہ لیجا کر کھمبے سے باندھ دینا کہ تال ہاجوس کا حکم ہوتے ہی اسے اس کے سامنے پہنچایا جا سکے۔ اسے کسی سے بات کرنے کی اجازت نہ دینا اور نہ ہی اسکی واپسی تک اس جگہ کسی کو داخل ہونے دینا کیونکہ اب وہ لڑکی رات کو واپس نہیں آئیگی وہ تال ہاجوس کی آغوش میں رات بسر کرے گی اس کے آباؤ اجداد اس بعزتی پر شائد پاگل ہی ہو جائیں۔ سارکوجا نے آج رات بہت بڑا کارنامہ انجام دیا ہے اب میں جاتا ہوں۔ لیکن اس کی واپسی پر اگر تم اسے پکڑنے میں ناکامیاب رہے تو پھر تمھیں دریائے آئس کی سرد آغوش میں ہی پناہ مل سکے گی۔

سترھواں باب

گرفتاری

اپنی بات ختم کرنے کے بعد وہ سردار اسی دروازے کی سمت بڑھا جہاں میں کھڑا اس کی باتیں سن رہا تھا۔ لیکن اب مجھے وہاں اور کھڑے رہنے کی ضرورت ہی نہیں تھی کیونکہ میں نے جو کچھ سنا تھا وہی میرے لیے کافی تھا۔ اس لئے میں آہستگی سے اسی راستے سے واپس ہو گیا جس راستے سے وہاں پہنچا تھا۔ میں نے اس گفتگو کو سننے کے درمیان میں طے کر لیا تھا کہ مجھے کیا کرنا ہے اس لئے عمارت سے نکلنے کے بعد میں دوسری عمارتوں کی آڑ لیتا ہوا اس عمارت کی عقب میں پہنچ کر کھڑا ہو گیا جس میں تال ہاجس کا قیام تھا۔

اس کی پہلی منزل پر ہوتی ہی تیز روشنی نے مجھے بتا دیا کہ مجھے کہاں جانا ہے میں نے آگے بڑھ کر ایک کھڑکی سے اندر کی سمت جھانکا تو مجھے معلوم ہوا کہ وہ ہرے مردوں اور عورتوں سے بھرا ہوا ہے اور میں اپنی امید کے مطابق اس راستے سے اوپری منزل تک نہیں پہنچ سکتا۔ میں نے اوپر کی سمت دیکھا تو مجھے تیسری منزل پر بالکل اندھیرا چھایا نظر آیا اس لئے اسی راستے سے میں نے عمارت میں داخل ہونے کا فیصلہ کیا۔ مجھے وہاں پہنچنے میں دیر نہیں لگی۔ عمارت کی کھڑکی پکڑنے کے بعد میں آسانی سے کمرے میں داخل ہو گیا۔

خوش قسمتی سے وہ کمرہ جس میں داخل ہوا بالکل ہی خالی تھا۔ میں آہستہ آہستہ آگے بڑھا دروازے کے پاس پہنچتے ہی مجھے معلوم ہوا کہ باہر روشنی ہو رہی ہے کافی ہوشیاری سے کام لیتے ہوئے میں نے دروازے کو تھوڑا سا کھول کر باہر دیکھا تو

مجھے معلوم ہوا کہ وہاں گیلری بنی ہوئی ہے اور نیچے ایک بڑا ہال ہے جس کی چھت تیسری منزل پر جا کر بنی ہوئی ہے۔ نیچے ہال کا فرش سرداروں، مردوں اور عورتوں سے بھرا ہوا تھا اور ہال کے ایک سرے پر بنے ہوئے پلیٹ فارم پر ایک ایسا عظیم الجثہ ہرا شخص بیٹھا تھا جس پر میری نظر پہلی بار پڑ رہی تھی اس میں ہرے آدمیوں کی تمام خصوصیات موجود تھیں۔

اس کے سامنے دیجاہ تھورس اور سولا کھڑی تھیں اور وہ انھیں اپنی بڑی بڑی آنکھوں سے دیکھ کر عجیب طرح سے مسکرا رہا تھا۔ میرا تمام جسم غصے کی وجہ سے کانپنے لگا۔ دیجاہ تھورس اس سے کچھ کہہ رہی تھی جسے میں نہ سن سکا۔ اس کے جواب میں اس نے کیا کہا میں یہ بھی نہ سن سکا کیونکہ غرانے کی آواز کے سوا میں اور کچھ نہ سن سکا تھا وہ اس کے سامنے اپنا سر اونچے کئے کھڑی رہی۔ میں اس قدر فاصلے پر ہوتے ہوئے بھی دیکھ سکتا تھا کہ اس کے چہرے پر مایوسی چھائی ہوئی ہے لیکن پھر بھی وہ اس لئے تن کر کھڑی ہوئی تھی تاکہ یہ نہ سمجھ لیا جائے وہ خوفزدہ ہے وہ واقعی ہزاروں جدک کے سردار کی بیٹی تھی وہ اپنے نازک اور ننھے جسم کے ساتھ ان لمبے آدمیوں کے درمیان اس طرح کھڑی ہوئی تھی جیسے وہ ان سے کہیں بڑی ہے اور واقعی وہ بڑی تھی۔ میرا تو خیال ہے وہاں موجود ہرے مریخی بھی یہی سوچ رہے تھے۔

آخر تال ہاجوس نے ہاتھ کا اشارہ کیا کہ اسے تنہا چھوڑ دیا جائے دھیرے دھیرے وہاں موجود لوگ میری نظروں سے اوجھل ہو کر اندھیرے میں غائب ہو گئے اب ہال میں صرف دیجاہ تھورس، سولا اور تھارکس کا جدک رہ گیا تھا۔
ایک سردار نے ہال کے باہر جانے سے پیشتر ضرور ہچکچاہٹ ظاہر کی تھی میں نے اسے ایک ستون کی آڑ میں کھڑے ہو کر بے چینی سے اپنی تلوار کے دستے پر ہاتھ پھیرتے

ہوئے دیکھا۔ اس کی آنکھیں نفرت سے تال ہاجوس پر جمی ہوئی تھیں وہ تارز کاس تھا اور اسوقت اس کا چہرہ ایک کھلی کتاب کی طرح تھا جسے کوئی بھی دیکھ کر معلوم کرسکتا تھا کہ وہ کیا سوچ رہا ہے۔ وہ اس عورت کے بارے میں سوچ رہا تھا جو آج سے چالیس سال پیشتر اسی طرح تال ہاجوس کے سامنے کھڑی کی گئی تھی۔ اگر میں اس وقت ایک لفظ بھی اس کے کان میں کہنے میں کامیاب ہوجاتا ہوتا تو مجھے یقین ہے تال ہاجوس کی حکومت اسی وقت ختم ہوگئی ہوتی۔ آخر وہ بھی خود ہی اپنی ہی بیٹی کو اس شخص کے رحم وکرم پر چھوڑ کر چلا گیا جس سے وہ نفرت کرتا تھا۔

تال ہاجوس اپنی جگہ سے اٹھا اور میں اس کے اٹھنے کے مقصد کا اندازہ لگاتے ہوئے اس طرف بھاگا جدھر نیچے جانے کے لئے زینہ بنا ہوا تھا، میرے راستے میں کوئی نہیں آیا اور میں زینہ طے کرتا ہوا ہال میں اسی ستون کی آڑ میں جاکر کھڑا ہوگیا جہاں کچھ دیر پیشتر تارز کاس کھڑا رہا تھا جیسے ہی میں نیچے پہنچا میں نے تال ہاجوس کو کہتے ہوئے سنا۔

"ہیلیم کی شہزادی، میں تمھارے عوض میں تمھارے لوگوں سے بہت کچھ حاصل کرسکتا ہوں لیکن میں ایسا نہیں کرسکتا کیونکہ میں اس سے ہزار درجہ بہتر تمھارے خوبصورت جسم کو اذیتوں سے تڑپتا ہوا دیکھنا پسند کروں گا۔ اذیتوں کا یہ سلسلہ بہت لمبا ہوگا۔ میں پورے دس دن تک تمھارے جسم کو تڑپتا ہوا دیکھ کر یہ ظاہر کروں گا کہ مجھے تم لوگوں سے کس قدر نفرت ہے۔ تمھاری موت ایسی خوفناک ہوگی کہ سرخ انسان اسے صدیوں تک فراموش نہ کرسکیں گے آہ، تمھیں تڑپتا ہوا دیکھکر مجھے کس قدر خوشی حاصل ہوگی اسے میں بیان نہیں کرسکتا۔ لیکن اس سے پیشتر تمھیں اذیتیں دینا شروع کی جائیں تم ایک رات کے لئے میری بن کر رہوگی اسکی اطلاع ہیلیم کے جدک، تمھارے دادا تاردوس مورس تک پہنچا دی جائے گی تاکہ وہ

اس غم میں گھل گھل کر مرے کہ اس کی پوتی نے ایک ہرے آدمی کے ساتھ رات بسر کی تھی۔ کل سے اذیتوں کا سلسلہ شروع کیا جائے گا۔ آج کی رات تم تال ہاجس کی ہو۔ آؤ۔"

اس نے جھپٹ کر اسے پکڑ لیا لیکن ابھی وہ مشکل سے ہی اسے ہاتھ لگا پایا تھا کہ میں اچھل کر ان کے درمیان پہنچ گیا۔ میرے ہاتھ میں میری چھوٹی تلوار تھی اور اس کے سنبھلنے سے پیشتر ہی میں اس کا خاتمہ آسانی سے کر سکتا تھا۔ لیکن جیسے ہی میں نے ہاتھ اٹھایا مجھے تارس تارکاس کی یاد آگئی اور میں اپنے اس غصے اور نفرت کے باوجود بھی وہ کام کرنے کے لئے تیار نہ ہو سکا جسے کرنے کے لئے تارکاس ایک زمانے سے انتظار کر رہا تھا لیکن موقع حاصل نہیں کر پا رہا تھا اسی لئے اپنی تلوار سے کام لینے کے بجائے میں نے اس کے جبڑے پر اپنی پوری طاقت سے ایک گھونسہ جما دیا۔ وہ بغیر آواز پیدا کئے ہوئے کسی مردے کی طرح فرش پر لڑھک گیا۔

میں نے دیجاہ تھورس کا ہاتھ پکڑا اور سولا کو اپنے ساتھ آنے کا اشارہ کر کے تیزی سے ہال کو پار کرتے ہوئے زینہ طے کرنے لگا جو اوپری منزل پر جاتا تھا ہم بغیر کسی کی نظر میں آئے ہوئے اوپر کھڑکی کے پاس پہنچ گئے۔ یہاں سے میں نے اپنے چمڑے کی پیٹی اور پیر میں بندھی ہوئی پٹیوں کے سہارے پہلے سولا کو اور پھر دیجاہ تھورس کو نیچے اتارا اس کے بعد میں بھی نیچے کودا اور زمین پر آہستگی سے گرتے ہوئے انھیں ساتھ لے کر، عمارتوں کے سائے میں چھپتا ہوا شہر سے باہر اس مکان کی سمت بڑھنے لگا۔ جہاں میرے تھوٹس موجود تھے۔

ہم جلدی ہی اس جگہ پہنچ گئے میں نے جلدی جلدی انھیں سفر کے لئے تیار کیا پھر مکان سے باہر نکالنے کے بعد ایک پر سولا کو سوار کیا، اور خود دیجاہ تھورس

کے ساتھ دوسرے پر سوار ہو کر شہر تھارک کے جنوب میں واقع پہاڑیوں کی سمت روانہ ہو گیا۔

ہم نئے شہر کا چکر لگا کر شمال مشرق کی سمت واقع نزدیکی نہر کی طرف جانے کے بجائے اپنے تھوٹس کا رخ جنوب مغرب کی طرف موڑ دیا جدھر دو سو میل کے فاصلے پر وہ نہر بہتی ہوئی تھی جو ہیلیم کی سمت جاتی تھی۔

ہم میں سے اس وقت تک کوئی نہیں بولا جب تک ہم شہر سے کافی فاصلے پر نہیں پہنچ گئے۔ لیکن اس درمیان میں نے دیجاہ تھورس کے رونے کی آواز ضرور سنی جو مجھ سے لپٹی ہوئی تھی اور جس نے اپنا پیارا سر میرے شانے پر ٹکا دکھا تھا۔

اگر ہم کامیاب ہو گئے میرے سردار تو ہیلیم تمھیں وہ عزت بخشے گا جو اب تک کسی کو نہیں مل سکی ہے اور اگر ہم ناکامیاب رہے تو ہیلیم اس سے واقف نہ ہو سکے گا۔ لیکن پھر بھی، تم نے جو کارنامہ انجام دیا ہے اسے میں مرنے کے بعد بھی فراموش نہ کر سکوں گی کیونکہ تم نے مجھے موت سے بھی زیادہ تلخ شے سے نجات دلائی ہے "

میں نے کوئی جواب دینے کے بجائے اس کی ان انگلیوں کو پیار سے دبایا جو مجھے پکڑے ہوئی تھیں اس کے بعد ہم خاموشی سے اپنے اپنے خیال میں محو اندھیری رات میں زرد گھاس پر سفر کرتے رہے جہاں تک میرا تعلق ہے اپنے جسم سے دیجاہ تھورس کے جسم کو لپٹے ہوئے محسوس کر کے میں ایک عجیب خوشی کا احساس کر رہا تھا اور ابھی تک خطرے میں ہونے کے باوجود، میرا دل اس طرح خوشی سے بھرا ہوا تھا جیسے ہم ہیلیم کے پھاٹک پر پہونچ گئے ہوں۔

ہمارا شروع کا بنایا ہوا پلان اس طرح درہم برہم ہوگیا تھا کہ ہم اپنے ساتھ کھانے پینے کا سامان بھی نہیں لا سکے تھے اس کے علاوہ صرف میں ہی تنہا مسلح تھا اس لئے ہم اپنے جانوروں کو تیز سے تیز چلنے پر مجبور کرتے رہے تاکہ جلد سے جلد ہم دور سے دور پہنچ جائیں۔

ہم تمام رات اور پھر تمام دن سفر کرتے رہے دوسری رات آنے تک اپنے جانوروں کے ساتھ ہی ہم خود بھی بہت تھک چکے تھے اس لئے زرد گھاس پر آرام کرنے کے لئے لیٹ گئے۔ پانچ یا چھ گھنٹے تک سونے کے بعد ہم نے پھر اپنا سفر شروع کر دیا اور صبح تک سفر کرتے رہے۔ پھر تمام دن سفر کرنے کے بعد جب ہمیں دوپہر کے بعد بھی درخت نظر نہیں آئے جو بارسوم کی ہر نہر کے کنارے پائے جاتے ہیں ـــ تو ہم پر ایک خوفناک حقیقت ظاہر ہوئی۔ ہم راستہ بھول چکے تھے۔

دراصل ہم سفر کرتے رہے لیکن دن کو سورج اور رات کو چاند سے بھی سمت کا اندازہ لگانے میں ناکامیاب رہے تھے بہرحال اس وقت دور دور تک ہمیں کہیں نہر کا نشان نظر نہ آرہا تھا اور ہم سب جانوروں کے ساتھ ہی بھوک، پیاس اور تھکن سے بے جان ہو کر گرنے کے قریب پہنچ چکے تھے ہمارے سامنے اونچی پہاڑیوں کا سلسلہ پھیلا ہوا نظر آرہا تھا اس لئے ہم نے طے کیا کہ ہمیں وہاں تک پہنچنے کی کوشش ضرور کرنا چاہئے ممکن ہے کسی اونچے مقام سے ہمیں کہیں پر نہر کا نشان نظر آجائے جس وقت ہم اس پہاڑی کے پاس پہنچے تو رات ہوگئی ہم تھک کر چور چور ہو چکے تھے اس لئے فوراً ہی لیٹ کر سو گئے۔

دوسری صبح میری آنکھ اس وقت کھلی تو کوئی بڑی شئے میرے جسم سے اپنے جسم کو رگڑ رہی تھی۔ میں نے دیکھا وہ وولا تھا جو اپنی وفاداری کا ثبوت دے رہا تھا اپنی باہوں کو اس کی گردن کے گرد ڈالتے ہوئے میں نے اپنا رخسار اس کے

چہرے پر رکھ دیا اور میری آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ تھوڑی دیر بعد دیجاہ تھورس اور سولا بھی بیدار ہو گئی اور ہم نے طے کیا ہمیں پہاڑی کے پاس پہنچنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

ہم نے ابھی مشکل سے ایک میل کا سفر طے کیا ہو گا کہ مجھے معلوم ہوا کہ میرا تھوٹس لنگڑا رہا ہے اور پھر یکایک وہ فرش پر لڑھک کر بے بسی سے ہاتھ پیر ٹپکنے لگا دیجاہ تھورس کے ساتھ میں بھی اس سے کچھ فاصلے پر جا کر گرا۔ لیکن گھاس کی وجہ سے ہمیں زیادہ چوٹ نہیں آسکی۔ سولا نے مجھے بتایا کہ رات کی سردی اور آرام کرنے کے بعد وہ ٹھیک ہو جائے گا اسلئے میں نے اسے مار کر تکلیف سے نجات دلانے کا ارادہ ترک کر دیا۔ اسے تمام بندھنوں سے آزاد کر کے ہم نے اسے اس کے حال پر چھوڑ دیا اور پھر پہاڑی کی سمت بڑھنے لگے اب صرف دیجاہ تھورس ہی اپنی مرضی کے خلاف باقی بچے ہوئے ایک تھوٹس پر سوار تھی جبکہ سولا میرے ساتھ پیدل چل رہی تھی۔ اس طرح سفر کرتے ہوئے ہم نے ایک میل کا راستہ اور طے کیا تھا کہ دیجاہ تھورس — جو تھوٹس پر سوار ہونے کی وجہ سے دور دور تک کی چیزیں دیکھ سکتی، چیخی کہ اسے ایک بڑی پارٹی نظر آرہی ہے۔ میں نے بھی اس طرف دیکھا جدھر وہ اشارہ کر رہی تھی اور مجھے کئی سو سوار صاف نظر آگئے جو ہم سے کچھ میل کے فاصلے پر پہاڑی کے ایک درے سے باہر نکل رہے تھے۔ ان کا رخ جنوب مشرق کی سمت تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ وہ ہماری سمت آنے کے بجائے مخالف سمت کو جا رہے تھے۔

وہ ضرور ہی تھارک تھے جنھیں ہمیں گرفتار کرنے کے لئے بھیجا گیا تھا انھیں مخالف سمت جاتے دیکھ کر ہم سب نے اطمینان کی سانس لی۔ دیجاہ تھورس کو تھوٹس پر سے گھسیٹتے ہوئے میں نے اپنے جانور کو لیٹ جانے کا حکم دیا اور پھر اسی کے ساتھ

ہم تینوں بھی لیٹ گئے تاکہ اگر ان کی نظر ہماری سمت اٹھ بھی جائے تو وہ ہمیں نہ دیکھ سکیں۔

وہ پہاڑی کے درے سے نکل کر چند منٹ تک ہماری نظروں کے سامنے رہنے کے بعد ایک ٹیلے کے عقب میں جا کر غائب ہوتے جاتے رہے تھے اس لئے ہمارے لئے یہ خطرہ اور بھی کم ہو گیا کہ وہ ہمیں دیکھ لیں گے۔ ہم خوش تھے کہ خطرہ دور ہوتا جا رہا ہے لیکن یکایک آخری شخص درے سے باہر نکلنے کے بعد کھڑا ہو گیا اور اپنی دوربین کو آنکھوں سے لگا کر چاروں سمت کا معائنہ کرنے لگا وہ کوئی سردار تھا کیونکہ مریخیوں کا سردار ہمیشہ اپنے آدمیوں کے عقب میں ہی چلتا ہے جیسے ہی اس کی دوربین کا رخ ہماری سمت ہوا ہمارے دلوں کی دھڑکن بند سی ہو گئی اور میں اپنے تمام جسم سے سرد پسینہ نکلتا ہوا محسوس کرنے لگا۔

آخر اس کی دوربین کا رخ ہماری سمت ہو کر اپنی جگہ پر ٹھہر گیا اور میں نے محسوس کیا کہ میرے جسم کی رگیں پھٹنے والی ہیں۔ شائد ہی ہم میں سے کسی نے اسوقت تک سانس لیا ہو گا جب تک اس کی دوربین کا رخ ہماری طرف رہا تھا تھوڑی دیر بعد اس نے دوربین نیچے کرنے کے بعد چیخ کر کوئی حکم دیا اور پھر اپنے ساتھیوں کا انتظار کئے بغیر تیزی سے ہماری سمت بڑھنے لگا۔

اب صرف ایک ہی چارہ کار تھا جس پر عمل کیا جا سکتا تھا۔ میں نے اپنی مریخی رائفل اٹھاتے ہوئے اپنے شانے سے لگائی اور نشانہ لینے کے بعد اس بٹن کو دبا دیا جو ٹریگر کو قابو میں رکھتا تھا گولی اس کے جسم سے جا کر ٹکرائی، پھٹی اور وہ اپنی سواری پر سے اچھل کر پشت کے بل دور جا گرا۔

اس کے گرتے ہی میں اچھل کر کھڑا ہوا اور اپنے تھوٹس کو اٹھنے کا حکم دیتے ہوئے میں نے سولا کو سمجھایا کہ وہ دیجاہ تھورس کو اپنے ساتھ لے کر جلد سے جلد ۔۔ میرے

مریخیوں کے میرے پاس پہنچنے سے بیشتر پہاڑی تک پہنچ جائے۔ مجھے امید تھی کہ اس جگہ انھیں چھپنے کے لئے کہیں نہ کہیں کوئی غار وغیرہ ضرور مل جائے گا۔ حالانکہ اس صورت میں بھوک اور پیاس سے تڑپ تڑپ کر مرنے کی امید تھی لیکن ہرے آدمیوں کے ہاتھ میں پڑنے سے یہ اسے کہیں زیادہ بہتر سمجھتا تھا۔ میں نے ان دونوں کے ہاتھوں میں اپنا ریوالور دے دیا تاکہ وہ اپنی حفاظت کر سکیں اور آخری صورت میں اسی کے ذریعے اپنی تمام مصیبتوں سے نجات بھی حاصل کر سکیں۔ میں نے دیجاہ تھورس کو اپنے بازؤں میں اٹھا کر سولا کے پہلو میں تھوٹس پر سوار کرا دیا

"الوداع میری شہزادی" میں نے آہستہ سے کہا اگر میں ان لوگوں کے ہاتھوں سے بچ گیا تو ہماری ملاقات ہیلیم میں ضرور ہوگی" میں نے مسکرانے کی کوشش کی۔

"کیا" وہ چیخی۔ کیا تم ہمارے ساتھ نہیں چلو گے۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے دیجاہ تھورس" میں نے جواب دیا "انھیں روکنے کے لئے ہم میں سے کسی نہ کسی کا ٹھہرنا ضروری ہے اور اس کے علاوہ وہ دو کے ساتھ رہتے ہوئے میں تنہا اپنی حفاظت اچھی طرح کر سکوں گا۔

وہ تھوٹس پر سے نیچے کود پڑی اور میری گردن میں اپنی باہیں پھیلاتے ہوئے سولا کی سمت گھوم کر بولی "تم بھاگ جاؤ سولا۔ دیجاہ تھورس اسی کے ساتھ رہے گی جس سے وہ پیار کرتی ہے"

یہ الفاظ آج بھی میرے دل پر کندہ ہیں۔ انھیں ایک بار اور سننے کے عوض میں خوشی سے ہزار بار اپنی جان دے سکتا تھا لیکن اس سے لطف اندوز ہونے کے لئے اس وقت میرے پاس ایک لمحے کا بھی وقت نہیں تھا میں نے پہلی بار اس کے لبوں پر اپنے لب رکھتے ہوئے دوبارہ اٹھا کر اسے تھوٹس پر بٹھا دیا اور سولا کو حکم دیا کہ وہ زبردستی اسے اپنے ساتھ لیجائے اس کے بعد میں نے تھوٹس کی پشت پر چوٹ

بھاگتی اور وہ بھاگ کھڑا ہوا دیجاہ تھورس اب بھی اپنے کو سولا کی گرفت سے چھڑانے کی کوشش کر رہی تھی۔

میں نے گھوم کر دیکھا کہ ہرے مریخی ٹیلے کی آڑ سے باہر نکل کر اپنے چیف کو ڈھونڈھ رہے ہیں۔ جلد ہی ان کی نظر اس پر پڑ گئی۔ لیکن اس سے پیشتر کہ وہ مجھے دیکھ سکتے میں نے ان پر گولیاں چلانی شروع کر دیں۔ اسوقت میرے رائفل کی میگزین میں پورے سو کارتوس تھے اور سو میری پیٹی میں لگے ہوئے تھے میں لگاتار اسوقت تک گولیاں چلاتا رہا جبتک ٹیلے سے باہر نکلنے والے سپاہی مردہ ہو کر گر نہیں پڑے یا چھپ نہیں سکے۔

مجھے صرف چند منٹ کا ہی موقع مل سکا کیونکہ جلد ہی پھر پوری پارٹی ٹیلے کے عقب سے سامنے آگئی اور تیزی سے میری سمت دوڑنے لگی۔ میں نے پھر ان پر گولیاں چلانی شروع کر دیں۔ جس وقت میرے کارتوس ختم ہوئے وہ میرے بہت نزدیک پہنچ چکے تھے۔ میں نے گھوم کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ سولا اور دیجاہ تھورس پہاڑیوں پر پہنچ کر غائب ہو گئی ہیں۔ میں اپنی بیکار رائفل پھینکتے ہوئے اچھل کر کھڑا ہوا اور پھر دیجاہ تھورس اور سولا سے سمت مخالف میں تیزی سے دوڑنے لگا۔

ہرے مریخیوں کی توجہ پوری طرح میری سمت تھی وہ دیجاہ تھورس سے دور ہوتے جا رہے تھے لیکن جیسے انھوں نے فیصلہ کر لیا تھا کہ انھیں ہر حالت میں مجھے گرفتار کرنا ہے۔

وہ میرے عقب میں اسوقت تک دوڑتے رہے جب تک کہ میں ایک جگہ ٹھوکر کھا کر منھ کے بل نہیں گر پڑا۔ میرے اٹھنے سے پیشتر ہی وہ میرے سر پر پہنچ گئے۔ حالانکہ میں نے اپنی تلوار نکالنے کی کوشش کی تھی تاکہ جد و جہد

کرتا ہوا مڑوں، لیکن اس سے پیشتر ہی سب کچھ ہو گیا۔ کوئی بھاری شے میرے سر سے ٹکرائی اور میں اس کی چوٹ سے چکرا کر گر پڑا۔ میری آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا اور میں بیہوش ہو کر گر پڑا۔

اٹھارھواں باب

وارہون کا قیدی

میری بیہوشی ضرور ہی کئی گھنٹے کے بعد دور ہوئی ہوگی۔ مجھے یاد ہے ہوش میں آتے ہی مجھے اس بات پر سخت حیرت ہوئی تھی کہ ابھی تک میں زندہ ہوں۔

میں ایک کمرے میں سلک دسمور کے درمیان پڑا ہوا تھا۔ اس جگہ کئی ہرے مریخی موجود تھے اور ایک بوڑھی عورت اپنا بدصورت چہرہ لئے ہوئے مجھ پر جھکی ہوئی مجھے دیکھ رہی تھی۔

میری آنکھ کھلتے ہی وہ پاس کھڑے ہوئے ایک ہرے شخص کی سمت گھومتے ہوئے بولی۔

"اب یہ بچ جائے گا جلد۔"

"اچھا ہی ہے" اس شخص نے میرے نزدیک آتے ہوئے کہا "ہمیں اسے عظیم کھیل کے درمیان دیکھ کر خوشی ہوگی۔"

اب میں نے اسے غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ وہ تھارک نہیں ہے کیونکہ اسکے اسلحے اور زیورات تھارک کی طرح کے نہیں تھے وہ ایک دیوہیکل شخص تھا جسکے سینے و چہرے پر بے شمار زخم کے نشان تھے۔ اس کا ایک دانت ٹوٹا ہوا تھا اور ایک کان غائب تھا۔ اس کے گلے میں کئی انسانوں کی کھوپڑیاں اور ہاتھ چمڑے کے فیتے سے بندھے ہوئے لٹک رہے تھے۔

کچھ دیر اور اس بڈھی عورت سے گفتگو کرنے کے بعد — جب اس عورت نے اسے پوری طرح یقین دلا دیا کہ میں سفر کرنے کے قابل ہوں تو اس نے اپنے ساتھیوں کو

سفر پہ روانہ ہو جانے کے لئے حکم دیا۔
مجھے ایک تھوٹس کے جسم سے بیدردی کے ساتھ باندھ دیا گیا دو سوار میرے پہلو میں رہے تاکہ میرا تھوٹس بھاگ نہ سکے، اور اس صورت میں ہم نے اپنا سفر شروع کیا۔ میرے زخم مجھے زیادہ تکلیف نہیں پہنچا رہے تھے کیونکہ اس عورت کے مرہموں اور انجکشنوں نے جادو کا اثر دکھایا تھا۔ میرے زخموں پر اس نے پٹی بھی باندھ دی
رات ہوتے ہوتے ہم اس جگہ پہنچ گئے جہاں ان کے باقی ساتھی پہلے سے پہنچ گئے تھے اور رات کو ٹھہرنے کا انتظام کر رہے تھے۔ مجھے جلد ہی ایک شخص کے سامنے لے جایا گیا جو ان لوگوں کا جدڈک ثابت ہوا۔ اس کے بھی جسم سے بے شمار انسانوں کی کھوپڑیاں اور ہاتھ لٹک رہے تھے اس سے صاف ظاہر ہو جاتا ہے کہ وار ہون کے رہنے والے ہرے موحثی تھارک کے مقابلے میں کس قدر خطرناک ہوتے ہیں۔ وہ ہر اس شخص کی کھوپڑی اور ہاتھ کاٹ کر اپنے گلے میں یہ ظاہر کرنے کے لئے ڈال لیتے تھے کہ وہ کس قدر بہادر ہیں اور انھوں نے کس قدر آدمیوں کو قتل کیا ہے۔
اس جدڈک بارکومس اور جدڈک کرامیں۔ جس نے مجھے گرفتار کیا تھا پہلے ہی سے دشمنی چلی آ رہی تھی کیونکہ ڈاک کو اس کے اطوار سے صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ اپنے حکمران سے نفرت کرتا ہے اور اسی لئے اس کی تعظیم بھی نہیں کرتا کیونکہ وہ جدڈک اس کے مقابلے میں ابھی بہت ہی کم عمر تھا۔
اس نے جدڈک کے سامنے پہنچتے ہی مجھے دھکا دیکر آگے ڈھکیلا اور پھر گرجتی ہوئی آواز میں جس سے دشمنی بھی ظاہر ہوتی تھی بولا۔
میں ایک ایسی عجیب مخلوق کو پکڑ کر لایا ہوں جو تھارک کے زیورات پہنے ہوئے ہے۔ میری خواہش ہے کہ عظیم کھیل کے مقابلہ پر اس کا مقابلہ ایک وحشی تھوٹس سے

کرایا جائے۔

"یہ اسی طرح مرے گا جس طرح تمہارا جدک بارکوسں بہتر سمجھے گا۔ نوجوان حکمران نے جواب دیا۔ "یا پھر ــــ"

"بارکوسں!" ڈاک کوا گرجا "میں اپنے گلے میں پڑے ہوئے ہاتھوں اور کھوپڑیوں کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اسے ہر حالت میں مرنا پڑے گا۔ تمہاری طرف سے ظاہر ہونے والی کوئی کمزوری اسے نہیں بچا سکے گی۔ اوہ، کاش وارہون پر تمہارے بجائے ایک سچا جدک حکمراں ہوتا۔ تمہاری رحم دلی ہمارے لئے خطرناک ہے اور پھر ابھی تمہاری عمر ہی کیا ہے ڈاک کوا تنہا رہ کر بھی تمہارے جسم کے زیورات حاصل کر سکتا ہے۔

بارکوسں چند لمحے تک اپنے گستاخ سردار کو بے خوف نگاہوں سے دیکھتا رہا اور پھر بغیر کوئی اسلحہ نکالے اور بغیر کچھ کہے ہی اچھل کر اپنے دشمن پر جا رہا تھا۔

میں نے آج سے پیشتر یہ نہیں دیکھا تھا کہ دو ہرے مریخی آپس میں کس طرح لڑتے ہیں۔ وہ دونوں آپس میں گتھے ہوئے درندوں کی طرح ایک دوسرے کو نوچ کھسوٹ رہے تھے اور اپنے اپنے دانتوں سے ایک دوسرے کے جسم کو زخمی کر رہے تھے۔ آخر لڑتے لڑتے ان کے جسم خون میں لت پت ہو گئے۔

ابھی تک بارکوسں کا ہی پلہ بھاری تھا کیونکہ وہ ڈاک کوا کے مقابلے میں کم عمر اور زیادہ طاقتور تھا ایک بار ڈاک کوا بارکوسں کو چھوڑ کر پیچھے ہٹا اور بارکوسں سنبھلنے کے لئے اپنی جگہ پر ٹھہر گیا بس اتنا ہی موقع ڈاک کوا کے لئے سود مند ثابت ہو گیا اسنے جھپٹ کر اپنا تنہا دانت بارکوسں کے پیٹ میں داخل کر دیا پھر ایک جھٹکے کے ساتھ اس نے بارکوسں کے جسم کو سینے تک پھاڑ دیا۔ اس کا دانت بارکوسں کے جبڑے میں جا کر اٹک گیا اور پھر دونوں ہی بے جان ہو کر گوشت و خون کے لوتھڑے کی طرح فرش پر

لڑھک گئے۔

بارکوس مر چکا تھا لیکن ڈاک کوا کی عورتوں نے اپنی پراسرار دواؤں کے ذریعے سے مرنے سے بچا لیا۔ تین دن بعد وہ بغیر کسی کا سہارا لئے چلتا ہوا بارکوس کے جسم کے پاس پہنچا جو ان کے رواج کے مطابق اس جگہ سے نہیں ہٹایا گیا جہاں وہ مردہ ہو کر گرا تھا۔ اس نے اس کی گردن پہ اپنا پیر رکھتے ہوئے اپنے کو وارہون کا جدٔک ہونے کا اعلان کر دیا۔

اس کے بعد مرحوم جدٔک کے سر اور ہاتھ کاٹ لئے گئے تاکہ وہ اس کے گلے میں لٹک سکیں اور پھر اس کی ماتحت عورتیں خوفناک قہقہے لگانے میں مصروف ہو گئیں

ڈاک کوا کے زخموں نے اسے کافی دونوں تک آرام کرنے پہ مجبور کیا اس لئے اس نے طے کیا کہ اسے وارہون لوٹ جانا چاہیئے اور اس وقت تک کے لئے اپنا کام بند کر دینا چاہیئے جب تک کہ ان کا سالانہ عظیم کھیل کا تہوار گذر نہیں جاتا دراصل وہ لوگ تھارک سے انتقام لینے کے لئے نکلے تھے کیونکہ تھارک نے انکی چہار دیواری کو توڑ کر ان کے انڈوں کو توڑ ڈالا تھا اور اس کی انھیں اطلاع ہو گئی تھی۔

ہم تین دن تک سفر کرنے کے بعد وارہون پہنچ گئے جہاں مجھے فوراً ہی زنجیروں میں جکڑ کر قید خانے میں ڈال دیا گیا۔ میرے پاس کھانا برابر پہنچایا جاتا رہا لیکن اس جگہ تاریکی ہونے کی وجہ سے میں یہ معلوم کرنے سے قاصر رہا کہ مجھے وہاں رہتے ہوئے کتنا عرصہ گذر چکا ہے۔ یہ میری زندگی کا سب سے خوفناک تجربہ تھا اور مجھے حیرت ہے کہ میں وہاں خوف کی وجہ سے پاگل کیوں نہیں ہو گیا تھا۔ وہ جگہ کیڑے مکوڑوں سے بھری ہوئی تھی۔ جب میں لیٹا تھا تو نہ جانے کیا کیا چیزیں میرے جسم پہ سے گذرتی تھیں اور اندھیرے میں اکثر میں نے خوفناک قسم کی چمکتی ہوئی آنکھیں دیکھیں جو مجھ پہ جمی رہتی تھیں۔ اوپری دنیا کی کوئی آواز مجھ تک نہیں پہنچتی تھی اور نہ ہی میرا

جیلر اس وقت کچھ بولتا تھا جب وہ میرے پاس کھانا لے کر آتا تھا۔ حالانکہ اسکے آتے ہی میں اس پر سوالوں کی بوچھار کر دیا کرتا تھا۔

دھیرے دھیرے میرے ذہن سے اس جگہ کے کیڑوں مکوڑوں کا خیال نکلتا گیا اور آخر میں اس قابل ہو گیا کہ میں اپنے ذہن کو اس مسئلے کی سمت پھیر سکوں جو اس وقت میرے سامنے بہت ضروری تھا۔ اور یہ مسئلہ فرار ہونے سے چھٹکارہ حاصل کرنے کا تھا۔

میں برابر دیکھ رہا تھا کہ میرا جیلر جب کھانا لے کر آتا ہے تو ایسی جگہ رکھتا ہے جہاں سے میں آسانی سے اسے اٹھا سکوں اور جب وہ کھانا رکھنے کے لئے جھکتا ہے تو اس کا سر میرے سینے کے برابر آجاتا ہے اس لئے جب وہ پھر کھانا رکھنے کے لئے آیا تو میں پاگلوں کی سی مکاری کے ساتھ پیچھے ہٹتا دیوار سے جا لگا اور اپنے جسم سے بندھی زنجیر کا بڑھا ہوا حصہ ہاتھ میں لے کر انتظار کرنے لگا۔ جیسے ہی وہ کھانا فرش پر رکھنے کے لئے جھکا میں نے اپنی پوری طاقت سے زنجیر کو گردش دیکر اس کے سر پر دے مارا وہ مردہ ہو کر فرش پر اس طرح گر پڑا کہ اس کے منھ سے آواز تک نہ نکل سکی۔

میں نے پاگلوں کی طرح اپنی کامیابی پر قہقہہ لگایا اور اس کے جسم پر جھک کر اسکی گردن کو ٹٹولنے لگا۔ جلد ہی اس کے گلے میں پڑی ہوئی ایک زنجیر میرے ہاتھ سے ٹکرائی جس میں کئی چابیاں بندھی ہوئی تھیں۔ میں خوش ہو اٹھا۔ میرے فرار ہونے کا ذریعہ میرے ہاتھ آگیا تھا۔

میں اپنے شکار کی گردن سے زنجیر نکالنے کی کوشش کر ہی رہا تھا کہ یکایک میری نظر اوپر اٹھ گئی اور میں نے دیکھا کہ ایک درجن چمکتی ہوئی آنکھیں مجھ پر جمی ہوئی ہیں۔ دھیرے دھیرے وہ آگے بڑھنے لگیں اور میں

پیچھے ہٹنے لگا۔ ایک کونے میں پہنچ کر میں کھڑا ہو گیا۔ وہ آنکھیں آگے بڑھتی رہیں اور پھر میرے شکار کے پاس پہنچ کر ٹھہر گئیں۔ پھر وہ جس طرح آئی تھیں اسی طرح آہستہ آہستہ پیچھے ہٹتی ہوئی دور جا کر میری نظروں سے اوجھل ہو گئیں۔

انیسواں باب
خطرناک کھیل

میں نے کچھ دیر بعد اپنے پر قابو حاصل کیا اور پھر اپنے مرحوم جیلر کے پاس اسکے گلے سے چابیاں نکالنے کے لئے پہنچ گیا لیکن جیسے ہی میں نے اندھیرے میں اس کی گردن کو ہاتھ لگایا میرے خوف کی انتہا نہ رہی کیونکہ چابیاں غائب ہو چکی تھیں اب مجھ پر یہ حقیقت ظاہر ہوئی کہ وہ چمکتی ہوئی آنکھیں مجھ سے میرا انعام چھین کر لے گئی ہیں دو دن تک مجھے کھانے کو نہیں ملا لیکن پھر ایک دوسرا شخص میرے لئے کھانا لایا اور پھر برابر لاتا رہا۔ اس بار میں نے اپنا پہلا والا تجربہ دہرانے کی کوشش نہیں کی کیونکہ اس کا نتیجہ بھی دیکھ چکا تھا۔

اس واقعے کے کچھ عرصے بعد وہاں ایک دوسرا قیدی بھی لایا گیا جسے میری ہی طرح زنجیروں میں جکڑ دیا گیا۔ میں نے ہرے آدمیوں کے مشعل کی روشنی میں دیکھا کہ وہ سرخ آدمی ہے۔ جیسے ہی وہ لوگ اسے مجھ سے فاصلے پر باندھ کر وہاں سے چلے گئے میں نے آہستہ سے آواز دی۔

"تم کون ہو جو اندھیرے سے بول رہے ہو" اس نے پوچھا۔

"میں جان کارٹر، ہیلیم کے لوگوں کا دوست ہوں۔"

"میں بھی ہیلیم کا رہنے والا ہوں" اس نے کہا "لیکن مجھے تمہارا نام یاد نہیں آرہا ہے"

میں نے اسے وہ کہانی سنائی جو ابھی تک میں تحریر کر چکا ہوں لیکن میں نے دیجاہ تھورس سے اپنی محبت کے راز کو ظاہر نہیں کیا۔ وہ ہیلیم کی شہزادی کا حال

سن کر بے چین اٹھا۔ اس نے مجھے یقین دلاتے ہوئے کہا کہ جس جگہ میں نے دیجاہ تھوریس اور سولا کو چھوڑا تھا اس جگہ سے وہ ضرور کسی محفوظ مقام تک پہنچنے میں کامیاب ہو گئی ہوں گی اس نے مجھے بتایا کہ وہ جگہ اس کی دیکھی بھالی ہے اور چونکہ وہاں سے شہر دار ہون تھزب کی سمت پڑتا ہے اس لئے ان کا ہر سے آدمیوں کے ہاتھوں میں پڑجانے کا خطرہ بہت کم ہے۔

"دیجاہ تھوریس اور سولا اس پہاڑی پر اس مقام سے گئی تھیں۔ جہاں سے صرف پانچ میل کے ہی فاصلے پر ایک نہر ہے۔ وہ نہر سیدھی ہیلیم کو جاتی ہے" اس نے مجھے یقین دلایا۔

میرے ساتھی قیدی کا نام کنٹاس کان تھا اور وہ ہیلیم کی ہوائی فوج میں پداور (لفٹننٹ) کا عہدہ رکھتا تھا۔ وہ بھی ان بد قسمت لوگوں میں تھا جو اپنی ریسرچ کے مطابق اسیوقت تھارک کے ہاتھوں میں پھنس گئے تھے۔ جب دیجاہ تھوریس گرفتار ہو گئی تھی۔ اس نے مجھے تفصیل سے بتایا کہ ہوائی جہازوں کے ہارنے کے بعد کیا واقعہ گذر اتھا۔

وہ بری طرح نقصان اٹھا کر زخمی حالت میں ہیلیم کی سمت روانہ ہوئے تھے لیکن شہر زوڈانگا کے پاس سے گذرتے ہوئے ـــ جو بارسوم پر ہیلیم کے سب سے خطرناک دشمنوں کا دارالسلطنت ہے، ان پر وہاں کے جنگی جہازوں نے حملہ کر دیا تھا۔ صرف کنٹاس کان کے جہاز کو چھوڑ کر سب ہی یا تو تباہ ہو گئے تھے یا پھر گرفتار کر لئے گئے تھے اس کے جہاز کا تین دن تک تعاقب کیا گیا تھا لیکن آخر میں ایک اندھیری رات کو وہ زوڈانگا کے جنگی جہازوں کو جھکمہ دینے میں کامیاب ہو گیا تھا۔

دیجاہ تھوریس کی گرفتاری کے تیس دن بعد اس کا جہاز ہیلیم پہنچ گیا تھا۔

دیجاہ تھورس کی گرفتاری کی خبر سنتے ہی اس کی تلاش کے لئے فوراً سات پارٹیاں روانہ کر دی گئی تھیں جس کی ہر پارٹی میں ایک سو جنگی جہاز شامل تھے اس کے علاوہ دو ہزار چھوٹے جہاز بھی برابر چاروں طرف گھوم کر اس کی تلاش کر رہے تھے۔

بارسوم کی دو ٹھہری قوموں کا نام و نشان تک ان جہازوں نے مٹا دیا تھا۔ لیکن ابھی تک وہ دیجاہ تھورس کو پانے میں کامیاب نہیں ہوئے تھے وہ ابھی تک شمال کی سمت ہی میں اس کی تلاش میں مصروف تھے اور اب کچھ دنوں سے انھوں نے اپنی توجہ جنوب کی سمت پھیری تھی۔

کنٹاس کان کو ایک سیٹ کا جہاز ملا تھا اور اب وہ بد قسمتی سے وارہون میں اپنی شہزادی کو تلاش کرتے ہوئے وحشیوں کے ہاتھوں پکڑا گیا تھا اس کی اس بہادری نے میری نظر میں اس کی عزت بڑھا دی کہ وہ تنہا ہی ادھر آیا تھا اور شہر کی حد کے باہر اپنا جہاز چھوڑ کر وارہون کے مکانوں اور تہہ خانوں میں گھوم کر اس شہزادی کو تلاش کر رہا تھا۔ وہ اپنا تمام کام ختم کر کے واپس جا رہا تھا کہ اس پر وارہون کے رہنے والے وحشیوں کی نظر پڑ گئی تھی، اور انھوں نے اسے گرفتار کر لیا تھا

اپنی قید کے درمیان ہم دونوں ایک دوسرے کے گہرے دوست بن گئے ہماری دوستی کا وقفہ کچھ ہی دنوں کا رہا کیونکہ جلد ہی ایک دن ہمیں قید خانے سے کھیل میں حصہ لینے سے باہر نکلنا پڑا۔ ہمیں صبح کے وقت ایک بہت بڑے اسٹیڈیم میں پہنچا دیا گیا۔ وہ کسقدر بڑا تھا اس کا میں اندازہ نہیں لگا سکا لیکن وہ اس قدر بڑا ضرور تھا کہ وارہون کی پوری بیس ہزار کی آبادی آسانی سے بیٹھ گئی تھی۔

وہ اسٹیڈیم کافی بڑا تھا لیکن اس کی حالت ظاہر کر رہی تھی کہ اس کی دیکھ بھال نہیں کی جاتی ہے۔ اس کے گرد وارہون نے شہر سے پتھر لاکر اس طرح رکھ دیے تھے کہ وہ زینہ سا بن گیا تھا جس پر بیٹھا جا سکتا تھا۔ درمیان میں انھوں نے ایک اونچی

چہار دیواری بھی کھڑی کر رکھی تھی تاکہ جانور یا قیدی ان پر ہی حملہ نہ کر دیں۔
مجھے اور کنٹاس کان کو ایک پنجرے میں بند کر کے وہاں لیجایا گیا جہاں پہلے سے بے شمار پنجرے موجود تھے۔ ان پنجروں میں جنگلی کیلٹ، تھوٹس، زنڈار اور بارسوم کے کئی ایسے خطرناک درندے بند تھے جنھیں آج سے پیشتر میں نے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ ان کے غرانے اور چیخنے کی آواز اس قدر تیز تھی کہ کان کے پردے پھٹتے ہوئے معلوم ہو رہے ہے۔ اس جگہ کوئی بہادر سے بہادر شخص بھی دہل جاتا تو کوئی حیرت کی بات نہ ہوتی۔
کنٹاس کان نے مجھے بتایا کہ اس کھیل کے آخر میں ایک قیدی آزاد کر دیا جائے اور باقی مردہ پڑے ہوئے نظر آئیں گے۔ یہ وار ہون کا قاعدہ ہے کہ دن بھر جنگ کرنے والے اور فاتح پر رحم کھا کر وہ اسے آزاد کر دیتے ہیں خواہ وہ فاتح انسان ہو یا جانور۔۔۔ پھر دوسرے دن سے ان پنجروں میں نئے قیدیوں کو بھرنے کا کام شروع ہو جاتا ہے۔
ہمارے وہاں پہنچنے کے تھوڑی دیر بعد ہی دوسرے لوگ وہاں آنا شروع ہوئے اور ایک گھنٹے کے اندر وہ جگہ وار ہون کے رہنے والوں سے کھچا کھچ بھر گئی ڈاک کو ابھی آخر میں اپنے جیڈوں کے ساتھ آ کر ایک اونچے پلیٹ فارم پر بیٹھ گیا جو اسٹیڈیم کے درمیان میں بنا ہوا تھا۔
ڈاک کو اسکے اشارہ کرتے ہی دو پنجروں کے دروازے کھل گئے اور اس میں سے ایک درجن ہری مریخی عورتوں کو نکال کر ان سب کے ہاتھوں میں ایک ایک خنجر دے دیا گیا۔ پھر ایک درجن کیلٹ یا جنگلی کتے ان پر چھوڑ دئے گئے۔ جیسے ہی وہ خوفناک درندے غراتے ہوئے ان عورتوں کی سمت جھپٹے میں نے اپنی آنکھوں کو بند کر لیا تاکہ اس خوفناک منظر کو نہ دیکھ سکوں۔ ہرے

آدمیوں کی چیخ و پکار اور قہقہوں کی آوازیں ظاہر کر رہی تھیں انہیں اس کھیل میں کافی لطف آرہا ہے۔ آخر جب میں نے کنتاس کان کے بتانے پر کہ کھیل ختم ہو چکا ہے اپنی آنکھیں کھولیں تو مجھے تین فاتح کیلٹ اس جگہ غراتے اور اچھلتے نظر آئے۔ عورتوں نے سات کیلٹ مار کر اپنی بہادری کا ثبوت دیدیا تھا۔

اس کے بعد ان کیلٹ پر زنندار کو چھوڑا گیا اور اس طرح تمام دن یہ خوفناک کھیل جاری رہا۔

اس دن کے کھیل کے درمیان مجھے بھی کئی آدمیوں اور جانوروں سے مقابلہ کرنا پڑا لیکن چونکہ میرے پاس میری اپنی لمبی تلوار تھی، اس کے علاوہ طاقت سے زیادہ میری پھرتی میری مدد کر رہی تھی، اسلئے مجھے یہ ایک بچوں کا کھیل معلوم ہو رہا تھا جیسے جیسے میں اپنے مقابلے پر آئے والوں کو ختم کرتا گیا وار ہون کے رہنے والے میری تعریف کرتے گئے اور آخر میں تو وہ چیخ چیخ کر یہ کہنے لگے کہ مجھے اس جگہ سے باہر نکال کر وار ہون قوم کا ایک فرد بنالیا جائے۔

آخر میں صرف تین آدمی بچ رہے۔ ایک ہرا شخص جو شمال کی سمت رہنے والے کسی گروہ سے تعلق رکھتا تھا۔ دوسرا کنتاس کان اور تیسرا میں۔ پہلے دو آپس میں مقابلہ کرنے والے تھے اور ان دونوں میں سے فتحیاب ہونے والے کو مجھ سے مقابلہ کرنا تھا اور اسی مقابلے میں فتح حاصل کرنے کے بعد ہی آزادی بھی حاصل کر سکتا تھا کنتاس کان بھی میری طرح دن میں کئی مقابلے کر چکا تھا اور فتحیاب ہوا تھا لیکن جب اسے ہرے آدمی سے مقابلہ کرنے کے لئے کہا گیا تو مجھے اس کے بچنے کی امید بہت ہی کم نظر آئی کیونکہ وہ ہرا شخص قریب قریب سولہ فٹ لمبا تھا جبکہ کنتاس کان کچھ انچ کم چھ فٹ کا تھا جیسے ہی وہ دونوں آگے بڑھے میں نے پہلی بار سرخ مریخیوں کی ایک نئی چال کو دیکھا۔ اس ہرے شخص کو یقین تھا کہ وہی فتحیاب ہوگا اس لئے

اکڑتا ہوا آگے بڑھ رہا تھا۔ لیکن جیسے ہی وہ کنٹاس کان سے بیس فٹ کے فاصلے پر رہ گیا کنٹاس کان اچانک تلوار والے ہاتھ کو پیچھے لے گیا اور پھر اس نے اپنی پوری طاقت سے ہاتھ کو جھٹکا دیتے ہوئے اپنی تلوار اس ہرے شخص کی طرف پھینک دی وہ ایک تیر کی مانند اڑتی ہوئی جا کر ہرے شخص کے سینے میں گھس کر دوسری طرف نکل گئی اور وہ مردہ ہو کر گر پڑا۔

اب کنٹاس کان کو مجھ سے مقابلہ کرنے کے لئے کہا گیا۔ میں نے اس سے مقابلہ کرتے ہوئے کہا کہ اس مقابلے کو زیادہ سے زیادہ دیر تک قائم رکھنے کی کوشش کی جائے تا کہ اندھیرا ہو جائے۔ ممکن ہے اس طرح ہماری رہائی کا کوئی راستہ نکل آئے۔ لیکن جلد ہی تماشہ دیکھنے والوں نے محسوس کر لیا کہ ہم میں سے کوئی بھی اپنے سامنے والے پر بڑھ چڑھ کر وار نہیں کر رہا ہے وہ چیخنے لگے اور میں نے وہاں فوراً چھا جانے والے اندھیرے کو نزدیک آتے دیکھ کر کنٹاس سے کہا کہ وہ اپنی تلوار میرے بائیں بازو اور جسم کے درمیان داخل کر دے۔ اس نے میرے کہنے کے مطابق ہی کیا اور میں اپنے بائیں بازو سے تلوار کو دبا کر لڑکھڑاتا ہوا گر پڑا۔ کنٹاس کان فوراً سمجھ گیا کہ اب اسے کیا کرنا ہے کیونکہ اس نے فوراً آگے بڑھ کر میرے سینے پر اپنا پیر رکھ دیا اور اپنی تلوار سے ایک دوسرا وار میری گردن پر کیا جو دکھاوے کے علاوہ اور کچھ نہیں تھا کیونکہ اس کی تلوار کی نوک میری گردن کے بغل سے ہوتی ہوئی زمین میں دھنس گئی تھی۔ اب اندھیرا پوری طرح چھا چکا تھا۔ میں نے اس سے آہستہ سے کہا کہ اب وہ جا کر اپنی آزادی کی مانگ کرے اور پھر شہر کے باہر پہنچ کر میرے آنے کا انتظار کرے وہ میرے کہنے کے مطابق چلا گیا۔

اسٹیڈیم کے خالی ہو جانے کے بعد میں اٹھا اور ہوشیاری سے کام لیتا ہوا شہر کے باہر پہنچ گیا۔

بیسواں باب

ہوا فیکٹری

میں نے دو دن تک کنتاس کان کے آنے کا انتظار کیا۔ لیکن جب وہ نہیں آیا تو میں نے شمال مشرق کی سمت پیدل ہی سفر کرنا شروع کر دیا ــــ جدھر اس کے کہنے کے مطابق سب سے نزدیکی نہر واقع تھی۔ مجھے کھانے کے لئے اب صرف اس پودے کا دودھ ہی نصیب ہوتا تھا جو وہاں کثرت سے پایا جاتا ہے۔

دو ہفتے تک میں برابر سفر کرتا رہا۔ چونکہ دن میں دیکھ لئے جانے کا خطرہ رہتا تھا اس لئے میں کہیں نہ کہیں چھپ جایا کرتا تھا اور رات کو تاروں یا پھر چاند کی روشنی میں اپنا سفر شروع کر دیتا تھا۔ کتنی ہی بار راستے میں مجھ پر جنگلی جانوروں نے اندھیرے سے نکل کر حملہ کیا لیکن ہر بار میں نے اپنے کو کسی نہ کسی طرح بچا لیا اسی وجہ سے میں ہمیشہ اپنے ہاتھ میں تلوار لئے رہا کرتا تھا کہ فوراً ہی اسے استعمال میں لا سکوں اگر حقیقت میں دیکھا جائے تو میری نئی حاصل کی ہوئی ٹیلیپیتھک قوت مجھے پہلے ہی ہر آنے والے خطرے سے آگاہ کر دیا کرتی تھی اور مجھے اپنی حفاظت کرنے کا موقع مل جایا کرتا تھا لیکن ایک بار میں اس وقت تک خطرے سے آگاہ نہیں ہو سکا جب تک کوئی شے اچھل کر مجھ پر آ نہ رہی اور اس کا بالوں سے پُر چہرہ میرے حلق کی سمت نہیں بڑھنے لگا۔

وہ کس قسم کا جانور تھا یہ مجھے نہیں معلوم لیکن وہ بہت بڑا، وزنی اور کئی پیروں والا جانور تھا اس سے پیشتر کہ اس کا منھ میری حلق تک پہنچ سکتا میرے ہاتھ اس کی گردن تک پہنچ گئے اور میں نے اس کی سانس لینے والی نالی کو اپنی انگلیوں کے

شکنجے میں جکڑ لیا۔

ہم خاموش اپنی اپنی جگہ پر پڑے رہے۔ وہ درندہ اس کوشش میں مصروف تھا کہ کسی طرح اس کا منہ میری گردن تک پہنچ جائے جبکہ میں اس کا گلا دبا کر اسے مار ڈالنے کی کوشش میں مصروف تھا۔ دھیرے دھیرے اس کی طاقت کے سامنے میرے بازوؤں نے جواب دینا شروع کیا اور اسکا چہرہ انچ انچ کر کے میری طرف بڑھنے لگا۔ یہاں تک کہ اس کا منہ میرے چہرے سے ٹکرانے لگا۔ لیکن ٹھیک اسیوقت جبکہ میرے بچنے کی کوئی امید باقی نہیں رہ گئی تھی کوئی شے اندھیرے سے اچھل کر اس پر آ رہی اور وہ دونوں لڑھک کر مجھ سے دور گتھم گتھا ہو گئے دونوں غراتے ہوئے فرش پر لڑھکتے اور ایک دوسرے کو غضبناک طریقے سے بھنبوڑتے رہے۔ یہ لڑائی جلد ہی ختم ہو گئی اب مجھے بچانے والی شے اپنا سر جھکائے اپنے دشمن کے مردہ جسم کے پاس کھڑی تھی۔

یکایک نزدیکی چاند کے نکل آنے سے وہاں روشنی پھیل گئی اور میں نے دیکھا کہ مجھے بچانے والا میرا وفادار جانور وولا تھا وہ کہاں سے آیا تھا اور اس نے کس طرح مجھے ڈھونڈ نکالا تھا اس سے میں واقف نہ ہو سکا۔ یہ کہنا ہی فضول ہے کہ اسے دیکھ کر میں بہت خوش ہوا تھا لیکن اس کے ساتھ ہی مجھے دیکھ کر اسے پریشانی بھی لاحق ہو گئی تھی کہ وہ دیجاہ تھورس کو کیوں چھوڑ کر چلا آیا ہے مجھے یقین تھا کہ صرف اس کی موت کے بعد ہی وہ اسے چھوڑ سکتا تھا کیونکہ اس کی وفاداری پر مجھے پورا پورا بھروسہ تھا۔

چاند کی تیز روشنی میں میں نے دیکھا کہ وہ اپنے شکار پر تیزی سے منہ مار رہا تھا اس سے میں نے اندازہ لگایا کہ وہ کئی دن کے فاقے سے ہے یہ بھی قریب قریب فاقے ہی سے تھا لیکن میری طبیعت کچے گوشت کو کھانے پر مائل نہ ہو سکی اور نہ ہی

آگ جلانے کا کوئی ذریعہ میرے پاس تھا اس لئے جب وولا نے اپنا کھانا ختم کیا تو اسے ساتھ لے کر میں پھر پریشاں حال سا اس نہر کی تلاش میں چل پڑا جو مجھے ہیلیم کی سمت لے جا سکتی تھی۔

اپنی تلاش کے پندرھویں دن صبح کو جب مجھے دور کھڑے ہوئے کچھ درخت نظر آئے تو میری خوشی کی انتہا نہ رہی۔ میں اسی سمت چل دیا اور دوپہر کے قریب گھسٹتا ہوا ایک ایسی عمارت کے پاس پہنچ گیا جو کم سے کم چار مربع میل میں پھیلی ہوئی تھی اور جس کی اونچائی قریب قریب دو سو فٹ تھی۔ اس میں مجھے ایک چھوٹے دروازے کے علاوہ ـــ جہاں پہنچ کر میں گرا تھا اور کوئی دروازہ نظر نہیں آیا اور نہ ہی یہ ظاہر ہو رہا تھا وہاں کوئی رہتا ہے۔

وہاں مجھے کوئی ایسی شے نظر نہ آسکی جس سے میں اندر والوں کو اپنی موجودگی سے آگاہ کر سکتا۔ دروازے کے پہلو میں ایک چھوٹا سا سوراخ تھا وہ سوراخ اس قدر چھوٹا تھا کہ اس میں انگلی بھی نہیں جا سکتی تھی۔ یہ سوچتے ہوئے کہ شاید اسی کے ذریعہ اندر والوں تک آواز پہنچ جائے میں اس سوراخ تک اپنا منہ لے گیا۔ لیکن اس سے پیشتر کہ میں کچھ بول سکتا ایک آواز مجھے اسی سوراخ سے آتی سنائی پڑی جو مجھ سے پوچھ رہی تھی کہ میں کون ہوں، کہاں سے آیا ہوں اور میرے یہاں آنے کا مقصد کیا ہے۔

میں نے اسے بتایا کہ میں وار ہون سے بچ کر آیا ہوں اور فاقے سے مرنے کے قریب پہنچ چکا ہوں

"تم نے ہرے آدمیوں کے اسلحے پہن رکھے ہیں اور تمھارے ساتھ کیلٹ ہے پھر بھی تم سرخ آدمیوں جیسے نظر آرہے ہو۔ لیکن رنگ کے لحاظ سے تم نہ ہرے ہو اور نہ سرخ ہی۔ میری سمجھ میں نہیں آرہا ہے تم کس قسم کی مخلوق ہو۔

"میں بارسوم کے سرخ آدمیوں کا دوست ہوں اور بھوکا مر رہا ہوں۔ انسانیت کے نام پر دروازہ کھولو۔" میں نے کہا۔

یکایک دروازہ پیچھے ہٹنے لگا اور قریب پچاس فٹ تک اندر چلا گیا۔ اسکے بعد وہ بائیں سمت کھسک کر نظروں سے غائب ہو گیا۔ میرے سامنے کنکریٹ کی ایک پتلی راہداری کھلی ہوئی تھی جس کے آخر میں ایک دوسرا دروازہ بند تھا لیکن جیسے ہی میں اس کے پاس پہنچا وہ بھی دوسرے دروازے کی طرح پیچھے کھسکنے لگا اور پچاس فٹ بعد بائیں سمت کھسک کر غائب ہو گیا۔ میں نے دوسرے دروازے کی راہداری میں قدم رکھا ہی تھا کہ پھر پہلا دروازہ کھسک کر اپنی جگہ پر آ گیا اور آگے کی سمت کھسک کر اپنی جگہ پر پہنچ گیا۔ اب میں نے دیکھا کہ اس کی موٹائی بیس فٹ ہے اور جیسے ہی وہ اپنی جگہ پر پہنچ کر ٹھہرا، لوہے کے بڑے بڑے ستون خود بخود اسکے سامنے اس طرح آ کر کھڑے ہو گئے کہ اس کے کھسکنے کے لئے ایک انچ بھی جگہ باقی نہ رہی۔

اسی طرح میں نے تین دروازے پار کئے اور آخر میں ایک بہت بڑے ہال میں پہنچ گیا جہاں میز پر کھانے پینے کا سامان رکھا ہوا تھا مجھے ایک آواز نے بتایا کہ میں اپنے ساتھ ہی اپنے کیلٹ کو بھی کھانا کھلاؤں۔ میرے کھانے کے درمیان وہ آواز برابر مجھ سے سوالات پوچھتی رہی۔

"تمہاری کہانی بہت ہی عجیب ہے۔" آواز نے آخر میں کہا۔ "لیکن یہ صاف ظاہر ہے کہ تم سچ بول رہے ہو، اور اسی طرح یہ بھی صاف ظاہر ہے کہ تم بارسوم کے رہنے والے نہیں ہو۔ یہ میں تمہارے دماغ، اعصاب اور دل کی شکل وسائز کو دیکھ کر آسانی سے کہہ سکتا ہوں۔"

"کیا تم میرے جسم کے اندر کی چیزوں کو دیکھ سکتے ہو؟" میں نے حیرت سے پوچھا

"ہاں، میں تمہارے خیالات کے علاوہ اور سب کچھ دیکھ رہا ہوں اور اگر تم بارسوم کے رہنے والے ہوتے تو میں اسے بھی آسانی سے پڑھ سکتا تھا۔

پھر ہال کے ایک کونے کا دروازہ کھلا اور اس میں سے ایک سوکھا ہوا، ممی جیسا انسان نکل کر میرے پاس آیا۔ اس کے جسم پر اسلحے یا زیورات کی قسم کی کوئی چیز نہیں تھی، ہاں گلے میں پڑی ہوئی ایک سونے کی زنجیر کے ذریعہ سینے کے پاس ایک بڑی پلیٹ سی ضرور لٹک رہی تھی جس پر مختلف قسم کے بڑے بڑے قیمتی جواہرات جڑے ہوئے تھے ان کے درمیان ٹھیک پلیٹ کے وسط میں ایک ایسا ہیرا مجھے دیکھنے کو ملا جیسا میں نے آج تک کبھی نہیں دیکھا تھا اسکا قطر قریب ایک انچ کا تھا اور اس میں سے تو مختلف قسم کی شعاعیں پھوٹ رہی تھیں سات شعاعیں جو ہماری زمین پر پائی جاتی ہیں اور وہ ایسی جو میرے لئے نئی تھیں اور جن کے نام سے میں ناواقف تھا۔ میں ان کی تشریح اسی طرح کرنے میں ناقابل ہوں جس طرح آپ کسی اندھے کو یہ نہیں سمجھا سکتے کہ سرخ رنگ کیسا ہوتا ہے۔ میں تو صرف اتنا جانتا ہوں کہ وہ خوبصورت تھیں۔

وہ بوڑھا شخص میرے پاس بیٹھ کر مجھ سے گھنٹوں گفتگو کرتا رہا۔ سب سے حیرت کی بات ہے کہ میں اس کے بولنے سے پہلے یہ اندازہ لگا لیتا تھا ـــــــ یا ٹیلیپیتھک قوت کے ذریعے معلوم کر لیتا تھا کہ وہ کیا کہنے والا ہے جبکہ وہ میرے بولنے سے پہلے میرے ذہن کا ایک لفظ بھی معلوم نہیں کر سکتا تھا۔

میں نے اس پر یہ ظاہر نہیں کیا کہ مجھ میں اس کے ذہن کی باتوں کو معلوم کر لینے کی طاقت ہے اور اس طرح میں نے بہت سی ایسی باتیں معلوم کرلیں جنہوں نے آگے چل کر مجھے بہت فائدہ پہنچایا تھا۔

اس عمارت میں جس میں میں اسوقت موجود تھا ایسی مشینیں لگی ہوئی تھیں جو

مریخ پر مصنوعی آب وہوا پیدا کرتی تھیں، تاکہ وہاں رہنے والوں کی زندگی قائم رہ سکے۔ اس مصنوعی آب وہوا پیدا کرنے کا راز نویں شعاع میں پوشیدہ تھا ___ ان شعاعوں میں سے ایک تجنیں نے اس کے گلے میں پڑی ہوئی پلیٹ میں لگے ہوئے پتھر سے نکلتے دیکھا تھا۔

یہ شعاع سورج کی دوسری شعاعوں سے ان مشینریوں کے ذریعہ علیحدہ کی جاتی تھی جو اس عمارت کی چھت پر نصب تھیں اور اس کا تین چوتھائی حصہ اس جگہ محفوظ کر لیا جاتا تھا، جہاں نویں شعاع کا ذخیرہ گاہ بنایا گیا تھا۔ پھر انھیں بجلی کے ذریعہ ___ یا بجلی جیسی ایک نئی ایجاد کے ذریعہ، ان پانچ خاص ہوا پیدا کرنے والے مقاموں کو پمپ کے ذریعہ بھیج دیا جاتا تھا جو مریخ پر مختلف سمتوں میں بنے ہوئے تھے۔ وہیں سے ہوا کو خلاء میں پھیلانے کا کام کیا جاتا تھا۔

مریخ پر اس نویں شعاع کا ہمیشہ ایک بہت بڑا ذخیرہ محفوظ رکھا جاتا ہے جس کے ذریعہ ایک ہزار سال تک وہاں ہوا پیدا کی جا سکتی ہے۔ انھیں صرف ایک بات کا خطرہ رہتا ہے، جیسا کہ میرے نئے دوست نے مجھے بتایا، کہ کہیں پمپ کرنے والے آپریشن میں کوئی خرابی نہ پیدا ہو جائے صرف اسی خرابی کی وجہ سے مریخ پر کی زندگی ختم ہو سکتی ہے۔

وہ مجھے اپنے ساتھ ایک دوسرے ہال میں لے گیا جہاں میں نے بیس ریڈیم پمپ بیٹریوں کو دیکھا۔ ان میں سے ہر بیٹری اس قدر طاقتور تھی کہ وہ پورے مریخ پر ہوا کو آسانی سے پھیلا سکتی تھی۔ آٹھ سو سال سے ___ اس نے مجھے بتایا ___ وہ ان بیٹریوں کی دیکھ بھال کر رہا ہے جو ایک کے بعد دوسری دن کے تبدیل ہونے پر استعمال میں لائی جاتی ہیں

اس کام میں اس کا ایک اور بھی ساتھی ہے اور انھوں نے نصف نصف سال کا وقفہ ۔۔ (مریخ کا نصف سال ہماری زمین کے تین سو چوالیس دنوں کے برابر ہوتا ہے) ۔۔۔ اپنے اپنے کام کے لئے مقرر کر رکھا ہے اور اس جگہ تنہا رہ کر یہی کام کرتے ہیں۔

ہر سرخ مریخی کو اس کے بچپن کے دنوں میں ایسے مصنوعی آب وہوا بنانے کا طریقہ سکھایا جاتا ہے لیکن ایک وقت میں اس عمارت کے راز سے صرف دو ہی شخص واقف ہوتے ہیں۔ کیونکہ اس عمارت کی دیواریں ایک سو پچاس فٹ موٹی اور ہوائی حملے سے حفاظت کے لئے پانچ فٹ موٹے ٹھوس شیشے کی چھت بنی ہوئی ہے، اس لئے وہاں کسی دشمن کے پہنچنے کا خطرہ نہیں رہتا۔

اس کے خیالات کو پڑھتے ہوئے مجھے ایک اور حیرت انگیز بات یہ معلوم ہوئی کہ وہاں کے دروازوں کو ٹیلیپیتھک قوت کے ذریعے کھولا اور بند کیا جاتا ہے اور خیالی لہروں کو پھینکنے سے ہی دروازے کے سامنے آجانے والے ستون آپ ہی آپ ہٹ جاتے ہیں۔ یہ جاننے کے لئے کہ وہ کون سی خیالی لہر ہے جس کے ذریعہ ان دروازوں کو کھولا جاتا ہے میں نے لاپرواہی ظاہر کرتے ہوئے پوچھا کہ اس نے ان بڑے بڑے دروازوں کو میرے لئے کس طرح کھولا تھا۔ اس کے ذہن میں فوراً ہی نویں شعاع کا خیال آیا لیکن اس کا جواب دیتے ہی وہ خیال بھی اس کے ذہن سے فوراً غائب ہو گیا۔

اس نے مجھ سے کہا کہ یہ ایک ایسا راز ہے جسے وہ مجھ پر ظاہر نہیں کر سکتا اسی وقت سے اس کا سلوک میرے ساتھ تبدیل ہو گیا۔ ایسا ظاہر ہوتا تھا

جیسے اسے اس کا خوف پیدا ہو گیا ہو کہ اس نے اپنے راز کو ظاہر کر دیا ہے حالانکہ وہ مجھ سے پہلے ہی کی طرح گفتگو کر رہا تھا لیکن اس کے چہرے پر شبہ اور خوف کے آثار میں صاف دیکھ سکتا تھا۔

رات کو جدا ہونے سے پیشتر اس نے مجھ سے کہا کہ وہ صبح مجھے ایک نزدیکی آفیسر زراعت کے نام خط دیدے گا جو مجھے زوڈنگا تک آسانی سے پہنچنے کا راستہ بتا دیگا — جو وہاں کا سب سے نزدیکی شہر ہے۔

لیکن زوڈنگا پر یہ نہ ظاہر ہونے دینا کہ تم ہیلیم جانا چاہتے ہو کیونکہ اسوقت وہ لوگ اس سے جنگ میں مصروف ہیں۔ میں اور میرا ساتھی کسی بھی شہر کے رہنے والے نہیں ہیں۔ ہم پوری بارسوم سے تعلق رکھتے ہیں اور میرے گلے میں پڑی ہوئی یہ جادوئی پلیٹ مجھے ہر جگہ محفوظ رکھتی ہے خواہ میں ہرے آدمیوں کے درمیان ہی کیوں نہ پہنچ جاؤں — حالانکہ ہمیں ان پر بھروسہ نہیں ہے اس لئے ہم ان سے دور ہی رہنے کی کوشش کرتے ہیں۔

"اب شب بخیر میرے دوست" اس نے کہا۔ "مجھے امید ہے تمھیں ایک اچھی نیند نصیب ہوگی — ایک لمبی اور اچھی نیند"

حالانکہ یہ کہتے ہوئے وہ مسکرایا لیکن میں نے اس کے خیال کو پڑھ لیا وہ سوچ رہا تھا کہ اس نے مجھے وہاں نہ بلایا ہوتا تو اچھا کیا ہوتا۔ پھر اسکی ایک تصویر میرے سامنے کھڑی دکھائی دی۔ پھر اس نے مجھ پر بڑبڑاتے ہوئے وار کیا — "معاف کرنا دوست، میں نے یہ بارسوم کی بھلائی کے لئے کیا ہے"

اس کے بعد دوسرے کمرے میں جاتے ہی اسی کی طرح اس کے خیالات بھی مجھ سے پوشیدہ ہو گئے۔

مجھے کیا کرنا چاہئے میں ان موٹی موٹی دیواروں سے کس طرح چھٹکارہ

حاصل کر سکتا ہوں۔ اب جبکہ میں اس کے خیالات سے آگاہ ہو چکا تھا میں اسے آسانی سے قتل کر سکتا تھا لیکن اس کے مرنے کے ساتھ ہی میرے فرار کے راستے ہمیشہ کے لئے بند ہو جاتے تھے۔ اگر میں مشینری کو بند کرتا تو پھر پورے سیارے کے لوگ بھی میرے ہی ساتھ مر سکتے تھے ۔۔۔ دیجاہ تھورس بھی ۔۔۔ اگر وہ مری نہیں تھی۔ مجھے اور کسی کی کوئی پرواہ نہیں تھی۔ لیکن دیجاہ تھورس کے خیال نے میرے ذہن سے اپنے میزبان کو قتل کرنے کا خیال نکال دیا۔

میں مختلف کمروں اور راہداریوں میں چکر لگاتا ہوا آخر اس بڑے ہال میں پہنچ گیا جہاں مجھے کھانے کی چیزیں ملی تھیں۔ وہاں مجھے اپنا مہمان نواز نظر نہیں آیا اور نہ مجھے یہ معلوم ہو سکا کہ وہ رات کہاں گذارتا ہے۔

ہال میں داخل ہوتے ہی ایک نیا خیال میرے ذہن میں آیا۔ کیوں نہ میں خود دروازے کو کھولنے کی کوشش کروں؟ آخر مجھے یہ تو معلوم ہی ہو چکا تھا کہ نویں شعاع کی خیالی لہر سے ہی ان دروازوں کو کھولا جاتا ہے۔

میں اس نئے خیال کو آزمانے کے لئے آگے بڑھنے ہی والا تھا کہ مجھے اپنے پیچھے سے ایک ہلکی آواز سنائی دی۔ میں فوراً ہی وولا کو ساتھ لے کر راہداری کے ایک اندھیرے حصے کی طرف کھسک کر لیٹ گیا۔

چند ثانیے بعد وہ بوڑھا میرے بہت ہی قریب سے گذر کر ہال میں پہنچ گیا۔ میں نے وہاں کی پھیلی ہوئی ہلکی روشنی میں دیکھا کہ وہ اپنے ہاتھ میں ایک خنجر لئے ہے اور اسے ایک پتھر پر تیز کرتے جا رہا ہے۔ اس کے ذہن میں یہ خیال چکر لگا رہا تھا کہ وہ پہلے ریڈیم پمپ کا معائنہ کرے گا ۔۔۔ جس میں اس کا قریب آدھ گھنٹہ صرف ہوگا، اس کے بعد واپس آکر میرا خاتمہ کر دیگا۔

تھوڑی دیر بعد وہ ہال سے نکل کر اس سمت چلا گیا جہاں پمپ روم واقع تھا

اس کے جاتے ہی میں اپنی جگہ سے اٹھا اور اس دروازے کے پاس پہنچکر کھڑا ہو گیا جو میرے اور میری آزادی کے درمیان کھڑا تھا۔

میں نے اپنے تمام خیالات کو مجتمع کر کے فوس شعاع کی خیالی لہریں اس پر پھینکنی شروع کیں۔ میں سانس روک کر اپنے تجربے کے نتیجے کا انتظار کرتا رہا آخر وہ بھاری دروازہ میری سمت کھسکا اور پھر پہلو کی طرف سرک گیا اسی طرح ایک کے بعد دوسرے دروازے کو کھولتا ہوا میں اپنے ساتھ وولا کو لے کر باہر پہنچ گیا۔ چونکہ اب ہم کھا پی چکے تھے اور ہمارے پیٹ بھرے ہوئے تھے اس لئے ہم میں کچھ قوت آگئی تھی۔

اس عمارت سے جلد سے جلد دور پہنچ جانے کے لئے ہم نے فوراً اپنا سفر شروع کر دیا۔ صبح ہوتے ہی ہم ایک ایسے مقام پر پہنچ گئے جہاں کنکریٹ کی بنی ہوئی چھوٹی عمارتیں کھڑی تھیں اور جن میں بھاری اور مضبوط دروازے لگے ہوئے تھے۔ اس کا اندازہ لگانے کے لئے کہ وہ جگہ آباد ہے یا نہیں، میں نے دروازوں کو کھٹکھٹایا، ہلایا۔ لیکن مجھے کوئی جواب نہیں ملا۔ آخر میں نے وولا کو اپنی حفاظت کرنے کا حکم دیا اور ایک مقام پر لیٹ کر سو گیا۔

کچھ دیر بعد وولا کے غرانے کی آواز سن کر میری آنکھ کھلی۔ میں نے دیکھا کہ مجھ سے کچھ فاصلے پر تین سرخ مریخی اپنی رائفل میری سمت اٹھائے ہوئے کھڑے ہیں۔

"میں غیر مسلح ہوں اور دشمن نہیں ہوں۔" میں نے جلدی سے کہا۔ "میں ابھی تک سبز آدمیوں کی قید میں رہا ہوں اور اب زوڈنگا جا رہا ہوں میں چاہتا ہوں تم لوگ مجھے اور میرے جانور کو کچھ کھانے کے لئے دیدو اور زوڈنگا

جانے کا سیدھا راستہ بتا دو۔

ان لوگوں نے اپنی رائفلیں نیچی کر لیں اور پھر آگے بڑھ کر میرے شانے پر ہاتھ رکھ دیا جو ان کے رسم و رواج کے مطابق سلام کرنے کا طریقہ سمجھا جاتا ہے۔ مجھ سے میرے بارے میں کئی سوالات پوچھنے کے بعد وہ مجھے اپنے مکان پر لے گئے جو وہاں سے کچھ ہی فاصلے پر واقع تھا۔ وہ دروازے جنھیں میں صبح کے وقت بھر بھرا رہا تھا یہ دراصل گودام تھے جن میں فارم کی پیداوار رکھی جاتی تھی ان کا مکان بڑے بڑے درختوں کے سائے میں ایک جگہ بنا ہوا تھا جو ہر سرخ مریخی کے مکان کی طرح رات کے وقت دھات کے ستونوں کے ذریعہ زمین سے پچاس فٹ اوپر ہوا میں اٹھایا جا سکتا تھا۔ اس کام کو پورا کرنے کے لئے ایک چھوٹا ریڈیم انجن لگایا جاتا تھا جو عمارت کے ہال میں نصب ہوتا ہے سرخ مریخی اپنے مکانوں کو رات کے وقت بند کرنے اور دوسرے خطروں سے بچنے کے لئے ہی ایسا کرتے ہیں اس کے علاوہ مکان کے اوپر رہتے ہوئے بھی وہ اس تک پہنچ جانے کے لئے ایک دوسرا طریقہ عمل میں لاتے ہیں۔

وہ تینوں بھائی اپنی بیوی بچوں کے ساتھ اسی طرح کے تین مختلف مقاموں میں فارم کے ارد گرد رہتے تھے چونکہ وہ گورنمنٹ آفیسر اپنا رہے تھے اس لئے خود کام نہیں کرتے تھے بلکہ مجرموں، جنگ کے قیدیوں اور ان کنواروں سے کام لیتے تھے جو وہ ٹیکس ادا نہیں کر سکتے تھے جو ہر سرخ مریخی گورنمنٹ اپنے آدمیوں پر لگاتی تھی۔

انھوں نے اپنے مہمان نواز ہونے کا بہترین ثبوت دیا اور میں کئی دن تک ان کے ساتھ رہا اور انھیں اپنی حیرت انگیز کہانی سنائی۔

میری پوری کہانی سننے کے بعد — میں نے دیجاہ تھوریس اور آب دیوا فیکٹری میں ہونے والے واقعے کے بارے میں کچھ نہیں بتایا تھا۔ انھوں نے مجھے مشورہ دیا کہ اپنی حفاظت کے لئے مجھے اپنے جسم کو رنگ لینا چاہئے تاکہ میں انھیں کی قوم کا آدمی معلوم ہوسکوں اس کے بعد زوڈنگا پہنچ کر فوج یا نیوی میں نوکری حاصل کرنے کی کوشش کروں

"تمہاری کہانی اس قدر حیرت انگیز ہے کہ اس پر اس وقت تک یقین نہیں کیا جاسکتا جب تک کہ تم اپنے کو وفادار نہ ثابت کردو گے اور اونچے درجے کے لوگوں کو اپنا دوست نہ بنالوگے۔ یہ تم ملٹری میں رہتے ہوئے بہت آسانی سے ثابت کر سکتے ہو۔

جب میں ان سے جدا ہونے کے لئے تیار ہوا تو انھوں نے میری سواری کیلئے مجھے ایک تھوٹس بھی دیدیا۔ وہ جانور بہت ہی سیدھا اور گھوڑے کے برابر تھا لیکن شکل صورت اس کی بھی میرے جنگلی تھوٹس کی ہی طرح تھی۔

ان بھائیوں نے مجھے سرخ رنگ کا ایک ایسا تیل بھی دیا جسے جسم پر لگانے کے بعد میری رنگت انھیں جیسی ہوگئی۔ انھیں کے یہاں رہتے ہوئے میں نے اپنے بال بھی تراشے جو بہت بڑھ گئے تھے اور انھیں اس فیشن سے ترتیب دیا جس طرح سرخ مریخی رکھتے تھے تاکہ میں ہر طرح سے سرخ مریخی معلوم ہوسکوں۔ ان بھائیوں نے مجھے ایسے اسلحے اور زیورات بھی دیئے جنھیں پہن کر میں زوڈنگا قوم کا ہی آدمی معلوم ہوسکتا تھا۔

انھوں نے مجھے زوڈنگا سکوں سے بھری ہوئی ایک تھیلی بھی خرچ کرنے کے لئے دی۔ مریخ پر تبادلے کے لئے سکے ہماری زمین کی طرح ہی استعمال میں لائے جاتے ہیں لیکن کاغذی سکے ہر شخص اپنی خواہش کے مطابق جاری

کرسکتا ہے جیسے سال میں دو بار اکٹھا کیا جاتا ہے۔ اگر کاغذی رقم جاری کرنے والا شخص اپنی حیثیت سے زیادہ کی رقم جاری کر دیتا ہے تو گورنمنٹ اس کاغذی رقم کو خزانے سے کاغذ رکھنے والے کو خود ادا کر دیتی ہے اور اسکے عوض میں رقم جاری کرنے سے فارم یا کان میں اس وقت تک کام لیتی ہے جب تک کہ رقم پوری ادا نہیں ہو جاتی۔

جب میں نے ان سے کہا کہ میں ان کی مہربانیوں کا صلہ ادا کرنے کے ناقابل ہوں تو انھوں نے مجھے یقین دلایا کہ اگر میں بارسوم پر رہا تو صلہ ادا کرنے کے کئی مواقع سامنے آئیں گے۔ اور پھر مجھے الوداع کہنے کے بعد اسو قت تک کھڑے ہوئے دیکھتے رہے جب تک میں ان کی نظروں سے اوجھل نہیں ہو گیا۔

اکیسواں باب

زوڈنگا

زوڈنگا کی سمت سفر کرتے ہوئے راستے میں مجھے کئی حیرت انگیز و دلچسپ مناظر دیکھنے کو ملے۔ اس کے علاوہ ان فارموں سے ـــــ جہاں میں سفر کے درمیان ٹھہرتا تھا ـــــ مجھے اور بھی کئی نئی باتیں معلوم ہوئیں جن سے ابھی تک میں ناواقف تھا۔

وہ پانی جس سے مریخ کے کھیتوں کی سینچائی ہوتی ہے اس وقت زمین کے نیچے بنے ہوئے پانی جمع کرنے کے مقاموں سے لیا جاتا ہے جب شمالی و جنوبی پول کی برف پگھلنا شروع ہوتی ہے اس کے بعد پائپوں کے ذریعہ اس پانی کو فارموں تک وقت پڑنے پر پہنچا دیا جاتا ہے۔ ہر علاقے کا علیحدہ فارم بنا ہوا ہے اور ہر فارم پر ایک گورنمنٹ آفیسر مقرر ہوتا ہے

کھیتوں میں پانی دینے کا طریقہ ہمارے یہاں جیسا نہیں ہے کہ انھیں پانی سے بھر دیا جائے چونکہ اس جگہ پانی کی بہت قلت ہے اس لئے وہ اسے بہت ہی سنبھال کر خرچ کرتے ہیں۔ انھوں نے اپنے کھیتوں کے نیچے زمین کے اندر پائپوں کا ایک جال سا پھیلا رکھا ہے۔ ان پائپوں کے ذریعہ وہ صرف پودوں کی جڑوں تک ہی پانی پہنچاتے ہیں اس طرح پانی کا تھوڑا سا حصہ بھی برباد نہیں ہو پاتا۔

اس سفر کے درمیان ہی میں نے پہلی بار مریخی گوشت کا مزہ چکھا۔ اس کے علاوہ مجھے پھل اور سبزیاں بھی کھانے کو ملیں لیکن ان میں سے

ایک بھی ہماری دنیا کی ترکاریوں یا پھلوں سے ملتا جلتا نہ تھا۔

میرے دوسرے ٹھہرنے کے مقام پر اتفاق سے میرے مہمان نوازوں نے ہیلیم کی بات چھیڑ دی۔ ان میں سے ایک چند سال پیشتر ایک مشن پر زودڈ نگا کی سمت سے ہیلیم جا چکا تھا۔ اس نے مجھے بتایا کہ وہ ہیلیم ایک ایسا پیغام لے کر گیا تھا جس کے ذریعہ ان دونوں شہروں کے درمیان امن قائم ہو سکتا تھا۔

"ہیلیم۔ ان میں سے ایک نے کہا۔" واقعی اس جگہ بارسوم کی سب سے خوبصورت عورت موجود ہے۔ وہ مورس کجاک کی بیٹی دیجاہ تھورس ہے جو ایک پھول سے بھی کہیں زیادہ پرکشش ہے

"اور" اس نے کہا۔ وہاں کے لوگ تو اس جگہ کی پرستش شروع کر دیتے ہیں جس جگہ وہ اپنا پیر رکھ دیتی ہے۔ جب سے وہ غائب ہوئی ہے پورا ہیلیم اس کا سوگ منا رہا ہے۔

"ہمارے حکمراں نے اس کے تباہ شدہ ہوائی جہازوں پر اسوقت حملہ کیا تھا جب وہ ہرے آدمیوں کے مقابلے میں ہار کر اور دیجاہ تھورس کو گنوا کر آرہی تھی۔ میں تو سمجھتا ہوں کہ اس کا نتیجہ بہت ہی برا نکلے گا اور جلد ہی زودڈ نگا کو اس کی جگہ پر ایک نئے اور عقلمند شخص کو حکمراں انتخاب کرنا ہوگا۔

"حالانکہ اس وقت بھی زودڈ نگا کی فتحیاب فوجیں ہیلیم کا محاصرہ کئے ہوئے ہیں لیکن زودڈ نگا کے عوام اس کے خلاف صدائے احتجاج بلند کر رہے ہیں کیونکہ جنگ کرنا ہماری خو نہیں ہے۔ ہم اسوقت جنگ کرنے کے لئے تیار ہوتے ہیں جب انصاف پر حرف آنے کا خطرہ پیدا ہو جاتا ہے۔ ہماری فوجوں نے اسقدر فتحیابی اس وجہ سے حاصل کرلی ہے کہ ہیلیم کا خاص ہوائی بیڑا اپنی شہزادی کی تلاش میں گیا ہوا ہے۔ میں نے تو یہاں تک سنا ہے کہ اگلے چاند کے نکلتے نکلتے

Mr. M. Yousf is a friend of mine. (M. Yaqub)

M. Yaqub Shopiany. 12/7/70

ہیلیم پر ہم پوری طرح قابض ہو جائیں گے۔

"تمہارے خیال میں دیجاہ تھورس کے ساتھ کیا واقعہ گذرا ہوگا؟" میں نے لاپرواہی ظاہر کرتے ہوئے پوچھا۔

"وہ مرچکی ہے۔" اس نے جواب دیا۔ "ابھی حال میں ہی گرفتار کئے جانے والے ایک ہرے شخص سے ہمیں اتنا معلوم ہوا ہے کہ وہ کسی دوسری دنیا کی ایک عجیب مخلوق کے ساتھ فرار ہونے میں کامیاب ہوگئی تھی۔ لیکن تھارک سے چھٹنے کے بعد وار ہون کے ہاتھوں میں پڑ گئی تھی۔ ان کے تھوٹس سمندر کی تہہ میں گھومتے ہوئے پائے گئے تھے اور وہاں کے حالات کچھ ایسا ظاہر کرتے ہیں جیسے وہاں ایک خونی جنگ ہوئی تھی۔

ان کے اس بیان سے یہ ظاہر نہیں ہوتا تھا کہ دیجاہ تھورس ابھی زندہ ہے یا یہ کہ وہ مر ہی چکی ہے اس لئے میں اپنے اسی فیصلے پر جما رہا کہ مجھے جلد سے جلد ہیلیم پہنچنے کی کوشش کرنی چاہیئے تاکہ میں تاردوس مورس تک یہ خبر پہنچا دوں کہ اس کی پوتی اگر ابھی زندہ ہے تو وہ کہاں مل سکتی ہے۔

اپنے ان تین مہمان نواز بھائیوں سے جدا ہونے کے بعد دس دن بعد میں زوڈنگا پہنچ گیا۔ میں نے جس وقت سے سرخ مریخیوں سے دوستی کی تھی میں یہ دیکھ رہا تھا کہ سرخ لوگ تھوٹس کو پسندیدہ نگاہوں سے نہیں دیکھتے کیونکہ وہ ان وحشی جانوروں میں سے تھا جسے سرخ مریخی اپنے کسی کام میں نہیں لاتے تھے اگر میں اسے اپنے ساتھ لیکر شہر میں داخل ہوا ہوتا تو مجھے یقین ہے کہ زوڈنگا کے لوگ اسی طرح خوفزدہ ہو کر بھاگ نکلتے جس طرح ہماری زمین پر کوئی شیر کو دیکھ کر بھاگ سکتا ہے۔

اس خیال سے کہ اب مجھے اپنے وفادار جانور سے جدا ہونا پڑیگا میں کافی

رنجیدہ ہو گیا۔ لیکن پھر بھی میں نے اسے اس وقت تک اپنے ساتھ ہی رکھا جب تک کہ میں شہر کے پھاٹک کے پاس نہیں پہنچ گیا۔ اگر اس وقت خود میری اپنی حفاظت کا خیال میرے سامنے نہ ہوتا تو مجھے یقین ہے کہ میں نے اسے وفاداری کا ثبوت دیا تھا اس کے علاوہ اگر میں اس انجانے شہر میں اپنی زندگی کو خطرے میں ڈالنے کے لئے تیار بھی ہو جاتا تو یہ کسی طرح گوارا نہیں کر سکتا تھا کہ میرے وفادار جانور کی زندگی خطرے میں پڑ جائے۔ اسی وجہ سے میں نے اسے واپس کر دیا اور اس سے یہ وعدہ بھی کر لیا کہ اگر میں بچ کر واپس آ گیا تو کسی نہ کسی طرح اسے تلاش کر ہی لوں گا۔

وہ میری باتوں کو بخوبی سمجھ گیا کیونکہ جیسے ہی میں نے اسے تھارک کی سمت جانے کا اشارہ کیا۔ وہ غمگین سا ہو کر واپس ہو گیا۔ میں اسے جاتے ہوئے نہیں دیکھ سکتا تھا اس لئے میں نے فوراً اپنا رخ زوڈنگا کی سمت کر دیا۔

وہ خطوط جو میرے جہان نوازوں نے مجھے دئے تھے اس جگہ بہت کارآمد ثابت ہوئے کیونکہ مجھے فوراً ہی شہر پناہ کے اندر داخل ہونے کی اجازت مل گئی۔ چونکہ ابھی صبح ہی تھی اس لئے سڑکیں سنسان پڑی ہوئی تھیں اور مکانات اپنے دھات کے ستونوں پر ہوا میں معلق چھوٹی چھوٹی بکھری ہوئی چٹانوں کا منظر پیش کر رہے تھے البتہ دکانیں اوپر نہیں اٹھائی گئی تھیں اور نہ ہی ان کے دروازوں میں قفل لگے ہوئے تھے کیونکہ بارسوم پر چوری کے نام سے بھی کوئی واقف نہیں ہے۔ انھیں صرف دوسرے لوگوں کے حملہ کر دینے کا ہی خطرہ رہتا ہے اور صرف اسی وجہ سے وہ اپنے مکانوں کو رات کے وقت یا پھر خطرے کے وقت اوپر اٹھا لیتے ہیں۔

مجھے خط دینے والے ایک جہان نواز نے اچھی طرح راستہ بتا دیا تھا کہ میں

کدھر سے گذر کر اور کہاں پہنچ کر اپنے رہنے کا انتظام کرسکتا ہوں اور کس طرح اس آفیسر تک پہنچ سکتا ہوں جس کے نام انھوں نے مجھے خط دیا ہے۔ میرا راستہ شہر کے درمیان "میدان" سے ہو کر گذرتا ہے جو مریخ کے ہر شہر کی ایک خصوصیت ہے۔

ذوڈنگا کا میدان قریب ایک مربع میل میں پھیلا ہوا ہے جس کے چاروں طرف جدڈک، جد، شاہی خاندان کے دوسرے افراد کے مکانوں کے علاوہ بڑی بڑی پبلک عمارتیں، کیفے اور دوکانیں پھیلی ہوئی تھیں۔

میں دل ہی دل میں وہاں کے مکانوں کی بناوٹ کی تعریف کرتا ہوا میدان سے گذر رہا تھا کہ مجھے ایک سرخ مریخی ایک دوسرے راستے سے اپنی ہی سمت آتا دکھائی دیا۔ اس نے میری طرف کوئی توجہ نہیں دی لیکن جب وہ نزدیک آگیا تو میں نے اسے پہچان لیا۔ میں نے اس کے شانے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

"کنٹاس کان!"

وہ بجلی کی طرح تڑپ کر گھوما اور اس سے پیشتر کہ میں سنبھل سکتا اس کی تلوار کی نوک میرے سینے پر رکھی ہوئی تھی۔

"کون ہو تم!" اور پھر جب میں اچھل کر اس سے پچاس فٹ کے فاصلے پر جا کر کھڑا ہو گیا تو وہ اپنی تلوار کو نیچی کرتے ہوئے مسکرا کر حیرت سے بولا اب مجھے جواب کی ضرورت نہیں۔ مریخ پر صرف ایک ہی شخص ایسا ہے جو ربڑ کے گیند کی طرح اچھل سکتا ہے لیکن بارسوم کے باپ چاند کی ماں کے نام پر یہ تو بتاؤ کہ تم یہاں پہنچے کس طرح، اور تم نے اپنے جلد کی رنگت کس طرح تبدیل کر لی۔

"تم نے تو مجھے ڈرا ہی دیا تھا اس نے اس وقت کہا جب میں نے اسے بتا دیا کہ دار ہون کے اسٹیڈیم سے نکلنے کے بعد مجھ پر کیا کیا بیتی تھی۔ اگر وہ ذوڈنگا کو معلوم ہو جائے کہ میرا نام کیا ہے اور میں کہاں کا رہنے والا ہوں تو وہ مجھے کبھی نہ چھوڑیں گے۔ میں یہاں ہیلیم کے جدڈک ــــ تاردوس موریس کے حکم سے آیا ہوں تاکہ معلوم کر سکوں ہماری شہزادی دیجاہ تھوریس کس جگہ ہے۔ ذوڈنگا کے شہزادے سب تھان نے اسے کہیں شہر میں ہی چھپا رکھا ہے کیونکہ وہ اسکی محبت میں گرفتار ہو گیا ہے اس کے باپ ذوڈنگا کے جدڈک تھان کوسس نے پیغام بھیجا تھا کہ اگر شہزادی کی شادی اس کے بیٹے کے ساتھ کر دی جائے تو وہ جنگ بند کر سکتا ہے تاردوس موریس نے اسے نامنظور کرتے ہوئے جواب دیا تھا کہ وہ شہزادی کی مرضی کے خلاف اس کی شادی کرنے سے بہتر اسے مردہ دیکھنا زیادہ پسند کریں گے اور اگر اس کے ساتھ ہیلیم بھی تباہ ہو جائے تو اسے یہ بھی منظور ہے۔

"مجھے یہاں آئے ہوئے تین دن ہو گئے ہیں" کنٹاس کان کہتا گیا" لیکن ابھی تک یہ دریافت نہیں کر سکا ہوں کہ دیجاہ تھوریس کہاں قید کی گئی ہے آج میں نے ذوڈنگا ہوائی فوج میں داخلہ لے لیا ہے اور امید ہے جلد ہی شہزادہ سب تھان کا اعتماد حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاؤں گا جو ہوائی فوج کا کمانڈر ہے۔ اس طرح میں معلوم کر سکوں گا دیجاہ تھوریس کس جگہ مقید ہے۔ مجھے خوشی ہے جان کارٹر کہ تم یہاں آ گئے ہو۔ چونکہ تم میری شہزادی کے وفادار رہے ہو اس لئے اب ہم دونوں اسے تلاش کرنے کی کوشش کریں گے۔

اب دھیرے دھیرے میدان میں چہل پہل ہونا شروع ہو گئی تھی اور

لوگ اپنے دن کے فرائض انجام دینے کے لئے ادھر ادھر آنے جانے لگے تھے دوکانیں کھل رہی تھیں اور کیفے ناشتہ کرنے والوں سے بھر رہے تھے۔
کنڈاس کان مجھے بھی لیکر ایک عظیم کیفے میں گیا جہاں کا ہر کام مشین کے ہی ذریعہ ہوتا ہے جس وقت کھانے پینے کا سامان کیفے میں پہنچ جاتا تھا۔
اس کے بعد سے ان چیزوں کو کوئی بھی ہاتھ نہیں لگاتا تھا مشین ہی اسے کاٹتی چھانٹتی اور پکاتی تھیں اور پھر ایک بٹن دبانے کے جواب میں مرضی کے موافق سامان میز تک پہنچا دیتی تھیں۔
ناشتہ سے فارغ ہونے کے بعد کنڈاس کان مجھے اپنے ہیڈ کوارٹر لے گیا وہاں اس نے میرا تعارف اپنے آفیسر سے کراتے ہوئے کہا کہ مجھے بھی ایک اسکاوٹ کی حیثیت سے ہوائی فوج میں داخل کر لیا جائے وہاں کے قاعدے کے مطابق اس سے پیشتر امتحان ہونا ضروری تھا اس لئے اس افسر نے کنڈاس کان سے کہا کہ پہلے مجھے اس آفیسر کے پاس لے جائے جو امتحان لیتا ہے کنڈاس کان نے سمجھایا کہ مجھے خوفزدہ ہونے کی ضرورت نہیں ہے اور وہ سب کچھ سنبھال لیگا امتحان لینے والے آفیسر کے پاس پہنچکر اس نے اپنے کو جان کارٹر بنا کر پیش کیا
مدبر قریب کچھ دنوں بعد ظاہر ہو جائے گا" امتحان دینے کے بعد وہ مسکراتا ہوا بولا، جب وہ میرے وزن، قد اور دوسرے شناختی نشانوں کا موازانہ کریں گے لیکن اس میں کئی مہینے ختم ہو جائیں گے اور امید ہے اس وقت تک ہم اپنا کام ختم کر چکیں گے۔
اس کے بعد میں نے کنڈاس کان کے ساتھ وہاں کی چھوٹی ہوائی کشتی چلانا سیکھی جو وہاں نوآموزوں کو سیکھنے کے لئے دی جاتی ہے ایک آدمی کے چلانے والی کشتی کی لمبائی قریب سولہ فٹ، چوڑائی دو فٹ اور موٹائی

تین انچ ہوتی ہے اس کا ڈرائیور اوپر ہی ایک کرسی پر بیٹھتا ہے جس کے نیچے چھوٹا اور بے آواز ریڈیم انجن لگا ہوتا ہے۔ اس کو چلانے کا راز مریخ کی آٹھویں شعاع میں مضمر ہے۔

نویں شعاع کی طرح ہی ہماری دنیا پر رہنے والے اس شعاع سے بھی ناواقف ہیں لیکن مریخیوں نے یہ دریافت کرلیا ہے کہ روشنی خواہ کہیں سے بھی پیدا ہورہی ہے اس کی محرک آٹھویں شعاع ہوتی ہے۔ ان لوگوں نے یہ دریافت کرلیا ہے کہ یہ سورج کی آٹھویں شعاع ہے جو اس کی روشنی کو دوسرے سیاروں تک پہنچاتی ہے اور دوسرے سیاروں کی وہ آٹھویں شعاع ہی ہے جو اسے واپس کر کے پھر خلاء میں روشنی پیدا کردیتی ہے۔

یہ آٹھویں شعاع کی دریافت کا ہی کرشمہ تھا کہ وہ بڑے بڑے جنگی جہازوں کو ہواؤں میں اس طرح اڑنے کے قابل ہوسکے تھے جس طرح زمین پر سمندروں میں جہاز سفر کرتے ہیں۔

اس آٹھویں شعاع کی دریافت کے شروع میں مریخیوں کو کئی حادثات کا مقابلہ کرنا پڑا تھا۔ تب کہیں جاکر وہ اسے قابو میں رکھنے کا طریقہ معلوم کرسکے تھے ایک بار قریب نوسو سال پیشتر جب سب سے پہلا جنگی جہاز بنایا گیا تھا تو اس میں حساب سے بہت زیادہ آٹھویں شعاع بھر دی گئی تھی اس کے نتیجہ میں وہ جنگی جہاز اپنے پانچ سو افسروں اور سپاہیوں کے ساتھ اوپر ہی اوپر اٹھتا چلا گیا تھا اور پھر کبھی واپس نہیں آسکا تھا اسے آج بھی ایک بڑی طاقت کے ٹیلسکوپ سے مریخ کے گرد دس ہزار میل کے فاصلے چکر لگاتے ہوئے دیکھا جاسکتا ہے اور وہ اس وقت تک چکر لگاتا رہے گا جب تک بارسوم قائم ہے۔

ذوڈانگا پہنچنے کے چوتھے دن میں نے پہلی بار تنہا پرواز کیا میرے اس پرواز کی کامیابی پر مجھے ترقی کے ساتھ تھان کوسس کے محل میں رہنے کے لئے جگہ مل گئی۔

سب سے پہلے شہر سے اوپر اٹھنے کے بعد میں نے شہر کے کئی چکر لگائے ___ کیونکہ میں کنتاس کان کو ایسا کرتے ہوئے دیکھ چکا تھا۔ پھر بھی انجن کو اس کی پوری رفتار سے دوڑاتے ہوئے میں جنوب کی سمت اس نہر کے اوپر سفر کرنے لگا جو اسی سمت سے ذوڈانگا کی طرف آتی تھی۔

میں نے ابھی ایک گھنٹے سے کم کے عرصہ میں قریب دوسو میل کا سفر طے کیا تھا کہ مجھے تین ہرے آدمی نظر آئے جو پاگلوں کی طرح اس چھوٹے سے سائے کے پیچھے دوڑ رہے تھے جو ایک فارم کی چہار دیواری کی سمت محفوظ ہونے کے لئے بھاگ رہا تھا۔

میں نے فوراً ہی اپنی کشتی کو نیچا کیا اب میں نے دیکھا کہ وہ لوگ ایک سرخ آدمی کے پیچھے دوڑ رہے ہیں جس نے ہوائی فوج کے اسکاوٹ کے اسلحہ زیب تن کر رکھے تھے۔ مجھے تھوڑے فاصلے پر اس کا چھوٹا پلین بھی نظر آگیا جسے شاید کسی خرابی کو دور کرنے کے لئے اس نے وہاں اتارا تھا اور ان ہرے آدمیوں کو دیکھکر خوفزدہ ہوکر بھاگ کھڑا ہوا تھا۔

پھر ہرے آدمی اب اس کے بہت قریب پہنچ چکے تھے کیونکہ ان کے تھوٹس بہت ہی تیز رفتاری سے دوڑ رہے تھے ان پر کے سوار آگے کو جھکے ہوئے اور اپنے ہاتھوں میں اپنا چمکتا ہوا بھالا لئے ہوئے تھے۔ اگر میں نے اس وقت اس کا ساتھ نہ دیا ہوتا تو شاید آج وہ زندہ نہ ہوتا۔

اپنے پلین کی رفتار تیز کرتے ہوئے میں ان کے عقب سے ان کے قریب

پہنچا اور پھر رفتار دھیمی کئے بغیر ہی میں نے نزدیکی شخص کے شانے سے اسے ٹکرا جانے دیا۔ میرے پلین کی رفتار کی تیزی اس وقت ایک انچ موٹی دھات کو بھی آسانی سے توڑ سکتی تھی۔ اس شخص کا سر اچھل کر دور جا گرا اور تھوٹش پہ سے بے سر کا جسم فرش پہ لڑھک کر تڑپنے لگا۔ دوسرے دو سواروں کے تھوٹس خوفزدہ ہو کر مڑے اور مخالف سمت میں بھاگ کھڑے ہوئے۔

اپنے پلین کی رفتار دھیمی کرتے ہوئے میں واپس آ کر اس حیرت زدہ زوڈنگا کے پاس اتر پڑا جس نے بہت ہی گرمجوشی کے ساتھ میرا شکریہ ادا کیا اور وعدہ کیا کہ اس کے عوض ایک دن مجھے ضرور ایک بڑا انعام ملے گا کیونکہ وہ کوئی معمولی آدمی نہیں، زوڈنگا کے جڈک کا بھتیجا تھا۔

ہم نے باتوں میں وقت برباد نہیں کیا کیونکہ میں جانتا تھا وہ ہرے شخص اپنے تھوٹس پہ قابو حاصل کرتے ہی پھر واپس آ جائیں گے۔ اس لئے ہم دونوں فوراً اس کے پلین کے پاس پہنچے جس کی مرمت قریب قریب وہ ختم کر چکا تھا۔ ابھی ہم نے اس کے باقی کام سے فراغت پائی ہی تھی کہ دونوں ہرے آدمی واپس آتے دکھائی دینے لگے۔ جب وہ ہم سے قریب سو گز کے فاصلے پر نہ گئے توان کے تھوٹس پھر بھڑکنے لگے کیونکہ وہ میرے پلین سے خوفزدہ ہو چکے تھے۔

آخر وہ دونوں مجبور ہو کر اپنے تھوٹس پر سے نیچے اترے اور پیدل ہی ہماری سمت اپنی لمبی لمبی تلواریں لے کر بڑھنے لگے۔ میں ان میں سے بڑے کا مقابلہ کرنے کے لئے آگے بڑھا اور چھوٹے کو زوڈنگا ... پہ نپٹنے کے لئے چھوڑ دیا۔ اپنے مخالف کو ایک ہی وار میں ختم کرتے ہوئے ــــ میں نے گھوم کر اپنے نئے ساتھی کی سمت دیکھا تو معلوم ہوا کہ وہ مرنے کے قریب

پہنچ چکا ہے۔

وہ زخمی حالت میں اپنے مخالف کے قدموں کے پاس پڑا ہوا تھا اور اس کا مخالف آخری وار کرنے کے لئے اپنی تلوار اٹھا چکا تھا۔ ایک ہی چھلانگ میں میں نے پچاس فٹ کا فاصلہ طے لیا اور اس سے پیشتر کہ اس کا ہاتھ نیچے پہنچ سکتا میری تلوار اس کے سینے کے پار ہو چکی تھی۔ اس کے ہاتھ سے تلوار چھوٹ کر گر گئی اور وہ خود مردہ ہو کر فرش پہ لڑھک گیا۔

میں نے اپنے نئے ذوڈنگا ساتھی کے جسم کا معائنہ کیا تو معلوم ہوا اسے کوئی گہرا زخم نہیں آیا ہے کچھ دیر بعد اس نے خود ہی کہا کہ اب وہ واپسی کا سفر کرنے کے لئے تیار ہے اسے اپنا پلین خود ہی چلانا تھا کیونکہ یہ چھوٹا پلین صرف ایک ہی آدمی کے کام آسکتا تھا کیونکہ دوسرا آدمی اس پہ سوار نہیں ہو سکتا تھا

شہر کے نزدیک پہنچتے ہی ہم نے دیکھا کہ میدان میں شہریوں کا ایک بڑا ہجوم ہے اور آسمان چھوٹے چھوٹے پرائیوٹ اور پبلک پلینوں سے سیاہ ہو رہا ہے جن کے اوپر جھنڈے لہرا رہے ہیں اور ان پر چوں پہ کسی چمکدار شے سے مختلف قسم کی خوبصورت ڈیزائن بی ہوئی تھیں۔

میرے ساتھی نے مجھے اشارہ کیا کہ میں اپنے پلین کی رفتار کم کر دوں اور پھر میرے پاس نزدیک پہنچتے ہوئے بولا کہ ہمیں آسمان پر آہستہ روی سے سفر کرتے ہوئے اس جلسے کو دیکھنا چاہیئے جو آفیسروں اور دوسرے اشخاص کو ان کے کارہائے نمایاں کرنے کے سلسلے میں اعزاز دینے کے لئے کیا گیا ہے اس کے بعد اس نے اپنا علم لہرایا جس سے ظاہر ہو گیا کہ وہ شاہی خاندان کا ایک فرد ہے۔ ہمیں راستہ ملتا گیا اور آخر میں ہم اس جگہ کے ٹھیک اوپر پہنچ گئے

جہاں ذو ڈنگا کا جڈک اور اس کے مصاحب کھڑے ہوئے تھے۔ وہ سب سرخ مریخیوں کے استعمال میں آنے والے چھوٹے تھوٹس پر سوار تھے اور انکے جسم اس طرح کے زیورات اور شوخ رنگوں کے پردوں سے سجے ہوئے تھے کہ مجھے اپنے یہاں کے "ریڈ انڈین" یاد آگئے

تھان کوسس ۔ جڈک کے ایک مصاحب نے ہماری طرف اشارہ کر کے اس سے کچھ کہا جس کے جواب میں اس نے میرے ساتھی کو نیچے اترنے کا اشارہ کیا۔ نیچے اتر کر وہ کافی دیر تک تھان کوسس سے گفتگو کرتا رہا جس کے جواب میں اس کی اور اس کے مصاحبوں کی نگاہیں بار بار میری طرف اٹھ رہی تھیں۔ میں ان کی گفتگو کا ایک لفظ بھی نہ سن سکا۔ آخر میں ایک شخص نے آگے بڑھ کر ایک شخص کا نام لیکر پکارا اور اسے آگے آنے کے لئے کہا۔ وہ شخص سامنے آیا تو اس نے جو بہادری کا کام انجام دیا تھا اس کا اعلان کیا گیا پھر مصاحبوں میں سے ایک نے آگے بڑھ کر اس کے بائیں بازو پر ایک زیور پہنا دیا۔

اسی طرح لوگوں کو اعزاز ملتے رہے۔ آخر میں پکارنے والے نے پکارا

"جان کارٹر۔ ایر اسکاوٹ"

اپنی زندگی میں اس سے پیشتر میں کبھی اسقدر حیرت زدہ نہیں ہوا تھا لیکن چونکہ مجھ میں ملٹری ڈسپلن بہت ہی زیادہ ہے اس لئے میں نے اس کا اظہار نہیں ہونے دیا اور اپنی چھوٹی مشین کو زمین پر اتار کر اس طرح پیدل ہی آگے بڑھنے لگا جس طرح میں دوسرے کو دیکھ چکا تھا۔ جیسے ہی میں پکارنے والے آفیسر کے سامنے پہنچ کر کھڑا ہوا اس نے اسقدر اونچی آواز میں کہا کہ وہاں موجود سب ہی لوگ اسے سن سکتے۔

"جان کارٹر کو جڈک کے بھتیجے کی حفاظت کرنے اور تین ہرے آدمیوں کو

ہلاک کرنے کے سلسلے میں، جدک تھان کوسس خود اپنے ہاتھوں سے اعزاز بخشنا چاہتے ہیں

اس کے بعد تھان کوسس آگے بڑھ کر مجھے ایک زیور پہناتے ہوئے بولا۔

میرے بھتیجے نے تمہاری حیرت انگیز کامیابی کا حال مجھے تفصیل سے بتایا ہے اگر تم جدک کے بھتیجے کی حفاظت اس طرح کر سکتے ہو تو خود جدک کو محفوظ رکھنے کے لئے تم نہ جانے کیا کر سکتے ہو۔ اس لئے میں تمہیں اپنے محافظوں کا پیدا اور دکیتان، مقرر کرتا ہوں اور اب آج سے تم میرے محل میں ہی رہو گے۔

میں نے اس کا شکریہ ادا کیا اور اس کے اشارے پر اس کے مصاحبوں کی صف میں جا کر کھڑا ہو گیا۔ اس جگہ سے جب مجھے فرصت ملی تو سب سے پہلے اپنی مشین کو اس عمارت کی چھت پر لیجا کر کھڑا کیا جہاں ان کے رکھنے کیلئے جگہ بنی ہوئی تھی اور جس کے نیچے ایراسکاڈٹس کے بیرک بنے ہوئے تھے اسکے بعد مجھے ایک چپراسی نے محل کے انچارج کے پاس پہنچا دیا۔

بائیسواں باب

وعدہ

محل کے انچارج میجر ڈومو کو میرے پہنچنے سے پہلے ہی اس کی اطلاع دی جا چکی تھی کہ وہ مجھے ہمیشہ حد تک کے نزدیک ہی تعینات کیا کرے جس کی زندگی جنگ کے زمانے میں ہمیشہ خطرے میں رہا کرتی تھی۔

اس لئے میرے پہنچتے ہی وہ مجھے لیکر فوراً اس جگہ پہنچ گیا جہاں تھان کوسس اسوقت موجود تھا۔ تھان کوسس اپنے بیٹے سب تھان اور خاندان کے دوسرے کچھ افراد سے گفتگو میں محو تھا اس لئے اسے میرے وہاں موجود ہونے کی خبر نہ ہو سکی۔

اس کمرے کی دیواریں پوری طرح خوبصورت پردوں سے ڈھکی ہوئی تھیں جس سے تمام کھڑکیاں اور دروازے چھپ گئے تھے۔ کمرے میں قید کی ہوئی سورج کی ان شعاعوں سے روشنی پھیلی ہوئی تھی، جو کمرے کی چھت اور چھت سے کچھ نیچے شیشے کی لگی ہوئی مصنوعی چھت کے درمیان جمع کی گئی تھی۔

میرے ہمراہی نے ایک پردہ ہٹایا تو مجھے ایک ایسا راستہ نظر آیا جو اس کمرے کے چاروں طرف دیوار اور پردوں کے درمیان گھومتا تھا۔ میرے ہمراہی نے اس جگہ گھوم کر تھان کوسس پر نظر رکھنے کے لئے کہا اور پھر مجھے تنہا چھوڑ کر چلا گیا۔ میرا کام صرف اتنا تھا کہ میں حکمران پر نظر رکھوں اور اس بات کی کوشش کروں کہ اس کی نظر مجھ پر نہ پڑ سکے۔ یہ کام مجھے صرف چار گھنٹے تک کرنا تھا اسکے بعد مجھے چھٹی مل جانے والی تھی۔ میجر ڈومو نے مجھے یہ بات بتا دی تھی۔

وہ پردے کچھ عجیب طرح سے بنے ہوئے تھے کیونکہ اندرونی حصے کی سمت سے دیکھنے پر وہ ایک ٹھوس دیوار کی طرح نظر آتے تھے لیکن اپنے پوشیدہ مقام سے میں کمرے کے اندر ہونے والی حرکات کو اس طرح دیکھ سکتا تھا جیسے میرے درمیان کوئی پردہ ہی نہ ہو۔

مجھے اپنے پوشیدہ مقام پر کھڑے ہوئے ابھی کچھ ہی دیر گذری تھی کہ میرے مخالف سمت کا پردہ ہٹا اور چار محافظ اپنے درمیان کسی عورت کو لیکر کمرے میں داخل ہوئے تھے۔ تھان کوسس کے قریب پہنچتے ہی وہ آگے سے ہٹ گئے اس وقت میں نے دیکھا کہ جدک تھان کوسس کے سامنے اور مجھ سے قریب دس فٹ کے فاصلے پر خوبصورت دیجاہ تھورس کھڑی ہوئی ہے۔

زوڈانگا کا شہزادہ سب تھان اس سے ملنے کے لئے آگے بڑھا اور پھر دونوں باتھ میں ہاتھ ڈال کر تھان کوسس کے قریب پہنچ گئے۔ اس نے انھیں حیرت سے دیکھا اور پھر دیجاہ کی تعظیم کی۔

"ہیلیم کی شہزادی خوش آمدید" اس نے کہا۔ "مجھے حیرت ہے، آج سے دو دن پیشتر تم نے کہا تھا کہ تم میرے بیٹے کی جگہ پر ہرے جدک تال ہا جوس سے شادی کرنا زیادہ بہتر سمجھو گی لیکن اب یہ فیصلہ کس طرح بدل گیا ہے۔

دیجاہ تھورس نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

جس وقت سے بارسوم پر زندگی قائم ہوئی ہے اسی وقت سے عورت اپنے ہر کئے ہوئے فیصلے کو، اور خاص کر دل کے معاملوں کو تبدیل کرتی چلی آرہی ہے مجھے امید ہے تھان کوسس اپنے بیٹے کی طرح تم بھی اسے فراموش کر دو گے دو دن پیشتر مجھے اس کا یقین نہیں تھا کہ میں تمھارے بیٹے سے محبت کر سکوں گی لیکن اب مجھے یقین ہو گیا ہے۔ اس لئے میں معافی مانگنے چلی آئی ہوں۔ میں وعدہ کرتی ہوں کہ

وقت آنے پر ہیلیم کی شہزادی دیجاہ تھورس ذوڈنگا کے شہزادے سب تھان سے ہی شادی کرے گی۔"

"مجھے تمھارے اس فیصلے کو سن کر خوشی ہوئی۔ تھان کوسس نے کہا میری خود یہ خواہش ہے کہ میں ہیلیم کے لوگوں کو اور زیادہ جنگ میں شامل نہ کروں اب تمھارے وعدے کی بنا پر میں اپنے لوگوں کو وقت آنے پر جنگ کرنے سے روکنے کی کوشش کرونگا۔ انھیں تمھارے فیصلے کی اطلاع جلد ہی پہنچادی جائیگی

"لیکن میرا خیال ہے۔" دیجاہ تھورس نے کہا۔ اس بات کو اس وقت تک راز رکھا جائے جب تک کہ جنگ ختم نہیں ہو جاتی۔ یہ میرے اور تمھارے لوگونکو ایک عجیب سی بات لگے گی کہ جنگ کے دوران میں دشمنوں کے درمیان شادی ہونے جا رہی ہے۔

"لیکن کیا جنگ فوراً ہی بند نہیں کی جا سکتی۔" سب تھان نے کہا تھان کوسس کے ایک لفظ کہنے سے جنگ بند ہو سکتی ہے۔ بند کرا دیجئے جنگ کو تا کہ میری خوشیاں مجھ سے اور قریب آ جائیں۔

"ابھی مجھے یہ دیکھنا ہے کہ ہیلیم کے لوگ اس کے بارے میں کیا خیال رکھتے ہیں تھان کوسس نے کہا بہر حال میں ان کے پاس امن کا پیغام بھیج دونگا

اس کے چند منٹ بعد دیجاہ تھورس پھر محافظوں کے درمیان کمرے سے باہر چلی گئی۔

اس طرح میرے خواب کے محل ٹوٹ کر حقیقت کی دنیا میں آ گرے۔ وہ عورت جس کے لئے میں نے اپنی زندگی وقف کردی تھی، جس کے لب سے میں نے اپنی محبت کا اقرار سنا تھا، مجھے فراموش کر چکی تھی اور اس نے مسکراتے ہوئے اپنے سب سے خطرناک دشمن کے بیٹے سے شادی کرنے کا اقرار کیا تھا۔

حالانکہ میں نے سب کچھ اپنے کانوں سے سنا تھا لیکن مجھے اس پر یقین نہیں آ رہا تھا
میں اسے تلاش کر کے تنہائی میں پھر سے سننا چاہتا تھا کہ کیا درحقیقت اس نے جو
فیصلہ کیا ہے وہ مجبوری سے نہیں خوشی سے کیا ہے۔ صرف اسی طرح مجھے اس کی
باتوں پر یقین آ سکتا تھا اس نے میں اپنی جگہ کو چھوڑ کر اس طرف تیزی سے بڑھا
جدھر سے میں نے اسے جاتے ہوئے دیکھا تھا۔ اس جگہ پہنچ کر مجھے بے شمار راہداریوں
کا ایک سلسلہ نظر آیا جو مختلف سمت گئی تھیں اور جن میں جگہ جگہ شاخیں نکل کر اس
مقام کو ایک بھول بھلیاں سی بنائے ہوئے تھیں

ان راہداریوں میں تیزی سے چکر لگاتے ہوئے آخر میں راستہ بھول ہی گیا
اور ایک مقام پر ٹھہر کر اپنی سانس درست کرنے لگا۔ اسی وقت مجھے قریب سے
کچھ آواز آتی سنائی دی۔ دراصل وہ آواز اس دیوار کے عقب سے آرہی تھی جس کا
سہارا لیکر میں کھڑا ہوا تھا۔ حالانکہ میری سمجھ میں تو نہیں آسکا کہ وہ آواز کیا کہہ رہی
ہے لیکن میں نے اس آواز کو فوراً ہی پہچان لیا۔ وہ آواز دیجاہ تھوریس کی تھی۔
میں اپنے بائیں سمت کچھ قدم ہی چلا تھا کہ مجھے ایک دوسری راہداری نظر
آگئی جس کے سامنے ہی ایک دروازہ لگا ہوا تھا۔ میں بے خوف ہو کر آگے بڑھا
اور اس کمرے میں داخل ہو گیا۔ وہ ایک چھوٹا کمرہ تھا جس میں وہ چاروں محافظ
بیٹھے ہوئے تھے جو دیجاہ تھوریس کو اپنے ساتھ لے کر تھان کوسس کے پاس گئے
تھے۔ مجھے دیکھتے ہی ایک شخص کھڑا ہو کر میرے وہاں آنے کا مقصد پوچھنے لگا۔

"میں تھان کوسس کی طرف سے آیا ہوں۔" میں نے کہا۔ "اور ہیلیم کی شہزادی
دیجاہ تھوریس سے تنہائی میں گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔"

"تمہارا حکم نامہ" اس نے کہا۔

"میری سمجھ میں نہیں آیا کہ وہ کیا کہہ رہا ہے۔ لیکن میں نے اسے بتایا کہ میں بھی

محافظ دستے کا ایک فرد ہوں اور پھر اس کے جواب کا انتظار کئے بغیر ہی اس دروازے کی طرف بڑھا جہاں سے دیجاہ تھورس کی آواز آرہی تھی۔
میں آسانی سے اندر نہ جا سکا کیونکہ وہ محافظ میرا راستہ روک کر کھڑے ہوتے ہوئے بولا۔
"تھان کوسس کے پاس سے آنے والے شخص کے پاس اس کا حکم نامہ یا پھر اسکا بنایا ہوا "کوڈ ورڈ" ہونا ضروری ہے۔ تمھیں ان دو میں سے ایک کے ذریعہ مجھے مطمئن کرنا پڑے گا۔
"میری خواہش ہی میرے ہر جگہ جانے کا حکم نامہ ہے" میں نے جواب دیتے ہوئے اپنے پہلو میں لٹکی ہوئی تلوار کو تھپتھپایا۔ اب تم مجھے جانے دو گے یا نہیں اس کے جواب میں اس نے بھی اپنی تلوار نکالتے ہوئے اپنے دوسرے ساتھیوں کو آواز دی۔ اب میرے راستے میں چار مسلح اشخاص کھڑے ہوئے تھے۔
تم تھان کوسس کے پاس سے نہیں آئے ہو۔ وہ شخص بیچارا جو مجھ سے گفتگو کر رہا تھا۔ اب تم کو ہیلیم کی شہزادی سے ملنے ہی نہیں دیا جائے گا بلکہ گرفتار کر کے تھان کوسس کے سامنے لے جایا جائے گا تاکہ تمھیں جھوٹ بولنے کی سزا مل سکے۔ اپنی تلوار پھینک دو۔ کیا تم ہم چاروں سے جیت جانے کی امید رکھتے ہو۔"
اس نے طنزیہ مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔
میرا جواب میری تلوار نے دیا جس کی وجہ سے اب صرف تین ہی میرے مقابلے پر رہ گئے۔ ان تینوں نے ایک ساتھ مجھ پر حملہ کیا اور میں اپنی حفاظت کرتا ہوا پیچھے ہٹنے لگا۔ یہاں تک کہ میری پشت دیوار سے جا لگی۔ اب دیوار کے سہارے کھسکتا ہوا آخر میں ایک ایسے کونے میں پہنچ گیا جہاں ایک وقت میں

صرف ایک ہی شخص مجھ پر حملہ کر سکتا تھا اس طرح ہم قریب بیس منٹ تک لڑتے رہے اور ہماری تلواروں کے ٹکرانے کی جھنکار اس چھوٹے سے کمرے میں گونجتی رہی ان آوازوں کو سن کر دیجاہ تھوریس بھی سولا کے ساتھ ہی دروازے پر آکر کھڑی ہوگئی تھی اس کا چہرہ ہر قسم کے جذبات سے عاری تھا۔ اس نے مجھے نہیں پہچانا تھا اور نہ ہی سولا مجھے شناخت کرنے میں کامیاب ہو سکی تھی۔

آخر خوش قسمتی نے میرا ساتھ دیا اور دوسرا محافظ بھی فرش پر لڑھک گیا اب میں نے جنگ کرنے کا وہ طریقہ اختیار کیا جس کی وجہ سے میں ہمیشہ کامیاب رہا کرتا تھا۔ دوسرے کے گرنے کے دس سکنڈ بعد ہی تیسرا اور پھر اس سے بھی کم وقفہ میں چوتھا بھی فرش پر مردہ پڑا ہوا تھا۔ وہ لوگ بہادر اور شریف تھے اس لئے مجھے ان کے مرنے کا صدمہ ضرور ہوا۔ لیکن اگر اس وقت بارسوم کی پوری آبادی بھی میرے مقابلے پر آجاتی تو میں ان سے مقابلہ کر کے دیجاہ تھوریس کے پہلو میں پہنچنے کی کوشش ضرور کرتا۔

اپنی تلوار کو صاف کرتے ہوئے میں مریخ کی شہزادی کی طرف بڑھا جو اب بھی حیرت زدہ سی کھڑی ہوئی مجھے دیکھ رہی تھی۔

"تم کون ہو زوڈنگا" وہ آہستہ سے بولی "کیا میرے کوئی دوسرے دشمن ہو جو مجھے پریشان کرنے کے لئے آئے ہو"

"میں ایک دوست ہوں" میں نے جواب دیا "ایک بہت پرانا دوست"

"ہیلیم کی شہزادی کا کوئی دوست اس طرح کے زیورات نہیں پہنتا۔ وہ بولی "لیکن پھر بھی مجھے تمہاری آواز پہچانی ہوئی معلوم ہو رہی ہے۔ نہیں — ایسا نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ مر چکا ہے۔

"لیکن، میری شہزادی، میں جان کارٹر ہی ہوں" میں نے کہا۔ کیا میرے

ان زیورات اور جسم کی جلی ہوئی رنگت کے پیچھے تم اپنے دوست کے دل کو نہیں دیکھ سکتیں۔

وہ میری طرف ہاتھ بڑھا کر آگے آئی لیکن میرے پاس پہنچتے ہی وہ جھجک کر رکی اور پھر اپنا ہاتھ گراتے ہوئے پیچھے ہٹ گئی۔

"بہت دیر ہو چکی ہے۔ اب بہت دیر ہو چکی ہے" وہ غمگین لہجے میں بولی "آہ میرے سردار، کاش تم ایک گھنٹے پیشتر آگئے ہوتے۔ میں نے سمجھ لیا تھا تم مر چکے ہو۔ لیکن اب دیر ہو چکی ہے۔ بہت دیر ہو چکی ہے۔

"تم کہنا کیا چاہتی ہو دیجاہ تھورس" میں نے کہا "کیا تمھارا مطلب ہے کہ اگر تمھیں میرے زندہ رہنے کے بارے میں معلوم ہوتا تو تم نے ذوڈنگا کے شہزادے سے شادی کرنے کا وعدہ نہ کیا ہوتا۔

"جان کارٹر، کیا تم سمجھتے ہو کہ کل میں نے تمھیں اپنا دل دیا تھا تو آج اسے دوسرے کو دینے کو تیار ہو جاؤں گی۔ میں نے تو اپنے خیال کے مطابق اسے تمھارے ساتھ ہی دفن کر دیا تھا۔ آج تو میں نے صرف اپنا جسم شہزادہ ذوڈنگا کو دینے کا وعدہ کیا ہے اور وہ بھی صرف اس لئے کہ تحیاب شہزادے کے مظالم سے میرے لوگ محفوظ رہ سکیں۔

"لیکن میں تو مرا نہیں ہوں میری شہزادی" میں نے کہا۔ میں تمھیں اپنا بنانے کے لئے آیا ہوں اور تمام ذوڈنگا بھی مجھے اس کام سے نہیں روک سکتے۔

"اب دیر ہو چکی ہے جان کارٹر۔ میں زبان دے چکی ہوں اور بارسوم پر زبان دینے کے خلاف کام نہیں کیا جاتا۔ یوں سمجھ لو کہ میرے زبان دینے کے ساتھ ہی میری شادی ہو چکی ہے۔ اب تم مجھے اپنی شہزادی کہہ کر نہ پکار سکو گے۔ اب تم میرے سردار نہیں رہے ہو۔

دیجاہ تھورس، میں تمہارے بار سوم کے رسم و رواج سے اچھی طرح واقف نہیں، لیکن میں اتنا ضرور جانتا ہوں کہ مجھے تم سے محبت ہے اور اگر اس وقت تم نے جو کچھ کہا تھا، جب ہم پر دار یون کے ہرے آدمیوں نے حملہ کیا تھا وہ سچ تھا تو پھر تمھیں اپنی بیوی بنانے کا کوئی شخص بھی حق نہیں رکھتا میری شہزادی اس وقت جو کچھ تم نے کہا تھا وہ سچ تھا اور اس وقت بھی تم اسے حقیقت ہی تصور کر رہی ہو۔ کہو میری شہزادی کہ اسوقت تم نے جو کچھ کہا تھا وہ سچ تھا

میں نے جو کچھ کہا تھا سچ تھا جان کارٹر۔ وہ آہستہ سے بولی۔ اب اسے دہرا نہیں سکتی کیونکہ میں نے اپنے کو دوسرے کے حوالے کر دیا ہے۔ آہ، کاش تم ہمارے یہاں کے رسم و رواج سے واقف ہوتے۔ اگر تم میرے اس وعدے سے پیشتر آگئے ہوتے اور تم نے مجھے اپنا بنانا چاہا ہوتا، تو خواہ اس کی وجہ سے ہیلیم تباہ ہی کیوں نہ ہو جاتا میں تمہارے علاوہ کسی اور کی بننے کے لئے کبھی تیار نہیں ہو سکتی تھی۔

"کیا تمھیں وہ رات یاد ہے۔" وہ کہتی گئی۔ "جب تم نے مجھے بچایا تھا اور پھر بغیر میرا ہاتھ مانگے ہی تم نے مجھے اپنی شہزادی کہہ کر پکارا تھا۔ اس کے بعد تم نے فخر سے کہا تھا کہ تم نے مجھے بچایا ہے اور یہ سن کر میں ناراض ہو گئی تھی۔ اب میں محسوس کر رہی ہوں کہ تم نے جو کچھ کہا تھا اس کے مطلب سے نا واقف تھے۔ لیکن یہاں تھا ہی کون جو تمھیں بتاتا، اور میں تمھیں بتا نہیں سکتی تھی کہ یہاں بار سوم پر سرخ آدمیوں میں دو قسم کی عورتیں ہوتی تھیں۔ ایک وہ عورتیں جن کے لئے لوگ جنگ کرتے ہیں اور انھیں حاصل کرنے کے بعد ان سے شادی کی درخواست کرتے ہیں دوسری قسم کی عورتوں کے لئے بھی جنگ ہوتی ہے لیکن ان سے کبھی شادی کی درخواست نہیں کی جاتی۔ جب کوئی شخص کسی عورت کو جیت لیتا ہے تو وہ اسے شہزادی کہہ کر

پکار سکتا ہے۔ تم نے میرے لئے جنگ کی تھی لیکن مجھ سے شادی کی درخواست نہیں کی تھی۔ اس لئے جب تم نے مجھے اپنی شہزادی کہکر پکارا تھا۔" وہ ہکلانے لگی "تم سمجھ گئے ہوگے اس سے مجھے تکلیف پہنچی تھی لیکن اس وقت بھی جان کارٹر، میں نے تمھیں کچھ نہیں کہا تھا حالانکہ مجھے تمہیں برا بھلا کہنا چاہئے تھا۔ اس کے بعد تم نے یہ کہہ کر کہ تم نے مجھے مقابلے سے حاصل کیا ہے، میرے صدمے کو دوگنا کر دیا تھا۔

"میں تم سے اس کی معافی نہیں مانگوں گا دیجاہ تھوریس" میں نے کہا۔ "تم جانتی ہو میری اس غلطی کا نتیجہ بارسوم کے وہ رسم ورواج ہیں جن سے میں ناواقف تھا۔ اب جبکہ میں اس سے واقف ہوگیا ہوں دیجاہ تھوریس میں تمھارا ہاتھ مانگتا ہوں اور تم سے اپنی بیوی بننے کی درخواست کرتا ہوں۔ اور اپنے جسم میں دوڑتے ہوئے اپنے آباؤاجداد کے خون کی قسم کھاکر کہتا ہوں کہ تم میری بن کر رہوگی۔

"نہیں جان کارٹر" وہ چیخی "اب ایسا نہیں ہو سکتا۔ جب تک سب تھان زندہ ہے میں تمھاری کبھی نہیں ہو سکتی۔"

"تم نے سب تھان کی قسمت میں موت لکھ دی ہے میری شہزادی۔ اسے مرنا ہی پڑیگا۔

"نہیں" وہ جلدی سے بولی۔ "میں اپنے شوہر کے قاتل سے بھی شادی نہیں کرسکتی خواہ اس نے اسے اپنی حفاظت کرتے ہوئے ہی کیوں نہ قتل کیا ہو۔ یہ ہمارے یہاں کے رسم ورواج ہیں اور بارسوم پر رسم ورواج کی ہی حکومت قائم ہے۔ اب بیکار ہے دوست۔ تمھیں میرے ساتھ اس غم کو سہنا ہی پڑے گا۔ ہمیں ان دونوں کی یاد میں اپنے دن گذار دینا چاہئے جو ہم نے تھارک کے درمیان رہ کر گذارے تھے۔ اب تم جاؤ اور پھر دوبارہ مجھ سے ملنے کی کوشش نہ کرنا۔

دل شکستہ اور غمگین میں کمرے سے باہر نکلا لیکن اس وقت بھی میں مایوس نہیں تھا۔ مجھے اس وقت تک اس کا یقین نہیں ہوسکا تھا کہ ویجاہ تھورس میری نہیں ہوسکتی جب تک کہ اس کی شادی کا ہنگامہ نہیں شروع ہوگیا۔

کمرے سے باہر نکلنے کے بعد میں پھر راہداروں کی بھول بھلیاں میں بھٹکنے لگا۔ اب میرے لئے اپنی حفاظت کا صرف ایک ہی راستہ تھا کہ میں جلد سے جلد شہر زوڈنگا کے باہر نکل جاؤں کیونکہ چار محافظوں کو قتل کرنے کے جرم میں مجھے نہ جانے کون سی سزا دی جاسکتی تھی۔ چونکہ اب میں کسی کے بتائے بغیر اپنی جگہ پر نہیں پہنچ سکتا تھا اس لئے شبہ مجھ پر ہی کیا جاسکتا تھا کیونکہ وہ مجھے راہداری میں چکر لگاتے ہوئے ہی پاسکتے تھے

کافی دیر تک چکر لگانے کے بعد آخر میں ایک ایسے مقام پر پہنچ گیا جہاں سے زینہ نیچے کی سمت جاتا ہے میں اسی کے ذریعہ کئی منزلیں نیچے اترا اور آخر میں ایک ایسے دروازے کے سامنے پہنچ گیا جس میں بے شمار محافظ بیٹھے ہوئے تھے اس کمرے کے چاروں طرف ویسے ہی پردے پڑے تھے جن کے ایک طرف سے ہی دیکھا جاسکتا تھا اس لئے وہ لوگ مجھے نہیں دیکھ سکے جبکہ میں نے انھیں آسانی سے دیکھ لیا۔

وہ لوگ آپس میں ادھر ادھر کی باتوں میں مشغول تھے۔ میرے وہاں پہنچنے کے تھوڑی دیر بعد ہی وہاں ایک آفیسر پہنچا جس نے ان میں سے چار کو حکم دیا کہ وہ ان چاروں کو جاکر چھٹی دیدیں جو ہیلیم کی شہزادی کی حفاظت کرنے پر مامور کئے گئے ہیں اب مجھے معلوم ہوا کہ میری مشکلات مجھ سے اور زیادہ قریب آگئی ہیں کیونکہ چند ہی منٹ بعد ان چاروں میں سے ایک محافظ پھر واپس آگیا اس نے اپنی تیز چلتی ہوئی سانسوں کے درمیان بتایا کہ اسے باہری کمرے میں محافظوں کی جگہ انکی

لاشیں پڑی ہوئی ملی ہیں

تھوڑی دیر بعد محل کے تمام محافظ، آفیسر، ملازم، غلام اور درباری بیدار ہو گئے اور راہداروں میں ایک جگہ سے دوسری جگہ خبر پہنچانے کے لئے دوڑنے لگے

اب مجھے موقع ملا کہ میں وہاں سے فرار ہو سکوں کیونکہ اس افراتفری میں کوئی مجھ پر توجہ نہیں دے سکتا تھا۔ جس وقت اس مقام کے پاس سے محافظوں کی ایک ٹولی گذری جہاں میں چھپا ہوا تھا میں بھی نکل کر ان کے پیچھے پیچھے چلنے لگا ان کے ساتھ چلتے ہوئے راہداریوں سے گذر کر آخر میں ایک ایسے ہال میں پہنچ گیا جس کی کھڑکیوں سے سورج کی شعاعیں اندر آ رہی تھیں۔

اس جگہ میں ان محافظوں سے علیحدہ ہو کر ایک کھڑکی کے پاس پہنچ گیا تاکہ اس کے ذریعہ فرار ہو سکوں۔ وہ کھڑکی ایک بالکونی پر کھلتی تھی جس کے نیچے ذودونگا کی ایک مشہور شاہراہ پھیلی ہوئی تھی۔ اس کھڑکی سے زمین کا فاصلہ قریب تیس فٹ تھا اور قریب اتنے ہی فاصلے پر بیس فٹ اونچی پالش کئے ہوئے شیشے کی ایک ٹھوس دیوار کھڑی ہوئی تھی جس کی موٹائی ایک فٹ سے کسی طرح بھی کم نہیں تھی۔ ایک سرخ مریخی کے لئے اس جگہ سے فرار ہونا ناممکن تھا لیکن مجھ میں زمین پر رہنے والوں کی طاقت اور پھرتی تھی اس لئے میری نظر میں اس فاصلے کی کوئی اہمیت نہیں پیدا ہوئی۔ مجھے صرف ایک بات کا خوف تھا کہ اندھیرے سے پیشتر کہیں مجھے کوئی دیکھ نہ لے کیونکہ دن کے اجالے میں کھڑکی سے چھلانگ لگانے کی جرأت نہیں کر سکتا تھا جبکہ نیچے کی شاہراہ ذودونگن سے بھری ہوئی تھی

میں نے اپنے چھپنے کے لئے جگہ تلاش کرنی شروع کی اور خوش قسمتی سے جلد ہی مجھے جگہ مل بھی گئی۔ ہال کی چھت میں فرش سے تقریباً دس فٹ اوپر پیالے کی شکل کا ایک بہت بڑا زیور وہاں کی خوبصورتی بڑھانے کیلئے لٹکا ہوا تھا۔ میں اسی پیمہ

اچھل کر جا بیٹھا لیکن ابھی میں اچھی طرح بیٹھ بھی نہیں سکا تھا کہ مجھے کچھ لوگوں کے وہاں آنے کی آہٹ ملی۔ وہ لوگ میرے چھپنے کے مقام کے نیچے آ کر کھڑے ہو گئے جس کی وجہ سے میں ان کی ایک ایک بات سن سکا۔

"یہ ہیلیم والوں کا ہی کام ہے" ان میں سے ایک شخص نے کہا

"ہاں جدّاک۔ لیکن وہ محل میں داخل کس طرح ہوئے مجھے تو یقین ہے کہ ہمارے محافظوں کی نظر سے ایک بھی دشمن بچ کر خفیہ کمروں تک نہیں پہنچ سکتا لیکن وہاں سات آٹھ آدمی کس طرح پہنچ گئے۔ یہ بات میری سمجھ سے باہر ہے خیر، ہمیں جلد ہی معلوم ہو جائے گا۔ وہ دیکھئے شاہی نجومی آ رہا ہے۔

ایک دوسرا شخص بھی وہاں پہنچ کر کھڑا ہو گیا اور اپنے حکمراں کی تعظیم کرنے کے بعد بولا۔

"اوہ جدّاک، میں نے مردہ محافظوں کے ذہن میں ایک حیرت انگیز کہانی لکھی ہوئی دیکھی ہے۔ انھیں کئی آدمیوں نے مل کر نہیں بلکہ صرف ایک آدمی نے ہلاک کیا ہے۔

وہ یہ دیکھنے کے لئے خاموش ہو گیا کہ اس کی باتوں کا دوسروں پر کیا اثر پڑتا ہے اس کے کہنے کا واقعی گہرا اثر پڑا کیونکہ تھان کوسس کے منھ سے نکلے ہوئے الفاظ یہ تھے۔

"یہ کیسی بیہودہ کہانی سنا رہے ہو تم" وہ چیخا۔

"یہ سچ ہے میرے جدّاک" نجومی نے جواب دیا۔ "حقیقت میں دیکھا جائے تو مردہ محافظوں کے ذہن پر اس کے بہت گہرے نقوش موجود ہیں انکا قاتل لمبے قد کا ایک شخص تھا جس نے یہاں کے محافظوں کے ہی زیور پہن رکھے تھے۔ اس نے تنہا ان چاروں کا مقابلہ کیا تھا اور اپنی حیرت انگیز پھرتی اور

طاقت کی وجہ سے انھیں ہلاک کرنے میں کامیاب ہوا تھا حالانکہ وہ ذوڈنگا کے زیور ہی پہنے ہوئے تھا لیکن اس جیسا شخص یہاں تو کیا آج تک پورے بارسوم پر نہیں دیکھا گیا ہے۔

"سیلم کی شہزادی کے ذہن کو پڑھنے اور اس سے سوالات پوچھنے سے مجھے کچھ بھی نہیں معلوم ہو سکا۔ اسے اپنے خیالات پر پوری طرح قابو حاصل ہے۔ اس لئے میں ایک لفظ بھی اس کے ذہن کا نہیں پڑھ سکا ہوں۔ اس کا کہنا ہے کہ اس نے چار محافظوں کے مقابلے میں ایک ایسے شخص کو لڑتے دیکھا تھا جسے اس نے پہلے کہیں نہیں دیکھا تھا اس لئے وہ اس کے بارے میں بھی کچھ نہیں جانتی۔

"وہ نیا محافظ کہاں ہے"؟ ایک دوسرا شخص بولا جس کی آواز سے میں نے پہچان لیا کہ وہ تھان کوسس کا بھتیجا ہے جسے میں نے ہرے آدمیوں کے ہاتھوں سے بچایا ہے۔ "اپنے آباؤاجداد کے پہلے زیور کی قسم"! وہ کہتا گیا تمام ظاہر کی جانے والی خصوصیات اس میں موجود ہیں اور خاص طور سے جنگ کرنے کی اہلیت۔

"کہاں ہے وہ"؟ تھان کوسس چیخا۔ اسے فوراً ہی میرے سامنے حاضر کیا جائے۔ کہو بھتیجے تم اس کے بارے میں کیا جانتے ہو۔ اب مجھے حیرت ہو رہی ہے کہ میں نے پہلے ہی اس پر دھیان کیوں نہیں دیا کہ اس طرح کا جنگ کرنے والا شخص ذوڈنگا میں پہلے کبھی نہیں ہوا۔ اس کے علاوہ اس کا نام جان کارٹر ہے جسے بارسوم پر کہیں بھی آج تک نہیں سنا گیا۔

تھوڑی دیر بعد اسے اطلاع دی گئی کہ میرا کہیں پتہ نہیں ہے اور میں نہ محل میں ہوں اور نہ ہی میں اپنے "ایڈ اسکاڈ اسکوار ڈرم" کے پہلے والے کمرے میں موجود ہوں۔ وہ لوگ کنفاس کان سے بھی ملنے گئے لیکن وہ بھی میرے

بارے میں نہیں جانتا کہ میں کہاں ہوں اور جہاں تک میرے ماضی کا سوال ہے وہ اس کے بارے میں بھی بہت کم جانتا تھا۔ اس کی ملاقات مجھ سے اسوقت ہوئی تھی جب وہ وارہوں میں قید کیا گیا تھا۔

" اس پر نگاہ رکھی جائے۔" تھان کوسس نے حکم دیا۔ "وہ بھی ہمارے لئے اجنبی ہے۔ ممکن ہے وہ دونوں ساتھ ہی ہیلیم سے یہاں آئے ہوں اس لئے جلد یا دیر وہ ایک دوسرے سے ملاقات ضرور کریں گے۔ ہوائی کشتی کشتیوں کو اطلاع دے دی جائے کہ شہر چھوڑنے والے ہر شخص کی اچھی طرح دیکھ بھال کی جائے خواہ وہ ہوائی راستے سے سفر کر رہا ہو یا پیدل۔"

ایک دوسرے شخص نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے اعلان کیا کہ میں اب بھی محل کے اندر موجود ہوں

"آج محل کے اندر داخل ہونے اور باہر جانے والے ہر شخص کی تفصیلی اطلاع حاصل کر لی گئی ہے۔" اس نے بتایا "لیکن محافظوں کے تنے پیدوار کے حلیے کا کوئی بھی شخص محل میں داخل ہونے کے بعد باہر جاتے ہوئے نہیں دیکھا گیا ہے"

" پھر تو وہ ہمیں جلد ہی مل جائے گا۔" تھان کوسس نے مطمئن ہو کر کہا اس درمیان ہم ہیلیم کی شہزادی کے پاس چلکر اس سے اس بارے میں سوالات کریں گے ممکن ہے وہ اس سے کہیں زیادہ جانتی ہو جتنا کہ اس نے بتایا ہے آؤ۔"

وہ لوگ ہال سے باہر چلے گئے۔ اندھیرا ہوتے ہی میں بھی اپنے پوشیدہ مقام سے کود کر بالکونی کے پاس پہنچا، پھر موقع پاتے ہی اچھل کر شیشے کی دیوار پر جا کودا اور پھر وہاں سے محل کے مخالف سمت کو چل دیا۔

تیئیسواں باب

چوری

میں اس بات کی کوشش کئے بغیر کہ لوگوں کی نظر سے چھپ کر چلوں تیزی سے اپنے کوارٹر کی طرف چل دیا جہاں مجھے امید تھی کہ میری ملاقات کنتاس کان سے ہو جائیگی اس عمارت کے نزدیک پہنچتے ہی میں تھوڑا ہوشیار ہو گیا کیونکہ وہاں محافظوں کا پہرہ لگا ہوا تھا۔

میرا اس سے ملاقات کرنے کا صرف ایک ہی طریقہ تھا کہ میں بغیر کسی کی نظر میں آتے ہوئے پہلی منزل پر پہنچ جاؤں جہاں کے ایک کمرے میں وہ رہتا تھا میں نے وہاں تک پہنچنے کا ایک نیا راستہ اختیار کیا۔ میں اس عمارت سے کچھ فاصلے پر واقع ایک مکان کی چھت پر اچھل کر پہنچ گیا اور پھر وہیں سے ایک کے بعد دوسری چھت پر کودتا ہوا اس کمرے میں پہنچ گیا جہاں میرے خیال کے مطابق وہ رہتا تھا۔ اور وہ واقعی وہاں موجود تھا وہ تنہا ہی تھا اور اس نے مجھے دیکھ کر حیرت ظاہر نہیں کی بلکہ بولا کہ وہ میرے آنے کا انتظار ہی کر رہا تھا۔

میں سمجھ گیا کہ آج محل میں ہونے والے کسی بھی واقعے کی اسے خبر نہیں ہے اس لئے جب میں نے اسے آگاہ کیا تو وہ کافی پریشان ہوا تھا یہ خبر کہ دیجاہ تھورس نے سب تھان سے شادی کرنے کا وعدہ کر لیا ہے اس کے لئے کافی صدمے کا باعث بنی۔

"ایسا نہیں ہو سکتا" وہ بولا۔ "یہ نا ممکن ہے۔ ہیلیم کا ایک ایک شخص

اپنی شہزادی پر اپنی جان کو قربان کرسکتا ہے لیکن یہ کبھی پسند نہیں کرسکتا کہ وہ اسے ذوڈنگا کے ہاتھوں بیچ دے۔ اس کا دماغ ضرور ہی خراب ہوگیا ہے ورنہ وہ اس طرح کا وعدہ کبھی نہ کرتی۔

"اب کیا ہوسکتا ہے جان کارٹر" وہ کہتا گیا۔ "تم ہی بتاؤ آخر ہیلیم کو اس بے عزتی سے کس طرح بچایا جاسکتا ہے"

"میں سب تھان کا مقابلہ کرکے اسے آسانی سے ختم کرسکتا ہوں" میں نے کہا۔ اس طرح ہیلیم کی عزت کا معاملہ طے ہوسکتا ہے لیکن ایک نجی معاملے کی وجہ سے میرے لئے بہتر یہی ہے کہ وہ کسی دوسرے کے ہاتھ سے مارا جائے۔

کنٹاس کان نے بولنے سے پہلے مجھے غور سے دیکھا۔

"تم اس سے محبت کرتے ہو۔ اس نے کہا۔ "کیا وہ اس بارے میں جانتی ہے"

"ہاں کنٹاس کان، وہ جانتی ہے۔ لیکن اس نے اس لئے میری طرف سے منھ پھیر لیا ہے کہ اس نے سب تھان سے شادی کا وعدہ کرلیا ہے"

وہ اچھل کر کھڑا ہوگیا اور میرے شانے کو پکڑتے ہوئے اس نے اپنی تلوار بلند کردی۔

"اگر ہیلیم کی پہلی شہزادی کے شوہر کا انتخاب میرے ذمے ہوتا تو تم سے بہتر میری نظر میں اور کوئی نہیں تھا۔ میرا ہاتھ تمہارے شانے پر ہے جان کارٹر اور میں وعدہ کرتا ہوں کہ ہیلیم کی بھلائی کے لئے سب تھان میری تلوار کا نشانہ ضرور بنے گا۔ میں آج ہی رات محل میں اس کے پاس پہنچنے کی کوشش کرونگا۔

"کیسے" میں نے پوچھا۔ "تمہاری نگرانی کی جارہی ہے۔ نیچے محافظ ہیں اور اوپر ہوائی کشتیاں گشت کررہی ہیں۔

اس نے اپنا سر جھکا لیا اور پھر چند لمحے بعد بولا۔

"مجھے صرف محل کے محافظوں کی نظر سے بچ کر جانا ہے اور میرا خیال ہے میں آسانی سے کر سکتا ہوں۔ مجھے ایک ایسے خفیہ دروازے کا پتہ معلوم ہے جو محل کے مینار سے ہو کر سب تھان کے کمرے تک جاتا ہے ایک دن اتفاق سے فضائی گشت کرتے ہوئے میری نظر مینار پر کھڑے ہوئے ایک شخص پر پڑ گئی تھی۔ نزدیک پہنچنے پر مجھے معلوم ہوا کہ وہ سب تھان ہی تھا اس نے مجھ سے کہا تھا کہ میں اس راز کو کسی پر ظاہر نہ کروں کیونکہ اس کے علاوہ اور کوئی نہیں جانتا کہ اس کے کمرے سے ایک خفیہ راستہ اس مینار تک پہنچنے کا بھی ہے۔ لیکن اب سوال یہی ہے کہ میں اس عمارت کے محافظوں سے کس طرح بچ کر جا سکتا ہوں۔

اسکوارڈرم کی چھت پر ہوائی کشتیوں کی حفاظت کے لئے کتنے آدمی رہتے ہیں۔

"عام طور سے رات کے وقت ایک ہی آدمی وہاں پہرے پر ہوتا ہے۔"

"تو پھر جاؤ" میں نے کہا۔ "چھت پر پہنچ کر میرا انتظار کرو۔" اور پھر اسے کچھ سمجھائے بغیر ہی اس راستے سے واپس ہو گیا جس راستے سے اس تک پہنچا تھا اسکوارڈرم کی عمارت کی یہ چھت ـــــ جس پر مشین رکھی جاتی تھیں قریب پندرہ سو فٹ اونچی تھی۔ اس کے آس پاس کی عمارتیں بھی ایک ہزار سے لیکر بارہ چودہ سو فٹ تک اونچی تھیں لیکن ان کے ذریعے اس چھت تک پہنچنا ناممکن تھا اور عمارت میں داخل ہو کر بھی وہاں تک پہنچا نہیں جا سکتا تھا کیونکہ وہاں کے محافظوں کو میرے بارے میں اطلاع مل چکی تھی اور وہ لوگ ہوشیار ہو چکے تھے

یہاں بارسوم کی عمارتوں کی بناوٹ نے میرا ساتھ دیا۔ وہاں کی عمارتیں عام طور سے خوبصورتی کے لئے اس طرح پتھروں کو آگے پیچھے کر کے بنائی جاتی تھیں جس سے دیوار ایک سیدھی سیڑھی نما بن جایا کرتی تھی۔ میرے لئے چھت تک

پہنچنے کا کوئی اور راستہ نہیں تھا اس لئے میں نے سنبھل سنبھل کر ایک اندھیرے مقام سے اوپر چڑھنا شروع کیا اور آخر میں اوپر تک پہنچ گیا لیکن دیوار کے آخری حصے پر پہنچ کر پتہ چلا کہ وہاں سے بیس فٹ کی ایک بالکونی باہر کو نکلی ہوئی ہے میں نے ایک ہاتھ اور پیر کے سہارے دیوار سے چمٹ کر اپنے جسم سے چمڑے کی وہ لمبی پیٹی کھولی جس کے سرے پر ایک بڑا پھندا بنا ہوا تھا اور جس کے سہارے ہوا میں لٹک کر مشین کی خرابی درست کی جاتی تھی۔

میں نے اس پیٹی کے پھندے کو آگے کرتے ہوئے کئی بار گھما کر بالکونی میں پھنسانے کی کوشش کی اور آخر میں کامیاب بھی ہو گیا لیکن اب یہ سوال آ کھڑا ہوا کہ کیا وہ میرے بوجھ کو سنبھال سکے گی یا پھر ٹوٹ جائے گی اور میں ہزاروں فٹ نیچے پتھریلی زمین سے ٹکرا کر ٹکڑے ٹکڑے ہو جاؤں گا۔

ایک لمحے کے لئے تو میں ہچکچایا لیکن پھر میں نے دیوار کو چھوڑ دیا اور پیٹی کے سہارے فضا میں معلق ہو گیا۔ مجھے ایک زور کا جھٹکا لگا، بالکونی سے پھندا کچھ کھسکا لیکن آخر میں میں محفوظ رہا۔

آہستہ آہستہ کھسک کر اوپر چڑھتے ہوئے میں بالکونی تک پہنچنے میں کامیاب ہو گیا۔ لیکن ابھی میں اوپر پہنچ کر اچھی طرح کھڑا بھی نہیں ہو سکا تھا کہ چھت پر کا محافظ میرے پاس پہنچ گیا۔ اس کے ہاتھ میں اس کا پستول تھا اور اس کی نال میری سمت اٹھی ہوئی تھی۔

"کون ہو تم اور کہاں سے آ رہے ہو" وہ چیخا۔

"میں بھی ایک ایر اسکاؤٹ اور دوست ہوں" میں نے جواب دیا۔

"لیکن تم یہاں چھت تک کیسے آئے جلدی بولو۔ ورنہ میں دوسرے محافظوں کو آواز دیتا ہوں۔"

"ادھر آکر خود ہی دیکھ لو میں یہاں کس طرح آیا ہوں۔" میں نے اپنے چمڑے کی پیٹی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

اس سے بے خبر ہو کر کہ میرا ارادہ کیا ہے وہ شخص حیرت زدہ ہو کر میرے پاس آیا اور نیچے جھک کر دیکھنے لگا اسی وقت میں نے ایک ہاتھ سے اس کا پستول والا ہاتھ پکڑا اور دوسرے سے گردن پکڑ کر اسے پٹک دیا۔ میری گرفت اس کی گردن پر سخت تھی کہ وہ جلد ہی بیہوش ہو گیا۔ میں نے اس کے پیر باندھ کر ایک طرف ڈال دیا۔ کیونکہ مجھے معلوم تھا صبح ہونے تک اس کے بارے میں کسی کو خبر نہ ہو سکے گی اور میں یہی چاہتا بھی تھا۔

اس کام سے فارغ ہو کر میں نے جلد ہی اپنی اور کنتاس کان کی مشین شیڈ سے باہر نکال لی اور پھر اس کی مشین کو اپنی مشین کے پیچھے باندھ کر فوراً ہی عمارت کو چھوڑ کر شہر کی سڑکوں پر پرواز کرنے لگا۔ ایک منٹ سے کم کے عرصے میں ہی میں اپنی مشین کو اپنے کوارٹر کی چھت پر اتار رہا تھا جہاں حیرت زدہ سا کنتاس کان کھڑا تھا۔

میں نے اسے اپنی کامیابی کے بارے میں کچھ نہیں بتایا بلکہ فوراً ہی اسے سمجھانے لگا کہ ہمارا اگلا قدم کیا ہو گا۔ ہمارے درمیان طے ہوا کہ میں ہیلیم پہنچنے کی کوشش کروں جبکہ کنتاس کان محل میں جا کر سب تھان کا خاتمہ کرنے کی کوشش کریگا۔ اگر وہ کامیاب ہو جاتا ہے تو اسے بھی میرے پیچھے ہی آنا تھا اس نے میرے کمپاس کو ہیلیم کی سمت پر لگا دیا۔ بارسوم کا یہ کمپاس ایک ایسی پلیٹ ہوتی تھی جس پر کی سوئی جس سمت لگا دی جاتی تھی اسی طرف ہی رہا کرتی تھی۔

اس کے بعد ہی ہم نے محل کی سمت پرواز شروع کر دی کیونکہ ہیلیم کی سمت جانے کا راستہ بھی اسی طرف سے تھا۔

ہم ابھی محل کے مینار کے نزدیک پہنچے ہی تھے کہ اوپر سے گشتی محافظوں نے تیز قسم کی سرچ لائٹ ہماری سمت پھینکی۔ اس کی زد میں میری مشین پوری طرح صاف نظر آنے لگی۔ روشنی کے ساتھ ہی کسی نے گرج کر مجھے ٹھہرنے کے لئے کہا اور پھر ساتھ ہی ایک گولی بھی چلی کیونکہ میں نے آواز پر دھیان نہ دیکر اپنے پلین کی رفتار تیز کر دی تھی۔ کنتاس کان اپنی مشین کو فوراً ہی نیچے اندھیرے کی طرف موڑ لے گیا تھا اس لئے اس پر کسی کی نظر نہ پڑ سکی۔ اب میرے پیچھے ہوائی فوج کی بارہ کشتیاں لگی ہوئی تھیں اور میں ان سے بچنے کے لئے پوری رفتار سے اندھیرے میں اپنے پلین کو بغیر سمت کا اندازہ کئے دوڑائے چلا جا رہا تھا۔ کبھی کبھی میں ان کی سرچ لائٹ کی زد میں بھی آجاتا تھا اور وہ مجھ پر گولیوں کی بوچھار کر دیتے تھے لیکن میں فوراً ہی اپنے پلین کو اوپر یا نیچے کر کے اپنے کو بچانے میں کامیاب ہو جاتا تھا۔

کنتاس کان نے مجھے ایک ایسی ترکیب بتا دی تھی جس سے جہاز کی رفتار بہت ہی تیز کی جا سکتی تھی۔ یہ ترکیب ہیلیم کی فضائی فوج کے علاوہ اور کوئی نہیں جانتا تھا۔

میں نے اپنے پلین کی رفتار اس ترکیب کے ذریعے اسقدر تیز کر دی کہ جلد ہی میرا تعاقب کرنے والے مجھ سے دور ہونے لگے اور آخر میں وہ مجھ سے بہت ہی پیچھے رہ گئے اور میں اندھیرے میں آگے آگے بڑھتا گیا۔

میں نے کس قدر لمبا سفر طے کرنے کے بعد اپنے پلین کی رفتار کو قابو میں کیا یہ میں نہیں بتا سکتا کیونکہ اپنے دشمنوں کو پیچھے چھوڑنے کے بعد جب میں نے فلیش لائٹ جلا کر اسپیڈ وبیٹر کی طرف دیکھا تھا تو وہ مجھے ٹوٹا ہوا دکھائی دیا تھا اسی کے ساتھ ہی مجھے ایک اور ایسی چیز دیکھنے کو ملی جس سے میری تمام امیدوں پر پانی پھر گیا تھا۔ تعاقب کرنے والوں کی گولیوں سے صرف اسپیڈومیٹر ہی نہیں بلکہ

بھی ٹوٹ چکا تھا جو میرا راہبر تھا۔ یہ سچ ہے کہ میں تاروں کا سہارا لے کر ہیلیم کی سمت روانہ ہو سکتا تھا لیکن مجھے یہ بھی تو معلوم نہیں تھا کہ ہیلیم ٹھیک کس سمت واقع ہے ہیلیم شہر زوڈانگا سے قریب ایک ہزار میل کے فاصلے پر واقع تھا اور میں اپنے کمپاس کی راہنمائی سے وہاں چار اور پانچ گھنٹے کے درمیان آسانی سے پہنچ سکتا تھا لیکن صبح ہونے تک چھ گھنٹے گذر جانے کے بعد بھی میں نے اجاڑ اور سنسان مقام پر پرواز کرتے ہوئے پایا۔

یہ سوچتے ہوئے کہ اندھیرے میں پرواز کرتے ہوئے میں بہت آگے نکل آیا ہوں میں نے اپنے پلین کا رخ موڑ دیا۔ دوپہر تک میں کئی شہروں کے اوپر سے گذرا لیکن ان میں سے ایک بھی ہیلیم نہیں تھا کیونکہ شہر ہیلیم کے گرد پچھتر میل کا فاصلہ دیکر دو دیواریں کھڑی کی گئیں تھیں اور انھیں دیکھ کر آسانی سے شناخت کیا جا سکتا تھا اس کے علاوہ کنتاس کان کے کہنے کے مطابق وہاں دو بہت بڑے مینار تھے جن میں سے ایک کا کان سرخ اور دوسرے کا زرد تھا اور وہ زمین سے تقریباً ایک میل بلند تھے۔

چوبیسواں باب

دوست

دوپہر کے قریب میرا گذر قدیم مریخ کے ایک اجڑے ہوئے شہر کے اوپر سے ہوا میں نے اسے دیکھنے کے لئے اپنے بلین کو نیچے کیا تو مجھے اس جگہ ہزاروں سبز مریخی جنگ میں مصروف نظر آئے۔ لیکن میں ابھی انہیں اچھی طرح دیکھ بھی نہیں پایا تھا کہ ان کی طرف سے گولیوں کی ایک بوچھاڑ سی میری طرف آئی اور چونکہ ان کے نشانے بہت کم ہی خطا ہوتے ہیں اس لئے میرا بلین بیکار سا ہو کر رہ گیا اور نیچے کی طرف گرنے لگا۔

میں قریب قریب ٹھیک اس مقام کے درمیان گرا جہاں بہت ہی زور سے جنگ ہو رہی تھی۔ وہ لوگ آپس میں اپنی اپنی لمبی تلواروں سے مقابلہ کر رہے تھے جبکہ کبھی گولی چلنے کی آواز بھی سنائی دے جاتی تھی اور ساتھ ہی کوئی جنگجو گرتا بھی دکھائی دے جاتا تھا جو اس مقام سے تھوڑا ہٹ جاتا تھا جہاں جنگ ہو رہی تھی۔

ان کے درمیان گرتے ہی مجھے معلوم ہوا کہ یا تو میں بھی جنگ کرتے ہوئے اپنی حفاظت کروں یا پھر بزدلوں کی موت ان کے ہاتھ مارا جاؤں۔ چونکہ میں بزدلوں کی موت نہیں مرنا چاہتا تھا۔ اس لئے جس وقت میں زمین پر گرا تھا اس وقت میری تلوار میرے ہاتھ میں دبی ہوئی تھی۔

میں ایک دیوہیکل شخص کے پاس گرا جو تنہا تین شخصوں کا مقابلہ کر رہا تھا۔ میں نے اس تنہا شخص کو فوراً پہچان لیا کیونکہ وہ تار ترکاس تھا۔ وہ مجھے نہیں

دیکھ سکا کیونکہ میں اس کے عقب میں گرا تھا۔ اس پر اس کے مقابل تینوں اشخاص ــــ جو وار ہون تھے، ایک ساتھ حملہ آور ہوئے۔ تار ترکاس نے ان میں سے ایک کا تو فوراً ہی خاتمہ کر دیا لیکن پھر پیچھے ہٹتے ہوئے اس کا پیر ایک مردہ جسم سے ٹکرا گیا اور وہ پشت کے بل فرش پر گر پڑا۔ وہ دونوں بجلی کی سی تیزی سے اس کی طرف لپکے اور اگر میں فوراً ہی اچھل کر ان کے درمیان نہ پہنچ گیا ہوتا تو تار ترکاس کا خاتمہ کر دیا گیا ہوتا۔ میں نے ایک کو ختم کیا تھا کہ تار ترکاس بھی سنبھل کر اٹھ کھڑا ہوا اور اس نے دوسرے کا خاتمہ کر دیا۔

اس کے بعد اس نے میری طرف دیکھا اور اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ کے ہلکے خم پیدا ہو گئے۔ پھر اس نے میرے شانے کو چھوتے ہوئے کہا

"میں نے تو تمہیں پہچانا ہی نہیں تھا جان کارٹر، لیکن اس وقت تم نے جو کچھ کیا ہے وہ بارسوم پر رہنے والا کوئی شخص کر بھی نہیں سکتا تھا۔ اب مجھے یقین ہو گیا ہے کہ دوستی نام کی کوئی شے موجود ہے۔"

اس نے اور کچھ بھی نہیں کہا اور نہ کہنے کا موقع ہی تھا کیونکہ اب ہمیں وار ہون نے چاروں طرف سے گھیر لیا تھا۔ ہم دونوں شانے سے شانہ لگائے تمام دوپہر لڑتے رہے۔ آخر وار ہون پسپا ہو کر پیچھے ہٹے اور پھر اپنے اپنے تھوٹس پر سوار ہو کر فرار ہو گئے۔

اس جنگ میں دس ہزار اشخاص مقابلہ زن ہوئے تھے اور اب یہاں تین ہزار لاشیں پڑی ہوئی تھیں لیکن کسی نے ان کی طرف دھیان نہیں دیا۔

جنگ کے خاتمے کے بعد شہر واپس لوٹ کر میں سیدھا تار ترکاس کے کوارٹر گیا تھا جہاں وہ مجھے چھوڑ کر فوراً اس میٹنگ میں شامل ہونے چلا گیا تھا جو ایسے موقعوں پر ہوا کرتی تھی۔

میں ایک کمرے میں بیٹھا تارس تارکاس کے واپس آنے کا انتظار کر رہا تھا کہ مجھے دوسرے کمرے سے کسی کے حرکت کرنے کی آواز سنائی دی اور پھر اس سے پیشتر کہ میں اٹھ کر کھڑا ہو سکتا کہ ایک عظیم الجثہ مخلوق اچھل کر میرے اوپر آ رہی اور اس کے ساتھ ہی میں بھی فرش پر لڑھک گیا۔ یہ وولا تھا۔ میرا وفادار جانور — جو کسی نہ کسی طرح واپس تارس تارکاس کے پاس پہنچ گیا تھا اور تارس تارکاس کے کہنے کے مطابق اس کوارٹر میں رہ کر میری واپسی کا انتظار کرتا رہا تھا۔ جس میں، میں رہا کرتا تھا۔

تال ہاجوس کو تمھارے بارے میں معلوم ہو چکا ہے جان کارٹر۔ تارس تارکاس نے اپنی واپسی پر مجھے بتا دیا۔ "سارکوجا نے تمھیں دیکھ کر پہچان لیا تھا ہاجوس نے مجھے حکم دیا ہے کہ آج رات میں تمھیں اس کے سامنے پیش کر دوں۔ اسوقت میرے پاس دس تھوٹس ہیں۔ تم ان میں سے کسی کا بھی انتخاب کر سکتے ہو، اور میں تمھیں سب سے نزدیکی نہر تک پہنچا بھی دوں گا جو ہیلیم کو جاتی ہے تارس تارکاس ایک ظالم اور سنگدل شخص ہوتے ہوئے ایک دوست بھی ہو سکتا ہے چلو ہمیں جلدی کرنا چاہیئے۔

"تمھاری واپسی پر تمھارے ساتھ کیا سلوک کیا جائے گا۔

"ممکن ہے میں جنگلی کیلیٹ کی خوراک بن جاؤں یا پھر میری حالت اس سے بھی بدتر ہو لیکن اگر مجھے وہ موقع مل گیا جس کا میں ایک زمانے سے انتظار کر رہا ہوں تو پھر مجھے کچھ ہو نہ سکے گا۔

"تو پھر میں یہیں رہوں گا اور آج رات تال ہاجوس سے ملنے چلونگا میں نہیں چاہتا کہ میری وجہ سے تم پر کوئی مصیبت آئے اور پھر ممکنات میں سے تو یہ ہی ہے کہ تمھیں تال ہاجوس سے مقابلہ کرنے کا وہ موقع مل جائے جس کا تم ایک زمانے

سے انتظار کر رہے ہو۔

اس نے بہت زور و شور سے میری بات کو ماننے سے انکار کیا اور کہا کہ تال باجوس اب بھی اس واقعہ کو یاد کر کے غصے سے پاگل ہوا اٹھتا ہے جب میں نے اس کے جبڑے پر گھونسہ جمایا تھا۔ اور اگر میں اس کے ہاتھوں میں پڑ جاؤں گا تو پھر مجھے ایک اذیت ناک موت مرنا پڑے گا لیکن میں نے اس کی کسی بات پر دھیان نہیں دیا۔

کھانا کھانے کے درمیان میں نے اسے وہ کہانی سنائی جسے سولا نے مجھے اس وقت سنایا تھا جب ہم تھارک کی طرف سفر کر رہے تھے۔

اس نے کچھ کہا نہیں لیکن اس کے اعضاء کے تشنج سے ظاہر ہو رہا تھا کہ اسے اس عورت کی اذیتوں کو سن کر کس قدر تکلیف پہنچ رہی ہے جسے اپنی وحشیانہ زندگی میں اس نے پیار کیا تھا۔

جس وقت میں نے اس سے تال باجوس کے پاس چلنے کے لئے کہا تو اسے کوئی اعتراض نہیں کیا بلکہ اٹھتے ہوئے بولا کہ وہ پہلے سارکوجا سے مل لینا چاہتا ہے۔ ہم دونوں ہی اس کے کوارٹر پر ایک ساتھ پہنچے اور مجھے دیکھ کر اس کے چہرے پر ایک زہریلی مسکراہٹ پھیل گئی۔

"سارکوجا۔" تار ترکاس نے کہا۔ "چالیس سال پیشتر ایک عورت گوزادا نامی کو تمہاری وجہ سے ایک اذیت ناک موت مرنا پڑا تھا مجھے ابھی ابھی معلوم ہوا ہے کہ اس شخص کو یہ بات معلوم ہو گئی ہے جو اس عورت سے محبت کرتا تھا ممکن ہے وہ تمہیں قتل نہ کرے سارکوجا ——— کیونکہ ہم لوگ عورتوں پر ہاتھ نہیں اٹھاتے۔ لیکن اس نے فیصلہ کر لیا ہے کل وہ تمہاری گردن ایک وحشی تھوٹس کے ساتھ چمڑے سے باندھ کر دیکھے گا کہ کیا تم میں اتنی طاقت ہے کہ تم زندہ رہ سکو

میں ایک انصاف پسند شخص ہوں اس لئے میں نے تمہیں آگاہ کر دینا بہتر سمجھا ہے یہاں سے دریائے اِکُس کا فاصلہ زیادہ نہیں ہے سارکوجا — آؤ جان کارٹر چلو۔"

دوسرے دن سارکوجا غائب ہو چکی تھی اور پھر کبھی نہیں دیکھی گئی ہم نے تمام راستہ خاموشی سے طے کیا اور حِدُک کے محل میں پہنچ گئے جہاں ہمیں فوراً ہی اس کے سامنے پہنچا دیا گیا۔

"اسے ستون سے باندھ دو" وہ چیخا۔ "میں دیکھوں گا کہ تال حاجوس پر ہاتھ اٹھانے کی جرأت اس میں کس طرح پیدا ہوئی تھی۔ لوہے گرم کئے جائیں میں خود اپنے ہاتھوں سے اس کی آنکھیں باہر نکالوں گا تاکہ اس کی ناپاک نظر مجھ پر نہ پڑ سکے۔"

تھارک کے سردارو" میں، تال حاجوس کی پرواہ نہ کرتے ہوئے وہاں مجمع اشخاص کو مخاطب کرتے ہوئے چیخا، "میں بھی کبھی تمہارے درمیان سردار کی حیثیت سے رہا ہوں۔ اور آج میں نے تھارک کے شانوں سے شانہ ملا کر اس کے دشمنوں سے جنگ بھی کی ہے۔ تم لوگ اپنے کو انصاف پسند کہتے ہو کیا آج کے دن مجھے اتنا موقع بھی نہیں دیا جائے گا میں کچھ کہہ سکوں۔"

"خاموش" تال حاجوس گرجا۔ "میں حکم دیتا ہوں اسے باندھ دو۔"

"انصاف تال حاجوس" کئی لوگ ایک ساتھ بول اٹھے۔ "تم ہمارے بزرگوں کے رسم و رواج سے ہٹ کر چلنے والے کون ہوتے ہو۔"

"ہاں۔ انصاف" کئی لوگ اور بول اٹھے اور تال حاجوس غصے میں پیچ و تاب کھاتا رہا میں کہتا گیا۔

"تم لوگ بہادر ہو اور بہادروں کی قدر کرتے ہو۔ لیکن آج جنگ کے

دوران تھارک جدّک کہاں رہا تھا۔ میں نے تو اسے جنگ کے میدان میں نہیں دیکھا تھا۔ اسے بھی چھوڑو اور یہ بتاؤ کہ ادھر کچھ عرصے میں اس نے کتنے مردوں کا مقابلہ کیا ہے۔ میں کہتا ہوں اب اس میں لڑنے کی ہمت ہی نہیں ہے یہ کمزور ہو چکا ہے۔ یہاں تک کہ میں اسے اپنے ایک گھونسے سے بیہوش کر سکتا ہوں کیا تھارک کے جدّک اسی طرح کے ہوتے ہیں۔ یہ دیکھو میرے پہلو میں ایک بہادر تھارک کھڑا ہوا ہے۔ تم لوگ تارتر کاس کو اپنا جدّک کیوں منتخب نہیں کرتے
بہت سی آوازوں نے ایک ساتھ مل کر اس بات کی تائید کی

"اب کاؤنسل نے اجازت دیدی ہے۔ اگر تال ہاجوس بہادر ہے تو وہ تارترکاس کو اپنے مقابلے پر آنے کے لئے کہے۔ نہیں، وہ بہادر نہیں ہے تم سب دیکھ لو، وہ خاموش ہے۔ وہ خوفزدہ ہے تمہارا جدّک تال ہاجوس بزدل ہے اور میں اسے تنہا بغیر کسی اسلحہ کے ختم کر سکتا ہوں۔

میرے خاموش ہوتے ہی وہاں گہرا سناٹا چھا گیا اور تمام لوگوں کی نگاہیں تال ہاجوس پر جاکر جم گئی۔ وہ کچھ نہ بولا اور نہ ہی اس نے اپنی جگہ سے حرکت کی۔ اس کے جسم کا ہرا رنگ زیتونی ہو گیا تھا۔

"تال ہاجوس" لارکواس ٹوطل نے سرد اور چبھتے ہوئے لہجہ میں کہا۔ میں نے اپنی زندگی میں تم جیسا تھارک کا جدّک آج تک نہیں دیکھا۔ اب تمہارے لئے صرف ایک راستہ ہے اور ہم انتظار کر رہے ہیں" اب بھی تال ہاجوس نے حرکت نہیں کی۔

"سردارو" لارکواس ٹوطل کہتا گیا۔ کیا تھارک کا جدّک یہ ثابت نہیں کرے گا کہ وہ جدّک بننے کے قابل ہے۔

اس وقت وہاں قریب بیس سردار بیٹھے تھے۔ لارکواس ٹوطل کی آواز

کے ساتھ بیس تلواریں اوپر اٹھ گئیں۔
اب کوئی اور راستہ نہیں تھا۔ جو کچھ فیصلہ ہونا تھا ہو چکا تھا اس لئے تال باجوس اپنی لمبی تلوار نکال کر تار ترکاس سے مقابلہ کرنے کے لئے آگے بڑھا۔
یہ مقابلہ بہت جلد ہی ختم ہو گیا اور تار ترکاس تال باجوس کے مردہ جسم پر اپنا پیر رکھتے ہوئے تھارک کا جدک بن گیا۔
اس نے سب سے پہلا کام یہ کیا کہ مجھے وہ تمام اختیارات دے دئے جو ایک سردار کو اس حیثیت سے ملنا چاہیئے تھے جو میں نے ایک چھوٹی انکے درمیان شروع میں رہ کر اور دوسرے سرداروں کو قتل کر کے حاصل کی تھی یہ دیکھتے ہوئے کہ اس وقت تار ترکاس کے ساتھ ہی دوسرے سردار میرے موافق ہیں میں نے موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے تار ترکاس کو ذوڈنگا کے بارے میں بتاتے ہوئے وہ بات بھی کہہ دی جو میرے ذہن میں تھی۔
"جان کارٹر نے ہمیں ایک مشورہ دیا ہے" اس نے دوسروں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ "جس پر عمل کرنا نہ کرنا ہمارے فیصلے پر منحصر ہے میں تمہیں اس کی تفصیل بتاتا ہوں دیجاہ تھوریس ہیلیم کی شہزادی۔ جو کچھ عرصہ تک ہماری قید میں رہی تھی اس وقت ذوڈنگا کے جدک کے قبضے میں ہے اور وہ اس کے لڑکے سب تھان سے اس لئے شادی کرنے کو تیار ہو گئی ہے تاکہ اس کا شہر تباہی سے بچ جائے۔
"جان کارٹر کا کہنا ہے کہ ہم اسے ان کے ہاتھوں سے نکال کر ہیلیم تک

پہنچادیں۔ ذوڈنگا سے حاصل کیا ہوا مال غنیمت قیمتی ہوگا اور میں نے اکثر سوچا ہے کہ ہیلیم والوں سے مل کر کوئی ایسی ترکیب معلوم کرلوں جس سے ہمارے انڈے اور بھی بڑے ہوسکیں اور ان میں سے طاقتور بچے پیدا ہوسکیں ـــ ایسے بچے جن کا مقابلہ بارسوم پر کوئی بھی نہ کرسکے۔ اب تم لوگوں کا کیا خیال ہے

یہ انھیں ایک ایسا موقع مل رہا تھا جس میں جنگ کرنے کے ساتھ ساتھ مال غنیمت بھی ہاتھ آنے کی امید تھی اس لیئے وہ میرے پھیلائے ہوئے جال میں اس طرح پھنس گئے جس طرح مکڑی کے جالے میں مکھی پھنس جاتی ہے انھوں نے بہت زور شور سے اس کی تائید کی اور آدھ گھنٹے ابھی بیس شخص مختلف سمت اپنے آدمیوں کو جمع کرنے کے لیئے روانہ ہوگئے۔

تیسرے دن میں ایک لاکھ بہادروں کے ساتھ ذوڈنگا کی سمت سفر کررہا تھا کہ ان میں تین دوسرے گروہ کے لوگ بھی شامل تھے جنھیں ذوڈنگا کی موت کا مال دینے کا وعدہ کیا گیا تھا۔

میں اس گروہ کے آگے آگے تارترکاس کے ساتھ چل رہا تھا اور میرے عقب میں میرا وفادار جانور دولا چل رہا تھا۔

ہم اپنا یہ سفر رات کو ہی کرتے تھے اور وقت کا حساب لگا کر اس طرح کرتے تھے کہ صبح ہونے تک کسی نہ کسی اجڑے ہوئے شہر میں پہنچ جائیں تاکہ وہاں دن کو قیام کرتے ہوئے اپنی حفاظت کا انتظام بھی کرتے رہیں۔ راستے میں تارترکاس نے اپنی عقلمندی سے دوسرے گروہ کے پچاس ہزار اور آدمیوں کو جمع کرکے اپنے ساتھ شامل کرلیا اس طرح دس دن تک سفر کرنے کے بعد ایک صبح ایک لاکھ پچاس ہزار جوان شہر ذوڈنگا کی چہاردیواری کے گرد محاصرہ کئے پڑے تھے۔

ہرے آدمیوں کے اس گروہ میں لڑنے کا جوش سرخ آدمیوں کے مقابلے میں دس گنا زیادہ تھا۔ تارترکاس کے کہنے کے مطابق بارسوم کی تاریخ میں اس سے پیشتر اس قدر بڑا گروہ پہلے کبھی جنگ میں شامل ہونے کے لئے مجمع نہیں ہوا تھا۔ اس قدر بڑے گروہ کو اپنے قبضہ میں رکھنا ہی بہت مشکل تھا اور یہ ایک معجزے سے کم نہیں تھا کہ وہ لوگ کسیں لڑے بغیر اپنی منزل تک پہنچ گئے تھے۔

شہر کی دیوار کے نزدیک پہنچتے ہی سرخ آدمیوں کے ساتھ ان کی نفرت کا جوش اور بڑھ گیا اور خاص طور سے ذوڈنگا کے ساتھ جنھوں نے ہمیشہ ہرے آدمیوں کو نیست و نابود کر دینے کی کوشش کی تھی۔

اب جبکہ ہم دیوار کے قریب پہنچ گئے تھے ہمارے سامنے شہر میں داخل ہونے کا راستہ تلاش کرنے کی مصیبت آکھڑی ہوئی۔ میں نے اس بڑے گروہ کو دو حصوں میں تقسیم کیا اور دونوں کو شہر کے دونوں بڑے پھاٹک پہ ٹھہرا کر خود بیس جوانوں کو ساتھ لے کر ایک چھوٹے دروازے کی طرف بڑھا جو دیوار میں جا بجا بنے ہوئے تھے۔ ان دروازوں پر ہمیشہ پہرے دار مقرر نہیں کئے جاتے تھے۔

ذوڈنگا کی دیوار چھیتر فٹ اونچی اور پچاس فٹ موٹی تھی اس لئے میرے ساتھ آئے ہوئے ہرے آدمیوں کے دل میں یہ بات بیٹھ گئی تھی کہ وہ شہر میں کسی طرح بھی داخل نہ ہو سکیں گے۔ میرے ساتھ جو بیس جوان آئے تھے وہ ایک چھوٹے گروہ سے تعلق رکھتے تھے اس لئے میرے بارے میں کچھ نہیں جانتے تھے۔

تیار سے ان میں سے تین کو دیوار کی سمت منہ کر کے کھڑا کیا اور پھر دو کو

ان کے اوپر کھڑے ہو جانے کا حکم دیا۔ پھر ایک چھٹے کو ان کے شانے پر چڑھ جانے کے لئے کہا۔ اب سب سے اوپر والے شخص کا سر زمین سے قریب چالیس فٹ اونچا تھا۔

اس طرح دس آدمیوں کے ذریعہ میں نے ایک زینہ سا بنا لیا اور پھر اچھل کر ایک کے بعد دوسرے پر پہنچتے ہوئے میں نے آخری شخص کے شانے پر پیر رکھا اور پھر چھلانگ لگا کر آسانی سے دیوار کے اوپر پہنچ گیا۔ اس کے بعد میں نے چمڑے کی پٹیوں کے ذریعہ دوسروں کو بھی اوپر ہی چڑھنے کا حکم دیا۔ ان لوگوں کے اوپر آجانے کے بعد میں نے چمڑے کی پٹی دوسری سمت لٹکائی۔ اس وقت تمام سڑکیں سنسان پڑی ہوئی تھیں اس لئے ہمارے دیکھے جانے کا خطرہ نہیں تھا۔ ہم آسانی سے نیچے پہنچ گئے۔

مجھے کنٹراس کان کے ذریعہ ان دروازوں کو کھولنے کا بھید معلوم ہو چکا تھا اس لئے جلد ہی دروازے کھل گئے۔ میں نے تارترکاس کو اطلاع دیکر بلایا اور پھر یہ طے پایا کہ نصف لوگ تو شہر کی آبادی پر حملہ کریں اور نصف فوجی اڈوں پر۔ میں نے اپنے ساتھ پچاس مضبوط قسم کے تھارک لئے اور محل کی طرف روانہ ہو گیا۔ میں نے یہ سب کو آگاہ کر دیا تھا کہ وہ لوگ اپنا کام زیادہ سے زیادہ خاموشی کے ساتھ پورا کرنے کی کوشش کریں گولیاں وغیرہ چلانے کی کوشش نہ کریں کیونکہ اس طرح وہ لوگ بھی ہوشیار ہو سکتے تھے جو حملے کے مقام سے دور تھے۔

پچیسواں باب

زوڈنگا کی تباہی

میں اپنے پچاس ساتھیوں کے ساتھ آسانی سے محل کے پھاٹک کے پاس پہنچ گیا اور وہاں کھڑے دو پہرے داروں کو ٹھکانے لگانے میں بھی کامیاب ہوگیا۔ اب ہم زوڈنگا کے جڈک کے باغ سے ہوکر گذر رہے تھے

محل کی عمارت کے نزدیک پہنچتے ہی پہلی منزل پر مجھے وہ کمرہ روشنی سے منور نظر آنے لگا جس میں تھان کوسس کی رہائش تھی۔ اس جگہ شہر کی معزز ہستیاں اور درباری جمع تھے۔ شائد کوئی خاص جشن منایا جارہا تھا اس جگہ مجھے کوئی محافظ بھی نظر نہیں آئے اس لئے میں آسانی سے وہاں تک پہنچکر کھڑکی سے اندر کی سمت جھانکنے لگا۔

اس عظیم ہال کے ایک کونے میں سونے کے تخت پر ہیروں سے سجا ہوا تھان کوسس بیٹھا تھا اور اس کے گرد اس کے افسران بیٹھے تھے۔ ان سے تھوڑے فاصلے پر ہٹ کر محافظوں کا ایک دستہ قطار میں کھڑا ہوا تھا میرے اندر جھانکنے کے تھوڑی ہی دیر بعد محافظوں کا ایک دوسرا دستہ ہال کے ایک کونے سے نکل کر تخت کی سمت بڑھا۔ سب سے آگے چار افسر تھے جو قرمزی رنگ کے سلک پر ایک بڑی سونے کی زنجیر پہنے تھے۔ ان کے پیچھے چار افسر اور بھی تھے جنھوں نے شہزادی اور شہزادے کے زیورات زیب تن کر رکھے تھے۔

یہ لوگ تخت کے قریب پہنچکر ادھر ادھر کھڑے ہو گئے۔ اس کے بعد کچھ لوگ اور آئے اور ان کے بعد دو ایسے شخص آئے جو سلک اور زیورات سے اس طرح ڈھکے ہوئے تھے کہ میں انھیں شناخت کرنے میں کامیاب نہ ہو سکا۔ وہ دونوں تخت کے سامنے پہنچ کر کھڑے ہو گئے۔ ان کے پیچھے آنے والے اشخاص بھی جب ہال میں آ کر اپنی اپنی جگہ پر بیٹھ گئے تو تھاں کوسس نے اپنے سامنے کھڑے ہوئے جوڑے کو مخاطب کیا۔ میں اسکے الفاظ تو نہیں سن سکا لیکن اس کے خاموش ہوتے ہی دو افسروں نے بڑھ کر ان دو میں سے ایک کے جسم سے اس کا لبادہ اتار لیا۔ اسے دیکھتے ہی میں سمجھ گیا کہ کنتاس کان اپنے کو پورا کرنے میں ناکامیاب رہا کیونکہ وہ شخص سب تھان کے علاوہ اور کوئی نہیں تھا جس کا لبادہ اتار اگیا تھا۔

تھان کوسس نے ایک سونے کی زنجیر اٹھا کر اس کے گلے میں پہنا دی اور پھر کچھ کہنے کے بعد وہ دوسرے سے مخاطب ہوا اس بار پھر دو افسروں نے بڑھ کر اس کا بھی لبادہ اتار لیا اور اب ہیلیم کی شہزادی دیجاہ تھورس میرے سامنے موجود تھی۔

اب اس جشن کا مطلب میری سمجھ میں آگیا۔ ان دونوں کی شادی ہو رہی تھی اس منظر کو دیکھتے ہی میرے غصے کی انتہا نہ رہی۔ میں نے اپنی لمبی تلوار اٹھائی اور پھر اس کے دستے سے کھڑکی کا شیشہ توڑ کر فوراً اندر پہنچ گیا وہاں بیٹھے ہوئے لوگ مجھے حیرت زدہ ہو کر دیکھنے لگے۔ میں نے آگے بڑھ کر اس زنجیر کو تلوار مار کر زمین پر گرا دیا جو تھان کوسس کے ہاتھ میں تھی اور جس کے پہناتے ہی دیجاہ تھورس ہمیشہ کے لئے سب تھان کی بن جانے والی تھی دوسرے ہی لمحے ایک ہزار تلواروں کی نوکیں میری طرف اٹھ گئیں سب تھان

اپنی پیٹی سے کٹار نکال کر میری طرف جھپٹا۔ میں نے اسے اسی طرح قتل کر دیا ہوتا جس طرح میں ابھی تک کامیاب ہوتا رہا ہوں لیکن بارسوم کے پرانے رسم و رواج کی وجہ سے میں ایسا نہ کر سکا۔ میں نے اس کی کلائی پکڑ کر مروڑ دی اور پھر اسے اپنے ہاتھوں کے شکنجے میں جکڑتے ہوئے چیخا۔

"ڈوڈانگا فتح ہو چکا ہے۔ دیکھو۔"

ان لوگوں نے اس سمت دیکھا جدھر میں نے اشارہ کیا تھا بال کے بڑے دروازے سے تارس تارکاس اپنے پچاس جوانوں کے ساتھ اندر داخل ہو رہا تھا۔

تمام لوگوں کے منہ سے حیرت کی چیخ نکل گئی لیکن خوفزدہ کوئی نہیں ہوا کیونکہ دوسرے ہی لمحے بال کے اندر موجود سب ہی لوگ اپنی اپنی تلواریں اٹھا کر تھارک پر ٹوٹ پڑے

سب تھان کو دھکا دیتے ہوئے میں اس مقام پر پہنچ گیا تھا، جہاں دیجاہ کھڑی ہوئی تھی۔ تھان کوسس کے تخت کے پہلو میں ایک دروازہ تھا اب تھان کوسس اسی دروازے کے پاس اپنی تلوار لئے کھڑا ہوا تھا۔ ایک ہی لمحے کے اندر ہم دونوں کی تلواریں ٹکرا رہی تھیں۔

تخت کے گرد اور اطراف جگہ لگاتے ہوئے دیکھا کہ سب تھان اپنے باپ کی حفاظت کرنے کے لئے میری طرف بڑھ رہا تھا جیسے ہی اس نے اپنی تلوار سے مجھ پر وار کیا۔ دیجاہ تھوریس میرے اور اس کے درمیان آگئی اسی وقت مجھے موقع ملا اور میں تھان کوسس ـــ ڈوڈانگا کے جدٹک کو ختم کرنے میں کامیاب ہو گیا جیسے ہی جدٹک کراہتا ہوا فرش پر گرا نیا جدٹک اپنے کو دیجاہ تھوریس کی گرفت سے چھڑاتے ہوئے میری طرف جھپٹا۔ جلد ہی اسکے

تین ساتھی بھی اس کے پاس پہنچ گئے ایک بار پھر میں دیوار کا سہارا لئے ہوئے دیجاہ تھورس کے لئے لڑ رہا تھا۔ اس حالت میں بھی مجھے اس کا خیال تھا کہ سب تھان کو میرے ہاتھ سے کوئی گزند نہ پہنچے کیونکہ اس طرح میں اسے حاصل نہیں کر سکا تھا جس سے میں محبت کرتا تھا۔ میں نے جلدی اس کے تینوں ساتھیوں کو ہلاک کر دیا لیکن اب کچھ اور لوگ اس کی مدد کرنے کیلئے اس کی طرف بڑھ رہے تھے یکایک کچھ لوگ چیخ اٹھے۔

اس عورت کو مار دو ــــ مار ڈالو ــــ اسی کی وجہ سے ہم پر یہ مصیبت آئی ہے۔

میں نے آواز دیکر دیجاہ تھورس کو اپنے عقب میں ہو جانے کے لئے کہا اور پھر آہستہ آہستہ تخت کے پہلو میں بنے ہوئے دروازے کی طرف کھسکنے لگا۔ تین افسروں نے میرے اس ارادے کو بھانپ لیا اور فوراً اس دروازے کے پاس پہنچے اور راستہ روک کر کھڑے ہو گئے۔

تھارک اس وقت ہال کے درمیان لڑنے میں مصروف تھے۔ اب مجھے اور دیجاہ تھورس کو کوئی معجزہ ہی بچا سکتا تھا۔ یکایک میری نظر تارس تارکاس پر پڑی جو میری طرف بڑھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ اس نے اپنی لمبی تلوار والا ہاتھ گھمایا اور اس کے سامنے درجنوں آدمی مردہ ہو کر فرش پر گر پڑے اس طرح اپنے سامنے آنے والوں کو ہلاک کرتا ہوا وہ جلدی میرے پاس پہنچ گیا۔

یہاں ذوڈنگا کی بہادری کا مجھے بھی قائل ہونا پڑا کیونکہ ان میں سے ایک نے بھی فرار ہونے کی کوشش نہیں کی۔ آخر میں اس فتحیابی کا سہرا تارس تارکاس کے سر رہا اس کے قدموں کے پاس سب تھان کی لاش کے علاوہ دوسرے لوگوں کے لاشے پڑے ہوئے تھے۔

لڑائی کے بند ہوتے ہی میرا خیال سب سے پہلے کنتاس کان کی طرف گیا اس لئے دیجاہ تھوریس کو تارس ترکاس کی حفاظت میں دس جوانوں کے ساتھ فوراً محل کے قید خانے کی طرف روانہ ہو گیا۔ چونکہ وہاں کے سپاہی اوپر ہال میں لڑتے ہوئے کام آ چکے تھے اس لئے ہمارا راستہ روکنے کے لئے کوئی بھی سامنے نہیں آیا۔

میں نے ہر کوٹھری کے قریب پہنچ کر آوازیں دینا شروع کیں۔ آخر ایک کوٹھری سے مجھے ہلکی سی آواز آتی سنائی پڑی۔ اور اسی آواز کے سہارے ہم اندھیرے میں جلد ہی اس کے پاس پہنچ گئے

وہ مجھے دیکھ کر بہت ہی خوش ہوا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ انقلاب آ گیا ہے اور میں کامیاب ہو کر اس کی تلاش میں آیا ہوں۔ اس نے مجھے بتایا کہ گشتی سپاہیوں نے اسے مینار کے قریب پہنچنے سے پہلے ہی گرفتار کر لیا تھا اسلئے اسے سب تھان تک پہنچنے کا موقع نہیں مل سکا تھا۔

چونکہ ہم ان زنجیروں کو کاٹ نہ سکتے تھے جس سے وہ بندھا ہوا تھا اسلئے کنتاس کان کے کہنے کے مطابق ہم میں سے ایک شخص اوپر ہال میں گیا اور اور خوش قسمتی سے پہلے ہی آدمی کی تلاشی لینے پر اسے چابیاں مل گئیں۔

اور میں اپنے ساتھ کنتاس کان کو لیکر ہال میں پہنچ گیا۔

اب شہر کی طرف سے چیخ و پکار کی آوازیں بھی آنے لگی تھیں اس لئے کچھ تھارک اس طرف چلے گئے۔ ہاتھیوں کو ساتھ لے کر تارس ترکاس نے محل کی تلاشی لینا شروع کی اور کنتاس کان بھی انھیں راستہ بتانے کے لئے انھیں کے ساتھ چلا گیا۔ —— صرف میں دیجاہ تھوریس کے ساتھ ہال میں تنہا رہ گیا۔

دیجاہ تھورس ایک چھوٹے سے سونے کے تخت پر بیٹھ چکی تھی۔ جب میں نے پلٹ کر اس کی طرف دیکھا تو اس نے دلنواز مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔

"آج تک تم جیسا شخص بارسوم پر پہلے کبھی نہیں دیکھا گیا۔ کیا زمین پر رہنے والے سبھی لوگ تمہاری طرح بہادر ہوتے ہیں۔ تم یہاں ایک اجنبی ہو مجرم ہو اور تمھیں ہر وقت اپنی جان کا خطرہ رہتا ہے پھر بھی تم سمندر کی تہہ میں رہنے والے وحشیوں کو سرخ آدمیوں سے مقابلہ کرنے کے لئے جمع کر لائے ہو آخر یہ سب کس طرح ہوا۔

"اس کا جواب بہت آسان ہے دیجاہ تھورس۔ میں نے کہا وہ میں نہیں تھا جس نے یہ سب کچھ کیا ہے۔ بلکہ وہ محبت تھی جو مجھے دیجاہ تھورس سے ہے یہ ایک ایسی طاقت ہے جو حیرت انگیز معجزے ظہور میں لاسکتی ہے۔

اس کے چہرے پر سرخی چھاگئی۔ وہ بولی۔

"اب تم جو چاہو کہہ سکتے ہو جان کارٹر کیونکہ اب میں آزاد ہوں اور سب کچھ سن سکتی ہوں۔

"اب مجھے اور زیادہ کچھ نہیں کہنا ہے۔" میں نے کہا "میں نے اپنی زندگی میں بہت سے ایسے کام کئے ہیں جنھیں کرنے کی عقلمند آدمیوں نے کبھی جرأت نہ کی ہوگی لیکن اپنی زندگی میں میں نے یہ کبھی نہیں سوچا کر لڑکر دیجاہ تھورس کو حاصل کروں۔ تم ایک شہزادی ہو اس کا اثر مجھ پر کچھ نہیں ہے لیکن تمھیں دیکھکر نہ جانے کیوں میں اپنے ہوش و حواس کھو بیٹھتا ہوں میری شہزادی۔ اب میری درخواست ہے کہ تم میری ہو جاؤ۔

اس نے جواب میں اٹھ کر میرے شانے پر اپنا ہاتھ رکھ دیا اور میں نے اسے اپنی باہوں میں لیتے ہوئے اس کے رخساروں کا بوسہ دیا۔

اس طرح جب شہر میں جنگ ہو رہی تھی۔ موت و زندگی کی کشمکش جاری تھی، ڈیجاہ تھورس، ہیلیم کی شہزادی، دختر مریخ نے ورجینیا کے معزز شخص جان کارٹر سے شادی کرنے کا وعدہ کیا تھا۔

چھبیسواں باب
موت سے خوشی تک

کچھ دیر بعد تارس تارکاس اور کنتاس کان نے واپس آکر اطلاع دی کہ زوڈنگا پر پوری طرح فتح حاصل کر لی گئی ہے ان کی تمام فوجی طاقت ختم کر دی گئی اور باقی بچے ہوئے لوگوں کو گرفتار کر لیا گیا ہے۔ انھوں نے یہ بھی بتایا کہ کچھ جنگی کشتیاں فرار ہونے میں کامیاب ہو گئی ہیں لیکن اب ہزاروں کی تعداد میں چھوٹی بڑی کشتیوں کی نگرانی تھارک نوجوان کر رہے ہیں

ہمارے ساتھ آئے ہوئے دوسرے چھوٹے گروہ کے لوگ لوٹنے کے ساتھ ساتھ آپس میں جھگڑا کرنے لگے تھے اس لئے ہم نے فیصلہ کیا کہ ہم جتنے نوجوان جمع کر سکتے ہیں جمع کریں اور وقت برباد کیے بغیر فوراً ہی باقی بچی ہوئی ہوائی کشتیوں کے ذریعے ہیلیم کی سمت روانہ ہو جائیں۔

پانچ گھنٹے بعد ڈھائی سو جنگی کشتیاں ایک لاکھ جوانوں کو لیکر ہیلیم کی سمت روانہ ہو گئیں۔

ہم نے اپنے پیچھے تباہ شدہ شہر کو ان چالیس ہزار سبز وحشیوں کے ہاتھوں میں چھوڑ دیا تھا جو ہمارے ساتھ آئے تھے۔ وہ لوگ لوٹ مار کے ساتھ قتل و غارت گری کرتے ہوئے آپس میں لڑ رہے تھے۔ سیکڑوں جگہوں پر انھوں نے آگ لگا دی تھی اور دھوئیں کے بادل اس طرح اٹھ رہے تھے جیسے کہ وہ آسمان کی آنکھوں کو بند کر دینا چاہتے ہوں تاکہ وہ تباہی و بربادی

کا حال نہ دیکھ سکے۔

دوپہر کے قریب ہمیں ہیلیم کا سرخ و زرد مینار نظر آ گیا۔ اس کے تھوڑی ہی دیر بعد ذوڈنگا کی کئی جنگی کشتیاں جو شہر کا محاصرہ کئے ہوئے تھیں۔ ہم سے ملنے کے لئے اوپر اٹھ کر ہماری سمت بڑھیں۔

ہماری تمام کشتیوں پر ہیلیم کے علم لہرا رہے تھے لیکن اس سے پیشتر کہ ذوڈنگا اسے دیکھ اور سمجھ سکتے کہ ہم کون ہیں ہمارے ہرے مریخی ساتھیوں نے ان پر گولی کی بارش کر دی۔ اپنے بے خطا نشانے سے انھوں نے سب سے آگے آنے والی کشتی کو تباہ کر دیا۔

اس بات کا اندازہ لگاتے ہوئے کہ ہم ان کے دشمن نہیں ہیں ہیلیم کی سمت سے بھی کئی سو جہاز ہماری مدد کے لئے آگے آ گئے اور میں نے پہلی بار دیکھا کہ مریخ پر ہوائی جنگ کس طرح ہوتی ہے۔

چونکہ ہرے مریخیوں کو ہوائی کشتیوں کے چلانے کا طریقہ نہیں معلوم تھا اس لئے وہ ہیلیم اور ذوڈنگا کے جہازوں کے اوپر چکر لگاتے رہے لیکن انکی گولیاں برابر اپنا کام کر رہی تھیں میرے خیال میں اگر اس جنگ میں وہ میرے شریک نہ ہوتے تو ذوڈنگا ضرور ہی ہم پر فتحیاب ہو گئے تھے۔

شروع میں تو دونوں طرف کی کشتیاں علیحدہ علیحدہ چکر لگاتی رہیں یکایک ذوڈنگا گروہ کے درمیان میں رہنے والا ایک بڑے جنگی جہاز میں ایک بہت بڑا سوراخ ہو گیا اور وہ تیزی سے زمین پر گرا اور تقریباً ایک ہزار فٹ نیچے کی ملائم زمین سے ٹکرا کر اسی میں دھنس گیا تھا اس کے ساتھ ہی اس پر کے سوار لوگ بھی دفن ہو گئے۔

ہیلیم کے نوجوان نے خوشی کا ایک زوردار نعرہ لگایا اور پھر انھوں نے

اپنی پوری طاقت سے ذوڈنگا پر حملہ کر دیا۔ آخر ہیلیم کی دو جنگی کشتیاں ان کے اوپر پہنچنے میں کامیاب ہو گئیں اور اوپر سے ان پر بم برسانے لگیں۔

پھر ایک کے بعد دوسری ہیلیم کی جنگی کشتیاں ذوڈنگا کی کشتیوں کے اوپر پہنچنے میں کامیاب ہونے لگیں اور ذوڈنگا کی کشتیاں تباہ ہو کر نیچے گرنے لگیں۔ آخر میں ذوڈنگا نے راہ فرار اختیار کرنی چاہی لیکن فرار ہونے والی کشتیوں کو جلد ہی ہزاروں کی تعداد میں چھوٹی کشتیوں نے گھیر کر گرفتار کر لیا اور ساتھ ہی ان کے اوپر ہیلیم کی جنگی کشتیاں بھی چلنے لگیں تاکہ اگر وہ فرار ہونے کی کوشش کریں تو ان پر فوراً بم گرایا جا سکے۔

ہمارے ہیلیم پہنچنے کے ایک گھنٹے بعد ہی فتحیاب، ذوڈنگا ہار کر ہیلیم کی کشتیوں کے گھیرے میں ہیلیم شہر کی طرف سفر کر رہے تھے۔

اب میں نے ہیلیم کی ایک بڑی کشتی کو سگنل دیا جس پر ہیلیم کا جھنڈا لہرا رہا تھا۔ اس کے نزدیک پہنچ کر میں چیخا "میرے ساتھ ہیلیم کی شہزادی دیجاہ تھورس ہے اور میری خواہش ہے کہ وہ اسے اپنے ساتھ لے جائیں۔"

میری بات کو سمجھتے ہی کشتی پر لوگ خوشی سے چیخنے لگے۔ یہی خبر جب دوسری کشتیوں تک پہنچی تو اس کے سوار بھی خوشی سے چلانے لگے اور انھوں نے اپنے اپنے پرچم کھول دئے۔

ایک بڑی کشتی ہمارے قریب آئی اور پھر اس پر سے کئی افسر اچھل کر میرے جہاز پر آ گئے۔ لیکن جیسے ہی انکی نظر میرے آدمیوں پر پڑی جو اب پوشیدہ مقاموں سے نکل کر ڈک پر آنا شروع ہو گئے تھے وہ ٹھٹک کر کھڑے ہو گئے۔ لیکن پھر کنتاس کان کو دیکھ کر جو ان سے ملنے کے لئے آگے بڑھ رہا تھا وہ لوگ بھی آگے بڑھ آئے۔

ہیلیم کی کشتی تک کمانڈر نے ہم سے وعدہ کر لیا کہ ہمارے حملہ کرنے کے بعد ہیلیم کی پیدل فوج شہر کی طرف سے ذوڈنگا پہ حملہ کردے گی اور اس کے بعد وہ لوگ دیجاہ تھورس کو ہیلیم کے جدک تاردوس موریس کے پاس پہنچانے کے لئے روانہ ہوگیا۔

ہم سے ایک میل کے فاصلے پہ ہمارے وہ جہاز کھڑے تھے جن پر ہرے مریخیوں کے تھوٹس بار کر کے لائے گئے تھے۔ انھیں اتارنے کے لئے ضروری تھا کہ ہم ان جہازوں کو بھی زمین پہ اتاریں لیکن چونکہ آس پاس کوئی ایسی جگہ نہیں تھی اس لئے ہم نے شہر کی فصیل سے دس میل کی دوری پر ایک ایسے مقام کا انتخاب کیا جہاں یہ کام آسانی سے کیا جا سکتا تھا۔

ہمیں اس کام میں کافی وقت صرف کرنا پڑا کیونکہ جس وقت آخری تھوٹس اتارا گیا اس وقت آدھی رات گذر چکی تھی پھر بھی تارتر کاس نے اپنے آدمیوں کو فوراً تین گروہوں میں آگے بڑھنے کا حکم دیا۔

ذوڈنگا کیمپ سے ایک میل کی دوری پہ ہماری پہلی مڈبھیڑ گشتی محافظوں سے ہوئی نہیں ایسے چیخ و پکار کے ساتھ ہرے آدمی اپنے تھوٹس پوری رفتار سے دوڑاتے ہوئے ذوڈنگا پہ ٹوٹ پڑے۔

وہ بھی بے خبر نہیں تھے کیونکہ ہمارے حملہ آور ہوتے ہی وہ بھی مقابلے کیلئے آگئے، اور انھوں نے ہمارا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور ہمیں بار بار پیچھے ہٹنے پر مجبور ہونا پڑا۔ یہانتک کہ دوپہر کے قریب مجھے یہ خدشہ پیدا ہوگیا کہ کہیں ہمیں شکست نہ ہوجائے۔

ذوڈنگوں کی تعداد قریب دس لاکھ تھی اور وہ جنگ کے طریقوں سے واقف تھے جبکہ ان کے مقابلے میں کل ایک لاکھ وحشی ہرے آدمی تھے ہیلیم والوں نے

اس کے بعد میں نے اور دیجاہ تھورس نے بڑھ کر انکا استقبال کیا دیجاہ تھوریس نے ان میں سے ہر ایک کو ان کے نام سے پکارا اور خوشی کا اظہار کیا چونکہ وہ لوگ ھتروزین شہر میں سے تھے اور انھوں نے ہیلیم کے جدٔ تاردوس موریس کے لئے کئی کارہائے نمایاں انجام دے تھے اس لئے دیجاہ تھورس ان سے بخوبی واقف تھی۔

" اپنے اپنے ہاتھ جان کارٹر کے شانوں پر رکھ دو " وہ انھیں مخاطب کرتے ہوئے بولی " کیونکہ ہیلیم کو ان کی وجہ سے اس کی شہزادی ہی نہیں ملی ہے بلکہ آج کی فتحیابی کا سہرا بھی انھیں کے سر ہے۔

وہ لوگ خوشی خوشی مجھ سے ملے اور شکریے کے بے شمار الفاظ ادا کرنے لگے۔ ان پر اس بات کا سب سے زیادہ اثر پڑا تھا کہ میں نے ہیلیم کی شہزادی دیجاہ تھورس کو آزاد کرانے کے لئے سبز آدمیوں سے کام لیا تھا۔

"تمھیں مجھ سے زیادہ ایک دوسرے شخص کا شکریہ ادا کرنا چاہیئے" میں نے کہا" اور وہ شخص یہ ہے تارز کاس ——— تھارک کا جدٔک اور ایک بہادر سپاہی۔"

وہ لوگ اس سے بھی بہت زیادہ تعظیم کے ساتھ ملے اور مجھے یہ دیکھ کر بہت ہی حیرت ہوئی کہ تارز کاس بھی ان سے پیچھے نہیں رہا۔

دیجاہ تھورس دوسری کشتی پر چلی گئی۔ اس کے کہنے کے باوجود میں اسکے ساتھ نہیں گیا کیونکہ جنگ کا خاتمہ ابھی پوری طرح نہیں ہوا تھا۔ ہم نے ہوائی فوج کو شکست تو دیدی تھی لیکن ابھی ہمیں ان بیری فوجوں سے مقابلہ کرنا تھا جو ہیلیم کی چہار دیواری کے گرد محاصرہ کئے ہوئے پڑی تھیں اس لئے تارز کاس کے ساتھ مقابلہ کرنے کے لئے ٹھہر گیا۔

ابھی تک حملہ نہیں کیا تھا اور نہ ہی ان کی طرف سے ہمیں کوئی خبر موصول ہوئی تھی لیکن ٹھیک دوپہر کے وقت شہر کی سمت گولیاں چلنے کی آوازیں سنائی دینے لگیں اور ہم سمجھ گئے کہ ہماری مدد کے لئے ہیلیم والے پہنچ چکے ہیں۔

ایک بار پھر تارترکاس نے اپنے ساتھیوں کو آگے بڑھنے کا حکم دیا ایکبار پھر تھوتش اپنے دشمنوں کی صف توڑتے ہوئے آگے بڑھے۔ اسیوقت دوسری سمت سے ہیلیم والوں نے بھی زور وشور سے حملہ کیا اور زودڈنگا درمیان میں دبکے رہ گئے۔ آخرانھوں نے اپنی شکست تسلیم کرلی اور ہم لوگ قیدیوں کو اپنے ساتھ لیکر شہر کے عظیم پھاٹک سے ایک فاتح کی طرح شہر میں داخل ہوئے۔

شہر کی کشادہ سڑکیں عورتوں، بچوں اور ان چند آدمیوں سے بھری ہوئی تھیں جنھیں شہر میں ہی رہنے کا حکم ملا تھا۔ ہمارا استقبال نہ ختم ہونے والے جوش کے ساتھ کیا گیا اور ہم پر سونے، پلاٹینم، چاندی اور قیمتی جواہرات کی بارش کی گئی۔

میرے ساتھ میرے تھارک ساتھیوں کی موجودگی نے شہر والوں کے جوش کو اور بڑھادیا تھا کیونکہ ابھی تک کوئی ہرا شخص اس چہاردیواری کے اندر داخل نہیں ہوا تھا اور اب جب کہ وہ دوست کی حیثیت سے شہر میں داخل ہورہے تھے شہریوں کی خوشی دوگنی ہوگئی۔

شہریوں کو یہ بھی معلوم ہوچکا تھا کہ میں نے دیجاہ تھورس کے لئے کیا کیا ہے کیونکہ میرا نام لے کر نعرہ لگاتے ہوئے میرے جانور وولا سے خوفزدہ ہوئے بغیر میرے نزدیک پہنچ کر مجھے قیمتی زیورات پہنارہے تھے ایک عظیم محل کی سیڑھیوں کے پاس کچھ افسروں نے ہمارا استقبال کیا اور درخواست کی کہ، تارترکاس اور اس کے گروہ کے دوسرے جد

اپنے اپنے ٹھوٹس پر سے نیچے اتر آئیں کیونکہ ان کا جدٹک ہم سے مل کر ہمارا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہے۔

محل کی سمت جانے والی آخری سیڑھی پر شاہی پارٹی کھڑی تھی ہمارے نزدیک پہنچتے ہی ان میں سے ایک شخص ہمارا استقبال کرنے کے لئے آگے بڑھا وہ لانبے قد کا ایک خوبصورت اور تندرست شخص تھا۔ اس میں وہ وقار تھا جو صرف ایک حکمران میں ہی پایا جاسکتا ہے اس لئے مجھے یہ ضرورت محسوس نہیں ہوئی کہ کوئی مجھے بتاتا کہ وہ تاردوس مورس — ہیلیم کا جدٹک ہے وہ سب سے پہلے تارترکاس سے ملا اور اس کے پہلے ہی الفاظ نے ان دونوں کے درمیان دوستی کا وہ دائمی رشتہ قائم کردیا جو ٹوٹ نہیں سکتا تھا۔

"تاردوس مورس بارسوم کے نہ صرف ایک بہادر شخص سے ملاقات کررہا ہے بلکہ وہ اپنے ایک دوست سے مل رہا ہے اور یہ اس کے لئے انتہائی خوشی کا باعث ہے"

"ہیلیم کے جدٹک" تارترکاس نے کہا۔ یہ کام دوسری دنیا کے ایک انسان کا ہے جس نے ہمارے آدمیوں کو دوستی کا سبق سکھایا ہے۔ ہم اسکے احسانمند ہیں کہ اس کی وجہ سے تھارک آپ لوگوں کو سمجھنے میں کامیاب ہوسکے ہیں۔"

اس کے بعد تاردوس مورس دوسرے ہرے جدٹوں سے ملا۔ ہر ایک نے دوستی کے کچھ نہ کچھ الفاظ کہے۔

میرے نزدیک پہنچتے ہی اس نے اپنے دونوں ہاتھ میرے شانے پر رکھ دیئے "خوش آمدید نوجوان" اس نے کہا "تمہیں بغیر کسی اعتراض کے ہیلیم کا

سب سے قیمتی ہیرا عطا کر دیا گیا ہے — ہاں، اس کا جواب پورے بارسوم پر نہیں مل سکتا۔"

اس کے بعد ہمیں مورس کجاک اور ہیلیم کے دوسرے چھوٹے جدّوں سے ملایا گیا۔ مورس کجاک — دیجاہ تھورس کے باپ نے درجنوں بار میرا شکریہ ادا کرنے کے لئے منہ کھولا لیکن جذبات کی زیادتی کی وجہ سے اس کے منھ سے الفاظ نہ نکل سکے لیکن — جیسا کہ مجھے بعد میں معلوم ہوا وہ ایک بہادر شخص تھا اور اس کی بہادری کے قصے بارسوم پر مشہور تھے وہ اپنی لڑکی کو بہت چاہتا تھا اسی وجہ سے اس کے بخیریت واپس مل جانے پر اسے جو خوشی ہوئی تھی اس کا اندازہ نہیں لگایا جا سکتا۔

ستائیسواں باب

خوشی سے موت تک

دس دن تک تھارک شہر میں رہ کر دعوتیں اڑاتے اور خوشیاں مناتے رہے۔ پھر قیمتی سازوسامان اور دس ہزار ہیلیم کے سپاہیوں کے ساتھ ــــــ جنھیں تاردوس موریس نے ان کے ساتھ جانے کا حکم دیا تھا، وہ لوگ اپنے علاقے کی طرف واپس ہو گئے۔

سولا بھی اپنے باپ کے ساتھ واپس چلی گئی جس کے لئے تمام سرداروں کے سامنے تارترکاس نے اپنی بیٹی ہونے کا اعلان کر دیا تھا۔

تین ہفتے بعد موریس کجاک اور دوس کے افسر ایک جنگی جہاز پر سوار ہو کر گئے تارترکاس ــــ سولا کو سوار کر کے اس جشن میں شامل کرنے کیلئے واپس لے آئے جو دیجاہ تھوریس اور جان کارٹر کی شادی کے لئے منایا گیا تھا۔

نو سال تک میں نے تاردوس موریس کے محل میں رہتے ہوئے ایک شہزادے کی طرح ہیلیم کی خدمت کی اور اس کے دشمنوں سے مقابلہ کرتا رہا وہاں کے لوگ میری عزت افزائی کرنے سے کبھی نہیں تھکتے کوئی دن ایسا نہیں جاتا تھا جب مجھے کوئی ایسے الفاظ سننے کو نہ ملتے ہوں، جن سے ان کی وہ محبت ظاہر ہوتی تھی جو انھیں اپنی شہزادی

دیجاہ تھورس سے تھی۔

ہمارے محل کی چھت پر شیشے کے ایک بڑے برتن میں برف کی طرح ایک سفید انڈا رکھا ہوا ہے اور قریب پانچ سال سے جدک کے دس محافظ برابر اس کی نگرانی کر رہے ہیں۔ شہر میں رہتے ہونے میں بھی روزانہ دیجاہ تھورس کے ساتھ اسے دیکھنے جاتا ہوں جس کے ٹوٹنے کے بعد ہماری خوشیوں میں اضافہ ہونے والا تھا۔

گذشتہ رات کی بات مجھے پوری طرح یاد نہیں ہے۔ میں دیجاہ تھورس کے ساتھ چھت پر بیٹھا ہوا ان عجیب و غریب حالات کا ذکر کر رہا تھا جنھوں نے ہم دونوں کو ملا یا تھا کہ مجھے ایک بہت ہی تیز رفتار جہاز اپنی روشنی چمکاتا ہوا جدک کے محل کی سمت جاتا دکھائی دیا۔ پھر اس نے سگنل دے کر ظاہر کیا کہ وہ ہیلیم کے جدک سے ملنا چاہتا ہے لیکن میں نے اس پر کوئی توجہ نہیں دی۔

دس منٹ بعد مجھے کاونسل ہال میں پہنچ جانے کی اطلاع ملی۔ جہاں پہنچ کر میں نے دیکھا کہ وہ دوسرے ممبروں سے بھرا ہوا ہے اور پلیٹ فارم پر رکھے ہوئے تخت کے پاس تار دوس مورس بے چینی سے ٹہل رہا ہے۔ جب تمام لوگ اپنی اپنی جگہ پر بیٹھ گئے تو وہ بولا۔

" آج صبح مختلف مقاموں سے اطلاع موصول ہوئی ہے کہ آب و ہوا فیکٹری کے نگراں نے دو دن سے کسی جگہ بھی کوئی اطلاع نہیں بھیجی ہے اور نہ ہی ان وائرلیس کا جواب دے رہا ہے جو اسے برابر روانہ کیئے جا رہے ہیں۔

دوسری قوموں کے سفیروں نے ہم سے استدعا کی ہے کہ ہم اس معاملے

کو اپنے ہاتھ میں لے لیں کیونکہ جب ان لوگوں نے اسسٹنٹ نگراں کی تلاش شروع کی تھی تو وہ انھیں ایک جگہ مردہ پڑا ہوا ملا تھا۔

میں یہ بتانے کی ضرورت محسوس نہیں کرتا کہ اس سے بارسوم پر کیا اثر پڑے گا۔ ان موٹی موٹی دیواروں کو توڑنے کے لئے مہینوں کا وقت چاہیئے اور یہ کام شروع ہو چکا ہے ہمیں اس کی ضرورت ابھی سیکڑوں سال تک نہیں پڑ سکتی تھی۔ کیونکہ فیکٹری میں اتنی ہوا موجود رہتی ہے کہ اسے پمپ کے ذریعے برابر دوسرے مقاموں تک بھیجا جائے۔ لیکن سب سے بڑی مصیبت کی بات یہ آپڑی ہے کہ وہاں کی مشینوں نے کام کرنا بند کر دیا ہے اور اس کی وجہ سے ہوا کے پمپ بھی بیکار ہو گئے ہیں۔ بارسوم کے مختلف حصوں میں ابھی سے ہوا کا دباؤ کم ہونا شروع ہو گیا ہے۔

"میرے دوستو۔ اب ہماری زندگی کے صرف تین دن باقی رہ گئے ہیں" یہ کہنے کے بعد وہ خاموش ہو گیا۔

"ہال میں کئی منٹ تک گہرا سناٹا چھایا رہا۔ پھر ایک نوجوان نے اپنی تلوار کو اپنے سر سے اوپر کی طرف اٹھاتے ہوئے تاردوس موربس کو مخاطب کیا۔

"ہیلیم کے رہنے والے بارسوم کے رہنے والوں کو بتاتے رہے ہیں کہ انھیں کس طرح زندہ رہنا چاہیئے۔ اب ہمارے ہاتھ وہ موقع آگیا ہے جب ہم یہ ظاہر کر سکتے ہیں کہ کس طرح مرنا چاہیئے۔ ہمیں اپنے کاموں کو اسی طرح شروع کر دینا چاہیئے جیسے ابھی ہماری زندگی سیکڑوں سال باقی ہے"

اس بات کی بہت زور شور سے تائید کی گئی ہے۔ چونکہ اس کے علاوہ اور کچھ کیا ہی نہیں جا سکتا تھا اس لئے سب اپنے اپنے چہروں پر زبردستی کی پیدا کی ہوئی مسکراہٹ کے ساتھ اپنے اپنے فرض کی ادائیگی کیلئے چلے گئے۔

جب میں اپنے محل میں پہنچا تو مجھے معلوم ہوا کہ دیجاہ تھورس تک اسکی اطلاع پہنچ چکی ہے اس لئے میں نے سنی ہوئی تمام باتوں سے اسے آگاہ کر دیا۔

"ہم دونوں ہمیشہ خوش رہے ہیں جان کارٹر"۔ وہ بولی اور مجھے خوشی ہے خواہ کچھ بھی ہو جائے اب ہم دونوں ایک ساتھ مریں گے۔

دو دن تک ہوا میں کوئی ایسی تبدیلی نہیں ہوئی جس سے لوگوں پر کچھ اثر پڑ سکتا لیکن تیسرے دن صبح مکانوں کی اونچی اونچی چھتوں پر بھی سانس لینے میں مشکل پیش آنے لگی۔ ہیلیم کا میدان اور سڑکیں عوام سے بھر گئیں۔ تمام کاروبار بند ہو گئے۔ لوگ بہادری کے ساتھ مسکراتے ہوئے موت کا مقابلہ کر رہے تھے جگہ جگہ پر کوئی مرد یا عورت بیہوش ہو کر گر رہی تھی۔

دوپہر تک بارسوم کے لوگ ہزاروں کی تعداد میں دم گھٹنے کی وجہ سے بیہوش ہو کر گرنا شروع ہو گئے۔

میں دیجاہ تھورس اور شاہی خاندان کے دوسرے افراد کے ساتھ ایک فضائی باغ میں بیٹھا ہوا تھا۔ ہم اگر بولتے بھی تھے تو دھیمی آواز میں کیونکہ موت کا پنجہ ہماری طرف بھی تیزی سے بڑھ رہا تھا۔

شیشے کا وہ برتن جس میں انڈا رکھا ہوا تھا دیجاہ تھورس کی درخواست پر چھت پر سے اتار کر محل میں لے آیا گیا تھا اور وہ خاموش بیٹھی اسے

دیکھ رہی تھی جس کا انجام نہ جانے کیا ہونے والا ہے۔

جب سانس لینے میں بہت ہی دقت پیش آنے لگی ہے تو تاردوس موریس نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"اب ہمیں ایک دوسرے کو الوداع کہہ لینی چاہیئے کیونکہ ہمارے دن ختم ہو چکے ہیں اور کل کے سورج کی نظران لوگوں پہ پڑے گی جو مر چکے ہوں گے یہ ہمارا انجام ہے۔

اس نے اپنے خاندان کی عورتوں کا بوسہ لیا اور مردوں کے شانے پہ ہاتھ رکھا۔

میں نے غمگین ہو کر اس کی طرف سے آنکھیں پھیری ہی تھیں کہ یکایک میری نظر دیجاہ تھورس پہ پڑ گئی۔ اس کا سر دھیرے دھیرے آگے کی سمت جھک رہا تھا اور وہ بہ ظاہر بے جان نظر آ رہی تھی۔ ایک چیخ کے ساتھ میں نے اچھل کر اسے اپنی باہوں میں لے لیا۔

"مجھے بوسہ دو جان کارٹر" وہ گنگنائی "میں تم سے محبت کرتی ہوں۔ میں تم سے محبت کرتی ہوں۔ یہ کس قدر ظلم ہے کہ ہمیں اس وقت علیحدہ کیا جا رہا ہے جب ہم ایک نئی خوشی کا احساس کرنے جا رہے تھے۔

میں نے جیسے ہی اپنے لبوں کو اس کے لب پر رکھا میری ناقابل تسخیر قوت کا احساس پھر جاگ اٹھا اور میری رگوں میں ورجینیا کے بہادر شخص کا خون پھر تیزی سے گردش کرنے لگا۔

"ایسا نہیں ہو سکتا میری شہزادی۔" میں چیخا "اس سے بچنے کا کوئی نہ کوئی راستہ ضرور ہوگا اور جان کارٹر تمہاری محبت کے لئے اسے ضرور معلوم کر کے رہے گا۔"

اور اس کے ساتھ ہی میرے شعور میں نویں شعاعوں کا خیال اٹھا۔ بجلی کی سی تیزی کے ساتھ آب و ہوا فیکٹری کے تینوں دروازوں کو کھولنے کا راز میرے ذہن میں گھوم گیا۔

اپنی مرتی ہوئی محبت کو سینے سے لگائے میں تاردوس موریس کی سمت گھوم کر چیخ اٹھا۔

"میں اب بھی بارسوم کو بچا سکتا ہوں۔ محل کی چھت پر ایک جہاز لایا جائے۔"

اس نے مجھ سے کوئی سوال نہیں پوچھا اور دوسرے ہی لمحے ایک محافظ تیزی سے دوڑتا ہوا اس مقام کی طرف جا رہا تھا جہاں ہوائی کشتیاں کھڑی کی جاتی تھیں حالانکہ چھت پہ ہوا بہت کمزور ہو چکی تھی پھر بھی ایک جہاز وہاں کسی نہ کسی طرح اتار ہی دیا گیا۔

دیجاہ تھورس کا آخری بار بوسہ لیتے ہوئے میں اپنی پرانی پھرتی کے ساتھ اچھل کر چھت پر پہنچا اور پھر تیزی سے اپنی منزل کی سمت روانہ ہو گیا میں جس قدر تیزی سے سفر کر سکتا تھا میں نے سفر کیا۔ تمام سفر کے دوران میری آنکھوں کے سامنے دیجاہ تھورس کا چہرہ گھومتا رہا۔ محل کی چھت چھوڑتے وقت میں نے گھوم کر باغ کی سمت دیکھا تھا تو وہ مجھے اس برتن کے پاس پڑی دکھائی دی تھی جس میں انڈا رکھا ہوا تھا۔ اس سے مجھ پر یہ ظاہر ہو گیا تھا کہ اس پر وہ بخشی طاری ہو گئی ہے جس کا خاتمہ موت کے ذریعہ ہو گا اگر میں ہوا کی سپلائی کرنے میں ناکامیاب رہونگا۔ اسی وجہ سے میں ہر خطرے سے بے نیاز ہو کر انتہائی رفتار سے سفر کر رہا تھا۔

رات ہونے سے ایک گھنٹہ پیشتر مجھے فیکٹری کی عظیم دیواریں دکھائی دینے لگیں

آخر میں اس چھوٹے سے دروازے کے پاس جا کر اترا جس نے پورے سیارے کی زندگی کی امیدوں کو روک رکھا تھا۔

اس دروازے کے پاس بے شمار لوگ موجود تھے اور اسے توڑنے کی کوشش کر رہے تھے لیکن ابھی تک اسے ذرا بھی نقصان نہیں پہنچا سکے تھے۔ آس پاس سیکڑوں اشخاص بے ہوش پڑے ہوئے تھے جنھیں صرف ہوا کی سپلائی ہی ہوش میں لا سکتی تھی۔

یہاں کی حالت ہیلیم سے بھی بد تر نظر آ رہی تھی کیونکہ مجھے سانس لینے میں اس قدر دقت محسوس ہو رہی تھی کہ میں سانس لے ہی نہیں رہا تھا۔ وہاں موجود ہوش میں رہنے والے لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے میں نے کہا۔

"اگر میں دروازہ کھول دوں تو کیا تم میں سے کوئی شخص انجن اسٹارٹ کر سکتا ہے۔"

"ہاں" ایک شخص نے کہا "اگر تم جلدی یہ کام کر ڈالو۔ میں ابھی کچھ دیر تک اور ہوش میں رہ سکتا ہوں۔ لیکن افسوس، ایسا نہیں ہو سکتا۔ وہ دونوں مر چکے ہیں اور ان کے علاوہ کوئی تیسرا اس دروازے کے کھولنے کا راز نہیں جانتا میرے پاس گفتگو کرنے کا موقع نہیں تھا کیونکہ وقت گذرنے کے ساتھ ہی میری کمزوری بھی بڑھتی جا رہی تھی اور میں اپنے ذہن پر قابو کھوتا جا رہا تھا۔

لیکن آخری کوشش کرتے ہوئے میں گھٹنوں کے بل گر پڑا اور فوریں شعاع کی خیالی لہر اپنے سامنے کے دروازے پر پھینکنے لگا۔ وہاں پر موجود لوگ میرے اردگرد جمع ہو گئے تھے اور نظریں جمائے خاموشی سے دروازے کو دیکھ رہے تھے۔

دھیرے دھیرے ہمارے سامنے کا دروازہ پیچھے کھسکنے لگا میں نے

اٹھکر اندر داخل ہونے کی کوشش کی لیکن کمزوری کی وجہ سے ناکامیاب رہا

"جاؤ۔" میں اپنے ساتھی سے چیختے ہوئے بولا "اگر تم پمپ روم تک پہنچنے میں کامیاب ہوجاؤ تو تمام پمپ کھول دینا۔ صرف یہی ایک طریقہ ایسا ہے جس سے کل بارسوم زندہ دیکھا جا سکے گا۔

میں جہاں پڑا تھا وہیں سے میں نے دوسرا اور پھر تیسرا دروازہ کھولا۔ میں نے بارسوم کی امیدوں کو گھٹنوں اور پنجوں کے بل کھسکتے ہوئے تیسرے دروازے کے اندر داخل ہوتے ہوئے دیکھا اور پھر بیہوش ہوکر دروازے کے پاس ہی فرش پہ گر پڑا۔

اٹھائیسواں باب

واپسی

جب میں نے دوبارہ آنکھ کھولی تو چاروں سمت اندھیرا چھایا ہوا تھا اور میرے جسم سے سخت قسم کی کچھ ایسی چیزیں لپٹی ہوئی تھیں جو میرے کھڑے ہوتے ہی میرے جسم سے گرد بن کر نیچے گرنے لگیں۔

میں نے دیکھا کہ میں سر سے پیر تک کپڑوں میں ملبوس ہوں حالانکہ اسوقت میں بالکل ہی برہنہ تھا جب بارسوم پر آب و ہوا فیکٹری کے چھوٹے دروازے کے سامنے بیہوش ہو کر گرا تھا۔ میرے سامنے چاندنی روشنی کا ایک دھبہ فرش پر پڑ رہا تھا جو ایک چھوٹے راستے سے اندر آ رہی تھی۔

اپنے کپڑوں پر ہاتھ پھیرتے ہوئے میرا ہاتھ جیب پر جا پڑا جس میں مجھے مومی کاغذ میں لپٹی ہوئی دیا سلائی مل گئی ایک دیا سلائی جلا کر میں نے اپنے اردگرد دیکھا تو مجھے معلوم ہوا کہ میں ایک بہت بڑے غار کے اندر ہوں جس کے عقب میں ایک عجیب سی صورت ایک بنچ پر بیٹھی ہوئی مجھے دکھائی دی۔ میں نے قریب پہنچ کر دیکھا تو مجھے معلوم ہوا کہ وہ ایک بوڑھی عورت کی ممی بنی ہوئی لاش ہے جس کے بال بکھرے ہوئے ہیں۔ اس کے دونوں طرف رکھی ہوئی میزوں پر بے شمار انسانوں کی کھوپڑیاں سجی ہوئی تھیں۔ میں نے اس بوڑھی عورت کی لاش کو ہاتھ لگایا تو یکایک وہ گھوم گئی اور اس کے گھومنے سے پتوں کے کھڑکھڑانے کی سی آواز پیدا ہوئی۔

یہ ایک بہت ہی دہشتناک اثر ڈالنے والا منظر تھا اس لئے جلد ہی اس

غار سے باہر نکل آیا۔

میری نظروں نے ایک نئی زمین اور ایک نئے آسمان کو دیکھا آسمان پر چاند چمک رہا تھا اور میرے اردگرد پہاڑ کی چوٹیاں پھیلی ہوئی تھیں اسوقت میں مریخ پر نہیں تھا۔ مجھے اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آیا لیکن دھیرے دھیرے حقیقت کو ماننے پر مجھے مجبور ہی ہونا پڑا۔ میں اریزونا کی پہاڑی پر اسی جگہ کھڑا ہوا تھا جہاں سے آج سے دس سال پیشتر کھڑے ہوکر میں نے مریخ کی سمت دیکھا تھا اور وہاں تک جانے کی خواہش میرے دل میں پیدا ہوئی تھی

اپنے چہرے کو ہاتھوں میں چھپا کر میں غمگین اور ٹوٹے ہوئے دل کے ساتھ نیچے اترنے لگا۔

میرے سر پر مریخ اپنا راز چھپائے ہوئے آسمان پر چمک رہا تھا۔

کیا وہ مریخی پمپ روم تک پہنچنے میں کامیاب ہوا تھا؟ کیا ہوا سیارے کے دور دراز مقاموں پر جلد ہی پہنچ گئی تھی اور وہاں کے لوگ بچ گئے تھے۔ کیا میری دیجاہ تھورس زندہ ہے یا اس کا جسم سرد ہوگیا ہے۔

میں دس سال سے اپنے ان سوالات کا جواب جاننے کے لئے بے چین ہوں اور دعا کر رہا ہوں کہ مجھے پھر اس دنیا میں پہنچا دیا جائے جہاں میں اپنی محبت چھوڑ کر آیا ہوں۔ میں اپنی دیجاہ تھورس کے پہلو میں مرنا اس سے کہیں زیادہ بہتر سمجھتا ہوں کہ زمین پر رہتے ہوئے ہزاروں سال تک زندہ رہوں

اس سونے کی کان نے ــــ جسے میں نے دریافت کیا تھا مجھے دولتمند بنا دیا ہے لیکن مجھے دولت کی پرواہ نہیں ہے۔

اور آج اسی دن کو بیس سال گذر چکے ہیں جب میں نے پہلی بار مریخ پر آنکھ کھولی تھی۔

میں اپنی میز کے پاس بیٹھا ہوا کھڑکی کے راستے اسے آسمان پر چمکتا ہوا دیکھ رہا ہوں۔ آج کی رات وہ مجھے پھر اپنی سمت بلاتا ہوا معلوم ہو رہا ہے یہ احساس میں نے اس سے پہلے بیس سالوں میں کبھی نہیں کیا ہے۔ مجھے اس پر ایک خوبصورت عورت اپنے بال بکھرے کھڑی نظر آ رہی ہے اور اس کے پہلو میں ایک بچہ بھی موجود ہے وہ اس لڑکے کو میرے سیارے زمین کی سمت اشارہ کر کے کچھ بتا رہی ہے۔

مجھے یقین ہے وہ میرا انتظار کر رہے ہیں اور کوئی شے مجھ سے کہہ رہی ہے کہ میں جلد ہی ان کے پاس پہنچ جاؤنگا۔

ختم شد
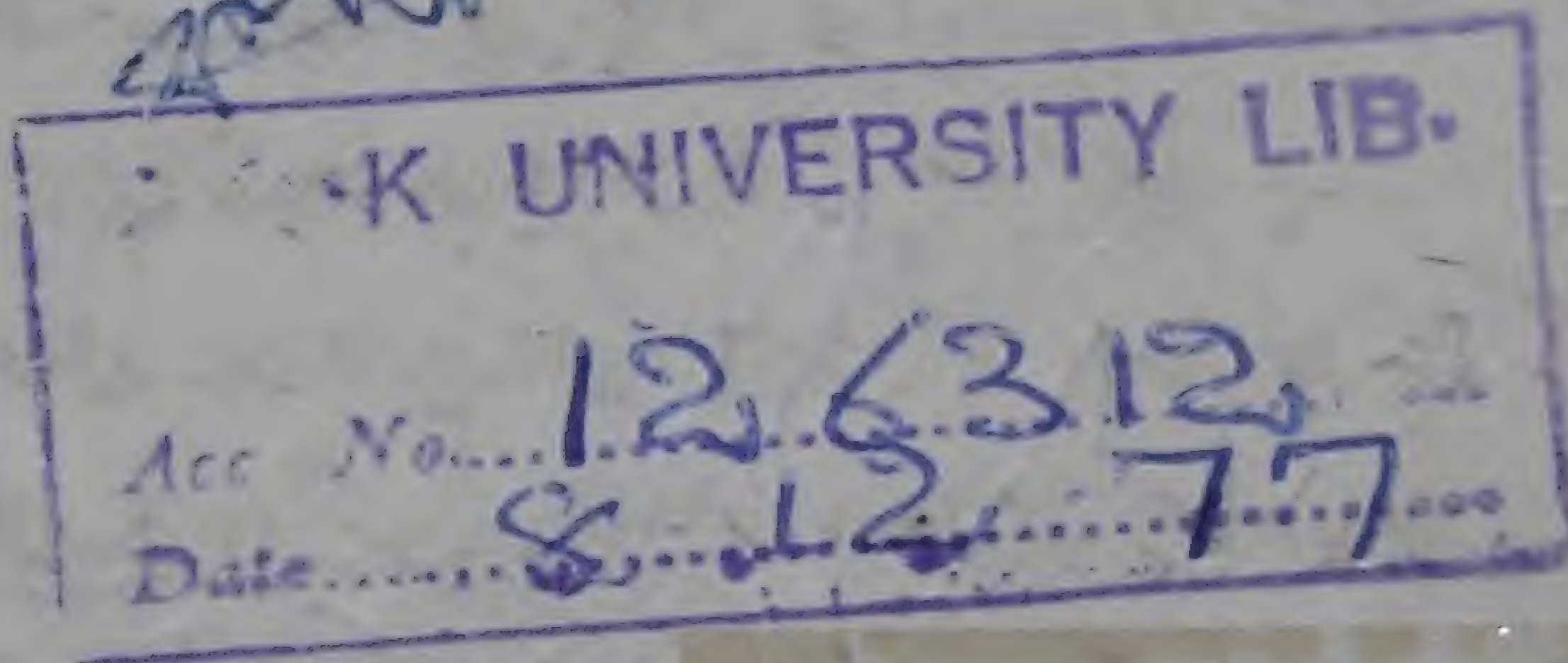
This Library has been
issued to R.C.Kant thru
Ist Year Medical students
on June 5, 1965.
and was returned on 17/1/1967

سعدی بابا اچھی بات سی ہے
پس ہم میں بابا اچھی تھی ہے

1. Chemistry
2. Zoology
3. B. Sc.
4. H.

28/5/69.